اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

الصلوٰۃ والسلام

مؤلف

سید فردوس علیشاہ

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور

CALL NO.

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

LAHORE

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ)

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

ترجمہ:- اللہ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسولؐ پر اے ایمان والو!
رحمت بھیجو اُس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور سلام بھیجو، سلام کہہ کر

الصلوٰۃ والسلام

مؤلفہ

سید فردوس علی شاہ

مصنف چراغِ سنت

ذخیرہ

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جامعۂ اسلامیہ قصور

بار اول　　تعداد ۱۰۰۰　　قیمت

(کتبہ نذیر احمد ناظر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

135240

تعارُف و اِعتذار

ناظِرین کرام! رسالہ صلوٰۃ و سلام لکھتے وقت چند مقاصد پیشِ نظر تھے:-

۱- درُود شریف، سلام، ذِکر اذکار اور دُعا کے فضائل و فوائد اور طریقہ۔

۲- اِن دینی مسائل میں ترمیم و تنسیخ اور آئے دِن پیش آنے والے افراط و تفریط کی اصلاح، یعنی نامناسب ردّ و بدل کی روک تھام۔

۳- حضرات اہل السنت والجماعت ہیں سے امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک مشہور و مختار پر حنفی مذہب کی معتبر مشہور متداول کتابوں سے ان مسائل کی وضاحت بقدرِ ضرورت

۴- حضرات علمائے دیوبند شکر اللہ سعیہم پر بعض الزاماتِ متعلقہ کا ازالہ

اعتذار:- اثنائے تحریر میں ایک بات جو مستقل مسئلہ بن کر بار بار راقم الحروف کے سامنے آئی، اور قریب تھا کہ میرے عزائم میں حائل ہو، وہ یہ تھی کہ وقت کا تقاضا کچھ اور ہے، اور ملکی مسائل اس قدر فوری توجہ کے طلبگار ہیں کہ علمائے کرام نے اس سلسلہ میں اگر وقت کی ضرورت کو محسوس نہ کیا تو بہت تھوڑے وقت میں مذہب سے عام بیزاری پیدا ہو جانے کا شدید خطرہ ہے، اس لئے وقت کا مطالبہ ایک، اور صرف ایک ہے کہ مسلمان قوم تنازع للحیات اور جہد للبقا کی مہم پر متفق ہو کر، اپنے چند در چند مصائب و مشکلات کا حل سوچنے کے لئے ان جُزوی مسائل

نوٹ:- فہرست مضامین کتاب آخر میں دیکھئے۔

کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے، بے شک یہ مسئلہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے، اس کی اہمیت کو نظر انداز کرنا مسلمان قوم پر اہل علم کی طرف سے ظلم عظیم ہوگا۔

لیکن اس کے اسباب و نتائج، مبادی ولواحق کا تجزیہ کرنے کے بعد بندہ راقم الحروف اس نتیجہ پر پہنچا کہ مذہبی اختلافات کا یہ زور شور، یہ ہنگامہ آرائی چند ناعاقبت اندیش خود غرض اور شکم پرور لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اس لئے اس کا انسداد کسی ایک فرد تو کیا جماعت کا کام بھی نہیں ہے، فقط عوام کا ذہنی شعور، یا حکومت کا دباؤ اسے ختم کر سکتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ شیعہ سنی، اور بریلوی دیوبندی اختلافات میں حضرات علمائے دیوبند کا قدم ہمیشہ سست اور پیچھے رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ سو فیصد جھوٹے الزامات جو ان پر نہایت بے باکی اور زبان و قلم کی چالاکی سے عائد کئے گئے، ان کا جواب مدافعت کے رنگ میں بھی بقدر ضرورت نہیں دیا گیا اس لئے کہ ان حضرات کی کوششیں علم دین کی اشاعت، اور انگریزی سیاست کو اسلامی ممالک میں ناکام بنانے پر مصروف تھیں، اور اس سلسلہ میں ان حضرات کو جو نمایاں کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ دوسری طرف ان کا مخالف پوری قوت سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا رہا، اور آج تک بریلوی جماعت کسی قیمت پر ان اختلافات کو ملتوی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ صلح و آشتی کی ضرورت مسلّم ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس اختلاف کی ابتدا کدھر سے ہوتی ہے؟ شیعہ سنی اختلافات اور فسادات کے ذمہ دار یقیناً شیعہ حضرات ہیں۔ اس لئے کہ اہل سنت، ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے محب مخلص ہیں مگر شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ کی شان میں کسی وقت بھی اپنی زبان بند کرنا تو کجا، رواداری اختیار کرنے کے لئے بھی تیار نہیں

ہیں، بریلوی دیوبندی اختلافات میں بریلوی کا مقام بالکل وہی ہے جو اوّل الذکر فریقین میں شیعہ کا مقام تھا، یعنی علمائے دیوبند کی اردو عبارتوں کو عربی میں بگاڑ کر علمائے حرمین شریفین کے پاس پیش کیا اور کفر کا فتویٰ لے لیا۔ پھر ہندوستان میں اسے شائع کر دیا لیکن حقیقت حال پر مطلع ہوتے ہی حضرات علمائے حرمین نے اُس فتویٰ سے رجوع کر لیا اب حالت یہ ہے کہ علمائے عرب تو علمائے دیوبند کو ہزار زبان سے مسلمان کہتے ہیں اور بریلوی اسی جھوٹے فتویٰ کی لکیر پیٹ رہے ہیں۔ وہی عبارتیں جن کا جواب چراغِ سنت میں تفصیل سے شائع ہو چکا ہے اور کوئی بریلوی آج تک اُن حقائق کی تکذیب یا تردید کی جرأت نہیں کر سکا، وہی مسائل جو قرآن و حدیث کی تصریحات ہیں، وہی مضامین جو بزرگانِ دین، ائمہ مجتہدین اور اولیاء مقربین کی تصنیفات و ارشادات میں صاف صاف موجود ہیں، جب علمائے دیوبند کی کسی کتاب میں نظر آجاتے ہیں تو اسے گستاخی اور بے ادبی سمجھا جاتا ہے۔ پھر اسی گناہ پر انہیں گلی بازار میں آوارہ گرد لونڈوں کی زبان سے کافر کہلایا جاتا ہے، اور بداخلاقی کا یہ مظاہرہ نہ معلوم کب تک جاری رہیگا؟ یہ سب کچھ برداشت کیا جا سکتا ہے، لیکن بریلوی حضرات آگے چلتے ہیں، اور کافر کافر کی اس مہم کو تیز تر کرتے ہوئے یہاں تک پہنچتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب وغیرہ فلاں فلاں مولوی کافر ہیں، اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، اس سے مصافحہ کرنا سلام کا جواب دینا بھی کفر ہے، یہ ہمہ گیر کفر آگے بڑھتا ہے، اور دیوبندی کو وہابی کہہ کر جانور سے بدتر قرار دیتا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب احکام شریعت صلا پر فرماتے ہیں:۔

"آج کل کے وہابی رافضی وغیرہ ایسا شخص سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ

Marfat.com

نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد، اُس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتدوں میں سب سے بدتر منافق ہے ....

.... خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ ...... الخ

مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں کا نکاح کسی انسان حیوان سے نہیں ہو سکتا، البتہ بریلویوں کا نکاح حیوانات سے ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں:-

"یہودی کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اگر خدا کا نام لے کر ذبح کرے، وہابی دیوبندی وغیرہ کا ذبیحہ نجس اور مردار قطعی ہے، اگرچہ لاکھ بار خدا کا نام لے۔ یہ سب مرتد ہیں وَلَا ذَبِیْحَۃَ لِمُرْتَدٍّ"

تمہید ایمان اور حسام الحرمین میں خان صاحب گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں صفحہ ۳۳ سے صفحہ ۴۳ تک پورے دس صفحات تک گالیوں کی ایک لمبی فہرست مرتب کی ہے اور بدتہذیبی کے اس مظاہرہ کو علمائے عرب کی طرف منسوب کیا ہے گالیوں کی فہرست قابلِ دید ہے، دوزخ کے کُتے خان صاحب کا تکیۂ کلام ہے۔ صفحہ ۱۲ پر منافرانہ رنگ میں اُلو، گدھے، کتے، اور سُور بھی کہہ دیا، مگر غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا۔ کتاب میں کئی جگہ دیوبندیوں کو واجب القتل قرار دیا ہے، ایک دیوبندی کو قتل کرنا سو کافر کے قتل سے افضل ہے، بادشاہ اسلام اس کام کا مجاز ہے صفحہ ۱۶، صفحہ ۱۷۔

ناظرین! یہ گالی گلوچ اور بازاری طرزِ کلام آپ نے دیکھ لیا، سرچشمۂ بریلویت کی شرافت اور تہذیب آپ کے سامنے ہے۔ حضرات علماء دیوبند نے پچاس سال تک یہ شور و غوغا سنا، لیکن قرآن و حدیث کی تعلیم اور اقامتِ دین کی مساعی جمیلہ میں مستغرق

Marfat.com

حضرات کے صبر و سکون، متانت و وقار، اور تہذیب و تحمل پر قربان جائیے کہ لکھنؤ کی بھٹیاریوں کے اس بازار سے گزرتے وقت بھی اللہ کے بندے قَالُوْا سَلَامًا کی تصویر نظر آتے ہیں۔ فرماتے ہیں:- "مولوی احمد رضا خاں اور مولوی حشمت علی وغیرہ کو کافر نہ کہا جائے

فتاوی دار العلوم دیوبند امداد المفتیین جلد ۲ صفحہ ۱۹۲"

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح فرماتے ہیں:-

"بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے" فتاوی امدادیہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۳۶

بھائی مسلمانو! مقام غور ہے، حضرات علماء دیوبند کے اس فتوی کے بعد ہر قسم کے فسادات کی ذمہ داری بریلوی جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بریلوی جماعت دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔ مولانا ابو الحسنات مدظلہٗ اور مولانا عبد الحامد بدایونی حضرات علماء دیوبند کے ساتھ اختلافات کے باوجود تکفیر نہیں کرتے، لیکن اب تک بریلویوں کی ایک چندہی متعصب اور کوڑ مغز پارٹی تکفیر پر بضد ہے۔ ایک تعلیم یافتہ صحیح الرائے مسلمان کے لئے یہ مقام نہایت ہی پریشان کن ہے۔ حضرات علماء دیوبند کو کافر کہے تو آخر کس بناء پر؟ اور کافر نہ کہے تو بریلویوں کے نزدیک وہ خود بھی کافر ہے۔ ایک مسلمان کو کافر کہنے والا اللہ کے دین میں کافر قرار دیا جاتا ہے اور نہ کہنے والا بریلویوں کے ہاں کافر سمجھا جاتا ہے۔ تکفیر کے اس چکر میں ہم لوگوں نے آخر یہی فیصلہ کر لیا کہ خدا کا کافر بننے سے بریلویوں کا کافر بن جانا اچھا ہے۔ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ہماری زبانِ حال ہے اور اس کا نتیجہ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا (الآیۃ ممتحنہ) ایک لازمی نتیجہ ہے۔

اس ظاہر فرق کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمان قوم کی ساری مصیبت فقط
شیعہ اور بریلوی ہیں۔ ناظرین کرام! شیعہ اور بریلوی کا یہ اتحاد و اتفاق فقط
تبرا بازی اور بہتان تراشی تک محدود نہیں ہے، بلکہ خدا گواہ ہے کہ جتنے مسائل
ہیں ان کا جھگڑا ہمارے ساتھ چل رہا ہے یہ تمام انہوں نے شیعہ مذہب سے
لئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رح حنفی شرح شفاء ص۲۰۹ میں فرماتے ہیں:

"کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دنیا کی ہر بات کو
جانتے ہیں شیعوں کا عقیدہ ہے"

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے غنیۃ الطالبین ص۱۵۶ پر واضح طور پر
فرمایا ہے کہ شیعہ بارہ اماموں کو بھی عالم ما کان و ما یکون سمجھتے ہیں۔ (بریلوی ہر
پیر کو عالم الغیب سمجھتے ہیں)

ناظرین کرام! یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ بریلویوں کے تمام مسائل علم غیب، حاضر ناظر
بشریت، تعینات، غیر اللہ کی منت ماننا، بزرگوں کی قبروں پر بدعات کرنا وغیرہ
وغیرہ، یہ تمام بریلوی مسائل شیعوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر کوئی شخص
تسلی کرنا چاہے تو شیعوں کے کسی مجتہد سے دریافت کرے، ایک تبرا کی کسر تھی
وہ بھی نکل چکی ہے۔ آج یہ کہنا بالکل درست ہو گا کہ بریلوی یعنی شیعہ، اور شیعہ
یعنی بریلوی دو قالب یک جان ہیں۔ بدعت و سنت کے اس دورِ تقابل میں
یوں بھی ہر جگہ بریلوی شیعوں کو ساتھ ملا کر سنت کو مٹا رہے ہیں، قریب ہے کہ
یہ لوگ تعزیہ اٹھا لیں، اور وہ لوگ گیارھویں پر آمادہ ہو جائیں، تقریباً سمجھوتہ
ہو چکا ہے۔ بریلویت اور شیعیت کا یہ معجون مرکب ملک کے سیاسیات سے قطعاً ناآشنا

Marfat.com

بلکہ اسلامی سیاست کا ہر تاریخی دور میں مہلک دشمن ثابت ہوا ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ خلافتِ اسلامیہ عباسیہ کی سات سو سالہ آہنی دیوار کو توڑنے کا ارتکاب ایک شیعہ وزیر ابن العلقمی نے کیا تھا جس کی ظالمانہ سازش نے ہلاکو خان کی تلوار سے بغداد کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہائیں جس کے اشارہ پر تاتاری فوج نے دارالسلام بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، وہی شیعیت اگر سُنیت کا لباس بدل کر پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل سے قوم کی توجہ ہٹانا چاہتی ہے تو اسے تعجب سے کیوں دیکھا جائے؟ حیرانی کیا ہے، وہی پرانی بات ہے،

ـــہ نیا جال لایا پرانا شکاری

مناسب ہوگا کہ گورنمنٹ پاکستان اس مسئلہ پر غور کرے، اور پاکستان میں بسنے والے چاروں اسلامی فرقوں، شیعہ، بریلوی، دیوبندی، اہلِ حدیث کے اکابر کو جمع کر کے کسی اصولی یا آئینی سمجھوتہ پر ملک کو سختی سے چلائے، ورنہ یہ بہت مشکل ہے کہ ایک طرف سے تبرا بازی جاری ہو، اور دوسری طرف سے جواب ہی نہ دیا جائے؟ تبرائی پروپیگنڈا ہی ایسی خطرناک چیز ہے جس نے شیعہ کو حضرات خلفاءِ ثلاثہ سے بدظن کر دیا۔

درود شریف اور سلام کی اس محفل میں اپنی مجبوریوں کے پیشِ نظر ان مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔ تمام مسائل حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے ثابت کئے گئے ہیں، اُمید کہ ناظرین دعائے حسنِ خاتمت سے ممنون فرمائیں گے۔

(سیّد فردوس علی شاہ عفی عنہ، مؤلف چراغِ سُنّت)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ احزاب)

ترجمہ: بے شک خداوند تعالیٰ اپنے حبیبؐ پر خاص رحمتیں نازل کرتا ہے اس صورت میں کہ دنیا میں آپؐ کا ذکر بلند کرتا ہے۔ آپؐ کی شریعت کو قائم کرتا ہے۔ قیامت کے دن آپؐ سے مقام شفاعت، اور مقام محمود کا وعدہ کرتا ہے۔ فرشتے آپؐ کے لئے مخصوص رحمتوں کی دعا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اللہ سے آپؐ کے لئے زیادہ رحمت کی دعا کرتے رہو، اور خوب اچھی طرح سے سلام پڑھا کرو،

درود شریف کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ صلوٰۃ خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، اور بزرگی بیان کرتا ہے۔ فرشتوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ فرشتے آپؐ کے لئے اللہ کی جناب میں بزرگی اور عظمت کی دعا مانگتے ہیں۔ ایمان والوں کی طرف سے بھی درود شریف کا مطلب یہی ہے کہ آپؐ کے لئے برکت، اور زیادت کی دعا ہے۔

صلوٰۃ کی دو قسمیں ہیں۔ خاص اور عام۔ خاص صلوٰۃ تو فقط انبیاء

علیہم السّلام کے لائق ہے ۔ اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہے جس کا مطلب دُنیا میں نیک نامی ، دین کا غلبہ ، اور قیامت تک شریعت کا جاری ہونا ہے ۔ اور آخرت میں تمام اُمتوں کی شفاعت ۔ مقام محمود اور بلند درجات ہیں ۔ عام صلوٰۃ جو ایمان والوں کے لئے ہے ۔ اُس کا نتیجہ اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف جانا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ درُود شریف آپؐ کے حق میں ایک بہت بڑی دُعا ہے جو اُمّت کو محبّت ، عقیدت ، اور آپؐ کے بڑے بڑے احسانات کی شکر گزاری کے لئے سکھائی گئی ہے ۔ لیکن درحقیقت آپؐ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے ۔ اِس لئے ہم اپنی عاجزی ، اور بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کی جناب میں دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ! اپنے حبیبؐ خاص پر ایسی خاص الخاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جو آپؐ کی شانِ عظیم کے لائق اور مناسب ہوں ۔

قاضی ابوبکر ابن العربی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھنے کا فائدہ ، درُود پڑھنے والے کو پہنچتا ہے ۔ اِس لئے کہ درُود شریف پڑھنے سے ہم اپنی سچی محبّت اور دِلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک بندہ اور مولیٰ کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ ہے ۔ ہم آپؐ کی تابعداری کا وعدہ کرتے ہیں ۔ آپؐ کے حق میں دُعا کرنا درحقیقت ساری مخلوقات کے حق میں خیر و برکت کی دُعا ہے ۔ کیونکہ نہر میں پانی ڈالنا دراصل کھیتوں کو سیراب کرنا ہے ۔ اِس لئے یہ دُعا ساری مخلوق کے لئے دُعا ہے ۔ (بامفہوم) مدارج النبوت ص۱۸۱

Marfat.com

معلوم ہوا کہ درود شریف ایک اعلیٰ قسم کی دعا ہے، اور خوش قسمتی کی حد ہے کہ صحابہ رضی نے درود پڑھنے کا طریقہ بھی آپ سے سیکھ لیا۔
درود شریف کے مسائل کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اوّل

فصل اوّل درود شریف کے فضائل کے بیان میں

۱۔ سب سے بڑھ کر تو فضیلت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جمعہ کے روز جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے لیتا ہوں۔

۴۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ قیامت کے روز میرے ساتھ اس کو قرب ہوگا، جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔

۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے بہت سے فرشتے اسی کام پر ہیں کہ سیاحی کرتے رہتے ہیں، اور جو شخص میری امت میں سے

Marfat.com

سلام بھیجتا ہے اس کو میرے پاس پہنچاتے ہیں ۔

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے مجھ کو خوشخبری سُنائی کہ پروردگارِ عالم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ صلعم پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا، اور جو شخص آپؐ پر سلام پڑھے گا میں اُس پر سلامتی نازل کروں گا۔ میں نے یہ سُن کر سجدہ شکر ادا کیا۔

۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپؐ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں، تو کس قدر صلوٰۃ اپنا معمول رکھوں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے، میں نے کہا کہ ایک ربع؟ یعنی تین ربع اور وظائف رہیں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے، اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، نصف؟ فرمایا جس قدر چاہو اور اگر زیادہ کر دو تم اور بہتر ہے۔ میں نے کہا تو پھر سب درود ہی درود رکھوں گا۔ فرمایا تو اب تمہارے سب فکروں کی بھی کفایت ہو جائے گی، اور تمہارا گناہ بھی معاف ہو جائے گا۔

۸۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماویں، اور اس کے دس گناہ معاف ہوں اور اس کے دس درجے بڑھیں، اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں۔

۹۔ ایک روایت میں ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اور ملائکہ اس کے لئے ستر بار دعا کرتے ہیں۔

۱۰۔ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے ؟ عرض کیا ہاں ۔ ارشاد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کیا کرو ۔ روایت کیا اس کو اصبہانی نے ۔

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر درود کی کثرت کرے گا ، وہ عرش کے سایہ میں ہوگا ۔ روایت کیا اس کو دیلمی نے ۔

۱۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے ، اُس کو میں خود سُنتا ہوں ۔ اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے ۔ وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے ۔ یعنی بذریعہ ملائکہ کے ۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں ۔

۱۳۔ در مختار میں اصبہانی سے نقل کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے اور وہ قبول ہو جاوے تو اسی سال کے گناہ اُس کے محو ہو جاتے ہیں ۔

۱۴۔ شفا میں ہے ۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے ۔ فرشتہ اُس درود کو لے کر مجھ تک پہنچاتا ہے ، اور نام لے کر کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے یعنی اس طرح درود بھیجتا ہے ۔

۱۵۔ ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت کرو مجھ پر درود بھیجنے کی ، بتحقیق وہ پاکیزگی ہے واسطے تمہارے ۔ یعنی بسبب درود کے گناہوں سے پاکی ، اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی جانی و مالی

Marfat.com

پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

۱۶۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی مجھ پہ درود بھیجتا ہے۔ فرشتے اس پہ درود بھیجتے ہیں یعنی اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جب تک وہ مجھ پہ درود بھیجتا رہتا ہے، اب اختیار ہے خواہ کم درود بھیجو مجھ پہ یا زیادہ۔ مقصود یہ ہے کہ درود بکثرت پڑھنا چاہیئے

۱۷۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص درود بھیجے مجھ پر کسی کتاب میں، ہمیشہ فرشتے اُس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہے گا۔

۱۸۔ امام مستغفری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر روز سو بار درود پڑھے اُس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں، تیس دنیا کی، باقی آخرت کی۔

۱۹۔ طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح کو مجھ پہ دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار، قیامت کے روز اُس کے لئے میری شفاعت ہوگی۔

۲۰۔ ابو حفص ابن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پہ ہزار مرتبہ درود پڑھے نہ مرے گا جب تک کہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔

۲۱۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہول اور خطرات سے وہ شخص زیادہ نجات

Marfat.com

پاوے گا جو دُنیا میں مجھ پر درُود زیادہ بھیجتا ہوگا۔ (از رسالہ زاد السعید)

فصل دُوم درُود شریف کی خاصیت اور تاثیر کے بیان میں

۱۔ حضرت علی مُرتضےٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تمام دُعائیں رُکی رہتی ہیں جب تک محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درُود نہ پڑھو۔

۲۔ حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے، اُوپر نہیں جاتی، جب تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود نہ پڑھو۔

۳۔ حضرت ابُو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کان بولنے لگے وُہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے، اور آپؐ پر درُود پڑھے، اور یُوں کہے کہ جس نے مجھ کو یاد کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خیر و رحمت سے یاد فرمادیں۔

۴۔ حضرت ابُو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جاوے وُہ یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا۔ اُس کا پاؤں سو گیا، آپ نے فرمایا جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اُس کا نام لے۔ اُس نے کہا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اُسی وقت سُن اُتر گئی۔

۶۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے یہی عمل کیا اُسی وقت سُن اُتر گئی۔

۷۔ حدیثوں میں نمازِ حاجت تمام حوائج پُوری ہونے کے لئے آئی ہے،

Marfat.com

اس میں بھی بعد نماز کے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف کو کامیابی حوائج میں دخل ٹھہرا۔

۸۔ حفظ قرآن مجید کی دعا حدیث شریف میں آئی ہے، اس دعا کے ساتھ بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ پس درود شریف کو حفظِ قرآن مجید میں بھی دخل ہوا۔

۹۔ ابو موسیٰ مدینی نے بسندِ ضعیف روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ، مجھ پر درود بھیجو، وہ چیز یاد آ جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۰۔ سب سے لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوئی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے، کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ، اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی، وہ درود شریف یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

۱۱۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے، دولتِ زیارت نصیب ہو۔ وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

۱۲۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے

سے دولتِ زیارت نصیب ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَعَرُوْسِ مَمْلَکَتِکَ وَاِمَامِ حَضْرَتِکَ وَطِرَازِ مُلْکِکَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِکَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِیَاءِکَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَہٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

۱۳۔ اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامُ مگر بڑی شرط اِس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا، اور ظاہری اور باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ (از رسالہ زاد السعید مولانا تھانوی رح)

فصلِ سوم

درود شریف کے متعلق حکایات عجیب وغریب کے بیان میں

۱۔ مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سرِ انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلّہ وزنی ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جاویں آپ کون ہیں؟ آپ کی

صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے ۔ آپ فرماویں گے میں تیرا نبی ہوں، اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا ۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا ۔

۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفۂ راشد ہیں، شام سے مدینۂ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ اُن کی طرف سے روضۂ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے ۔

۳۔ روضۃ الاحباب میں امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی سے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شاگرد دل میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی رحؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا، اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولے مجھے بخش دیا، اور حکم دیا کہ مجھ کو تعظیم و احترام کے ساتھ بہشت میں لے جاویں اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا ۔ میں نے پوچھا وہ کون درود ہے؟ فرمایا یہ ہے ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ۔

۴۔ مناہج الحسنات میں ابنِ فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر تھے، انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصّہ مجھ سے نقل کیا، کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا، اور میں اُس میں موجود تھا، اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی، اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں ۔ ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی ۔ اور بَعْدَ الْمَمَاتِ کے اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

Marfat.com

شَيْءٍ قَدِيْرٌ بھی اس میں معمول ہے، اور خوب ہے۔ وہ درود یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

اور شیخ مجد الدین صاحب قاموس نے بھی اس حکایت کو بسندِ خود روایت کیا ہے۔

۵۔ بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریری سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا، کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کبھی دل پر گزرا۔

۶۔ دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی، اور ڈول رسی کے نہ ہونے سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا، اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک اُبل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر اس کی وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا یہ برکت درود شریف کی ہے۔ جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

۸۔ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی،

Marfat.com

کہ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اوّل ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب اُن کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکرِ آخرت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے؟ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے' بابا کیوں گھبراتا ہے؟ وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اُس پر صاد بن رہے ہیں۔

۹۔ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا' ارشاد فرمایا یہ برکت درود شریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر درود شریف کا شغل فرماتے۔

۱۰۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے سبب حصول اس درجے کا پوچھا۔ اس نے کہا میں نے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا میں درود لکھتا تھا۔ اس سے مجھے یہ درجہ ملا۔

۱۱۔ امام شافعی رحمۃ اللہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یہ پانچ درود شب جمعہ کو میں پڑھا کرتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

Marfat.com

كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِىْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ۔

اس درود کو درودِ خمسہ کہتے ہیں۔

۱۲۔ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اُس سے حال پوچھا۔ اُس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا، اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا۔ سو شمار درود کا زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اتنا بس ہے۔ اس کا حساب مت کرو، اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔

۱۳۔ شیخ ابنِ حجر مکی رح نے لکھا ہے کہ ایک مردِ صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعددِ معیّن پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، اور تمام گھر اس کا روشن ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ مُنہ لاؤ جو درود بہت پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اُس شخص نے شرم کی وجہ سے رُخسارہ سامنے کر دیا۔ آپؐ نے اس کے رُخسارے پر بوسہ دیا۔ بعد اس کے وہ بیدار ہو گیا تو سارے گھر میں مُشک کی خوشبو باقی رہی۔

۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے کہا صبر کرو۔ جب تک نکاح نہ ہو جائے، اور

Marfat.com

مہر ادا نہ کر دو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود پڑھنا۔ اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

۱۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مدارج النبوۃ میں، اور علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جلاءُ الافہام میں صـ۲۹۷ پر یہ واقعہ لکھا ہے۔

محمدؐ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ابُوبکر بن مجاہد رح کے پاس بیٹھا تھا کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حضرت ابُوبکر بن مجاہد رح نے اُٹھ کر اُن کو گلے لگایا۔ پھر دونو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ تو میں نے کہا، حضرت آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حالانکہ آپ اور بغداد کے سب لوگ شبلی کو دیوانہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے وُہی کچھ کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ ایک دن مجھے خواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شبلی حاضر ہوئے اور آپؐ نے اُٹھ کر انہیں دونو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا حضور شبلی پر اتنی مہربانی کس وجہ سے ہے؟ فرمایا یہ ہر نماز کے بعد:-

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین دفعہ درود شریف پڑھتا ہے۔

135240

فضائل اور حکایات درود شریف کے بہت زیادہ ہیں۔ بزرگانِ دین نے درود شریف کی جو برکات دیکھی ہیں بے شمار ہیں۔ بطورِ نمونہ یہی کافی ہے۔

(نوٹ) اس فصل کی اکثر روایات رسالہ زاد السعید مولانا تھانوی رح سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

فصل چہارم
درود شریف کے الفاظ کے بیان میں
قرآنی سلام

۱۔ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

۲۔ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

یہاں درود شریف کے ۲۵ لفظ اور سلام کے ۱۵ لفظ بیان کئے جاتے ہیں

۱۔ درود شریف

۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

ترجمہ:۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص خاص رحمت، برکت، بزرگی، عزت شرف، نام کی بلندی نازل کر، اور آپؐ کی آل پر بھی، اور آپؐ کو رہنے کے لئے ایسی جگہ عطا فرما، جو تیرے قرب والی ہو۔ جس جگہ تیرا زیادہ قرب حاصل ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ درود پڑھے گا، اس کے لیئے میری شفاعت واجب اور ضروری ہے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! اے رب اس منادی کے جو قیامت تک قائم ہے، اور اے رب نماز کے جو نفع دینے والی ہے۔ خاص رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور مجھ سے ایسا راضی ہو جا کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہو۔

Marfat.com

یہ لفظ اذان سے مناسبت رکھتے ہیں۔ شفاء شریف میں تقریباً اس مضمون کی روایت موجود ہے۔ یہ اذان کے بعد کا درود شریف اور دعا ہے۔ مشہور دعا جس میں وسیلہ کا لفظ آتا ہے وہ بھی ثابت ہے۔ دونو جمع کرلے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں خاص رحمت نازل فرما، اور ان کی آل پر بھی۔ تمام مومن مسلمان مردوں عورتوں پر۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کے پاس خیرات کرنے کے لئے مال نہ ہو تو اس درود شریف سے اس کو صدقہ خیرات کی طرح نفس کی پاکیزگی نصیب ہوگی۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص رحمت نازل فرما، اور آپ کی آل پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت دے، اور ان کی آل کو۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر رحم کر، اور ان کی آل پر۔ جیسا کہ تو نے مہربانی اور برکت، اور رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر۔ بے شک تو ہے تعریف کیا ہوا بزرگی والا

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی نے فرمایا کہ یہ درود التحیات کے بعد پڑھنا چاہئے

۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی

Marfat.com

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ:۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص رحمت نازل فرما، اور آپؐ کی آل پر۔ جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ کی آل پر رحمت فرمائی۔ بے شک تو ہے تعریف کیا ہوا بزرگی والا۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت بھیج اور اُن کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت دی آلِ ابراہیمؑ کو۔ بے شک تو ہے تعریف کیا ہوا بزرگی والا۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(ترجمہ اُوپر بیان ہو چکا ہے)

۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

Marfat.com

وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اس روایت میں ازواج کا لفظ ہے یعنی آپؐ کی پاک بیبیاں، اور ذُرِّیَّاتِهٖ آپ کی اولاد ہے۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ترجمہ:۔ اے اللہ! خاص رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی ہیں، اور آپؐ کی بیبیوں پر، جو ایمان والوں کی مائیں ہیں، اور آپؐ کی اولاد

اور خاندان پر جیسا کہ رحمت کی تو نے حضرت ابراہیمؑ پر۔ بے شک تو ہے تعریف کیا ہوا، بزرگی والا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پیمانہ بھر کرلے تو یہ درود پڑھے

۱۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اس درود شریف میں تَرَحَّمْ کا لفظ زیادہ آیا ہے۔ تَرَحَّمْ کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ اے اللہ! اپنی ذات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مہربان بنا بہت زیادہ رحمت فرما کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

۱۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اِس روایت میں تحنّن کا لفظ آیا ہے۔ یہ حنان سے ہے۔ اِس کے معنی رحمت برکت، رزق، وقار کے ہیں۔ ٹھیک معنی یہ ہیں۔ اے اللہ توجہ کر آپ کی طرف ..... الخ۔ سَلِّمْ۔ سلامتی نازل فرما۔ خیریت فرما۔

۱۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۸۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ نماز والا درود شریف ہے۔ اِس کی تشریح آگے بیان ہوگی۔ اس کی روایت سب سے زیادہ صحیح اور مضبوط ہے۔

۱۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۰۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

Marfat.com

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًی وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ
الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ
وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا
عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ
مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

حدیث میں ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن سات بار اسے پڑھے، اور سات جمعہ تک ایسا کرے اس کو شفاعت نصیب ہو گی۔

۲۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اس عبارت میں ایک لفظ اُمّی آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپؐ کے تمام کمالات پیدائشی اور اصلی ہیں۔ آپؐ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا،

۲۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

Marfat.com

اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

۲۴- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۲۵- وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

یہ پچیس صحیح روایتیں درود شریف کی یہاں درج کی گئی ہیں۔ اور بھی صحیح روایتیں کئی ایک ہیں۔ یہاں نمونہ کے لئے کچھ درود شریف بیان کئے گئے ہیں۔ اب سلام کا حال سنئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام دونو برابر درجہ کے لازمی حق ہیں۔ سلام کا طریقہ التحیات میں سکھایا گیا تھا۔ پھر جب قرآن کریم میں درود اور سلام دونو کا حکم دیا، تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا ہمیں سلام کا طریقہ تو التحیات میں معلوم ہو چکا ہے۔ درود کا طریقہ بتائیے۔ پھر آپؐ نے درود شریف سکھایا۔ اِس لئے حدیث میں سلام کے الفاظ تقریباً وہی ہیں جو التحیات میں آتے ہیں۔

سلام کا سُنّت طریقہ

۲۶- اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

Marfat.com

عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

ترجمہ:۔ زبان کی سب عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اور بدن کی تمام عبادتیں، اور پاک مال کی عبادتیں (مرقاۃ ص۵۵۶ و بحر ص۳۲۲) سلام ہو آپ پر اے نبی ص، اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حدیث کی صحیح اور کئی کتابوں میں یہ روایت اس طرح ہے کہ پہلے پہلے صحابہ رض نماز میں التحیات کی بجائے یوں پڑھتے تھے۔ اللہ پر سلام ہو، فرشتوں پر سلام ہو، فلاں فلاں پر سلام ہو۔ جب آپ معراج شریف سے واپس آئے (مرقاۃ ص۵۵۵) تو آپ ص نے فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو، کیوں اللہ تو خود سلام ہے پس جب تم نماز میں بیٹھو تو یوں کہو اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ ... آخر تک، اَللّٰہُ خود سلام ہے۔ اس کا مطلب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ص۳۴۱ پر بیان فرماتے ہیں۔" خداوند تعالیٰ ہر آفت، بیماری، نقص، کمی سے پاک ہے۔ بندوں کو ظاہری باطنی مصیبتوں سے سلامتی بخشتا ہے۔ پس سلامت رہنا اس کی اپنی چیز ہے اور اس سے سلامتی مانگی جاتی ہے اس شخص کے لئے جس کو حاجت اور خوف پیش آئے۔ مطلب یہ کہ سلام پڑھنا سلامتی اور خیریت کی دعا مانگنا ہے۔ اور یہ دعا اس شخص کے واسطے مانگی جا سکتی ہے جو حاجت مند ہو، اور اس پر آفتوں کا خطرہ ہو۔ خداوند تعالیٰ پر سلام نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ وہ تو سلامت ہی سلامت ہے۔ سلام تو مخلوق پر پڑھا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس موقع پر چند باتوں پر غور کرنا چاہیئے۔

۱۔ التحیات میں ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پڑھنے کا طریقہ خود حضورؐ نے سکھایا۔ اس سے بہتر سلام کیا ہوگا۔

۲۔ جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ سلام بھی ضرور پڑھتا ہے۔ جب تک سلام نہ پڑھے نماز ادا نہیں ہوتی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے اپنی ذات پر سلام کا طریقہ سکھانے سے پہلے التحیات۔ الصلوات۔ الطیبات میں اللہ کا پورا پورا ادب اور توحید کا سچا عقیدہ مکمل کر دیا۔ زبان کی سب عبادتیں، بدن کی سب عبادتیں، پاک مال کی سب عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ ساری عبادتیں ان تین لفظوں میں آگئیں، اور غیر اللہ کے لئے بندگی کا کوئی حصّہ باقی نہ رہا۔ زبان کی سب عبادتیں قرآن، کلام، درود، سلام سب اللہ پاک کو خوش کرنے کے واسطے ہیں۔ کوئی کلام عبادت نہیں ہوگی جب تک اللہ کے لئے نہ ہو۔ درود اور سلام بھی ہم اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں حکم دیا ہے۔ زبان کے علاوہ سارے بدن سے جتنی تابعداری اور عبادت کی جاتی ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ عمرہ۔ سچ بولنا۔ نیچی نظر سے دیکھنا۔ غیبت سے بچنا۔ اچھے اخلاق، اچھی عادتیں پیدا کرنا۔ غرض تمام نیکیاں ظاہری اور باطنی اللہ کے لئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری بھی اللہ کو خوش کرنے کے واسطے ہے۔ ماں باپ، استاد، بزرگ سب کا حق پہچاننا اللہ کے لئے ہے۔ پاک مال کی عبادت وہی ہوگی جو اللہ کو خوش کرنے کے واسطے ہو، ثواب اس کا اپنے لئے رکھ لے، یا کسی مسلمان رشتہ دار یا بزرگ کو پہنچائے

Marfat.com

جن کو ثواب پہنچے گا ان کو خوشی بھی ضرور حاصل ہوگی۔ لیکن یہ بعد کی چیز ہے۔ عمل کرتے وقت جب پاک مال خرچ کیا ہے تو اس وقت اللہ کی تابعداری کی نیت تھی۔ پھر کسی اللہ کے پیارے کو اس کا ثواب بھیج دیا۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ یا مجھ پر ان کے دینی دنیاوی حقوق ہیں۔ اور اللہ کے دین میں اس بات کی اجازت بھی ہے۔ تو ان کو خوش کرنا بھی اللہ کی خوشی کے واسطے ہے۔ اس میں کوئی دنیاوی غرض نہ ہو تو اچھی بات ہے۔ اگر دنیا کی غرض پیش آ گئی اور کچھ کلمہ کلام پڑھ کر بزرگوں کو ثواب بھیجا۔ کچھ دیگ پکائی اور بزرگوں سے سوال کیا۔ اے اللہ کے پیارو! یہ دیگ لے لو اور میری مشکل آسان کردو، تو یہ ایک قسم کی سوداگری ہے۔ ایک تبادلہ ہے، خرید و فروخت ہے۔ اس میں اللہ کی عبادت کی نیت کہاں ہے؟ جن لوگوں نے بزرگانِ دین سے دنیاداری بنا رکھی ہے۔ اپنے خیال میں لین دین بنا رکھا ہے وہ محبت کا دعویٰ کیوں کرتے ہیں؟ سچی محبت تو یہ ہے کہ پاک مال اللہ کو خوش کرنے کے لئے مسکینوں کو دیا جائے (کیونکہ قرآن میں ہر جگہ مسکینوں کو دینے کا حکم آیا ہے) پھر اس کا ثواب کسی کو بے غرض بھیج دو۔ اس سے رُوحانی برکات نصیب ہوتی ہیں (یہ مسئلہ چراغِ سنّت میں الحمدللہ پوری طرح بیان ہو چکا ہے) خلاصہ یہ کہ سلام سے پہلے جو تین ضروری عقیدے نماز میں ہم کو سکھائے گئے ہیں۔ جو شخص یہ تین اصول اچھی طرح نہ مانے؟ اُس کا سلام پڑھنا بے کار ہے، ضائع ہے۔ بھائیو! پہلے توحید سیکھو، پھر سلام پڑھو۔ پاک مال کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہے، اور ناپاک مال پہ کوئی پابندی نہیں ہے

ایک عامیانہ سوال

لین دین اور تجارت کے تمام کاموں میں جب تک کوئی چیز انسان کے نام پر نہ لگائی جائے۔ حلال نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح نکاح کے وقت عورت پر کسی مرد کا نام لگایا جاتا ہے تب اس مرد پر حلال ہوتی۔

جواب

عورت پر جس مرد کا نام لگ جائے صرف اس پر حلال ہوتی ہے نہ کہ دوسروں پر۔ اگر یہی قاعدہ تمہارا یہاں جاری کیا جائے تو مطلب یہ نکلا کہ بزرگ کے نام کی منت بزرگ پر حلال ہے۔ باقی سب پر حرام ہوئی پھر آپ لوگ اس کو کیوں کھاتے ہیں؟ اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ کوئی چیز حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ کی شریعت کی اجازت سے نہ حاصل کی جائے، اور جب اللہ کے قانون سے حاصل کی گئی تو اللہ کے نام نے اُسے حلال کیا۔ اللہ کا نام درمیان میں نہ آئے تو نکاح کیسے ہو؟ اللہ کا نام لگنا یہی ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس چیز کو حاصل کیا جائے، اور اسی طرح اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کی جائے۔ اب یہ فیصلہ ہم آپ کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ اللہ کے نام پر مسکینوں کو دینے کا حکم تو قرآن میں جابجا موجود ہے، لیکن بزرگوں کے ساتھ سوداگری کا حکم قرآن، حدیث، اور فقہ حنفی میں کہاں ہے؟

سلام ہو آپ پر اے نبی ؐ اور رحمت اللہ کی، اور برکتیں اُس کی،

خداوند تعالیٰ کی خدائی مان لینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کی باری آئی شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت ص۲۰۵ پر فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

و درخطاب السلام علیک دو سوال کردہ اند .... الخ

ترجمہ:۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ میں جو حاضر کا لفظ ہے۔ سلام ہو تم پر (آپؐ پر) اس پر ایک سوال تو یہ ہے کہ نماز میں کسی بشر کو مخاطب کرنا نماز کا مفسد ہے۔ پھر چونکہ آپ بھی بشر ہیں تو آپؐ کو مخاطب کرنے سے نماز کیوں نہیں ٹوٹتی؟ جواب یہ ہے کہ بشر تو آپؐ ہیں مگر یہ آپؐ کی خصوصیت ہے کہ آپ کو مخاطب کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (یعنی بشر ہونے کا انکار نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خاص مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کو مخاطب کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی)۔

دوسرا سوال:۔ نماز پڑھنے والے کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہیں ہوتے بلکہ غائب ہوتے ہیں تو یہ حاضر کا لفظ نمازی سلام میں کیوں بولتا ہے؟ چونکہ آپ حاضر نہیں ہیں اس لئے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ ہونا چاہئے۔

جواب:۔ شیخ نے جواب میں تین طریقے اختیار کئے ہیں۔ ایک جواب تو صوفیانہ ہے۔ یعنی صوفیائے کرام کے خیال میں چونکہ حقیقتِ محمدیہ دنیا کے ہر ذرہ میں چھپی ہوئی ہے اس لئے نمازی اپنے اندر اس حقیقت کو مخاطب کرسکتا ہے۔ یاد رہے کہ حقیقتِ محمدیہ ایک صوفیانہ اعتبار ہے۔ تحقیق کے لئے دیکھو چراغ سنت ص ۱۸۸

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ مواہب لدنیہ میں لکھا ہے، نمازی اپنے تصور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ الٰہی میں حاضر سمجھ کر سلام عرض کرتا ہے (یہ تصور قائم کرنا اور سمجھنا نمازی کا اپنا کام ہے کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا بھی ایک تصور اور خیال ہے) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

"جب تو تشہد میں بیٹھے تو نہایت ادب سے بیٹھ، اور اس بات کا صاف اقرار کر کہ تمام وہ چیزیں جن کے ذریعہ سے تو اپنا تعلق قائم کرتا ہے نمازیں اور پاکیزہ اخلاق سب اللہ کے لئے ہیں، اسی طرح التحیات، یعنی بادشاہی اللہ کی ہے اور حاضر کرلے تو اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی ذات مبارک کو، یعنی تصور کرلے۔ پھر کہہ سلام ہو آپ پر اے نبیؐ اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی، اور تجھے یہی امید ہونی چاہئے کہ تیرا سلام آپؐ کو پہنچ جائے گا، اور آپؐ تجھے بہت اچھا جواب عطا فرمائیں گے۔"

امام غزالیؒ نے بات صاف کر دی۔ اگر حضورؐ حاضر ہوتے تو امام غزالیؒ یوں فرماتے۔ آپؐ کو حاضر ناظر سمجھ کر سلام پڑھ۔ اس کی بجائے وہ فرماتے ہیں، حاضر کرلے (یعنی تصور کرلے) امید رکھ کہ تیرا سلام آپؐ کو پہنچ جائے گا۔ یعنی فرشتے پہنچا دیں گے۔ مواہب لدنیہ کی عبارت کا مطلب بھی صاف ہو گیا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ دونو جواب صوفیانہ اقوال سے لئے ہیں، اور اصلی جواب جس کو وہ درحقیقت کے لفظ سے شروع کرتے ہیں یہ ہے :-

"درحقیقت این دعا است در نماز اگرچہ بصیغہ خطاب است"

ترجمہ :- درحقیقت یہ سلام کا لفظ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعا ہے حاضر کا خطاب نہیں ہے۔ اگرچہ لفظ مخاطب کے ہیں۔

چونکہ سلام کی اصل قصۂ معراج ہے، اور معراج میں خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو یہی مخاطب کا لفظ فرمایا تھا۔ وہ لفظ اسی طرح چھوڑ دیا گیا ہے یعنی صحابہ رضہ کو آپؐ نے جو لفظ سکھائے تھے وہ لفظ برکت والے سمجھ کر تبدیل نہ کئے

Marfat.com

گئے۔ اب یہ صرف آپ ﷺ کے لئے ایک دُعا ہے۔ گفتگو اور حاضر ناظر سمجھ کر بات چیت نہیں ہے۔

اِس کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ یہ اس وقت تھا جب کہ آپ ﷺ حاضر تھے، اور سامنے زندہ تھے۔ آپ ﷺ کی وفات شریف کے بعد صحابہ رض اس طرح سلام پڑھتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ یعنی صحابہ رض نے وفات کے بعد یہ لفظ چھوڑ دیا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ اب بھی زندہ ہیں۔ مگر شیخ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ وفات سے پہلے آپ ﷺ حاضر تھے یعنی بعد میں نہیں ہیں۔

بندہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ بخاری شریف کتاب الاستیذان باب المصافحہ میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رض صحابی کی موجود ہے "جب آپ ﷺ کا انتقال ہُوا تو ہم صحابہ نے یوں پڑھنا شروع کر دیا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"۔ جو لوگ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ سے حاضر ناظر کی دلیل نکالتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صحابہ رض کا عقیدہ یہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایسا کرنے والے صحابہ کتنے تھے، لیکن بخاری شریف کے لفظوں سے ظاہر ہے کہ تمام صحابہ رض نے سلام کا لفظ حاضر و غائب میں فرق کرنے کے لئے ایک دفعہ بدل دیا۔ پھر یہ خیال پیدا ہُوا ہوگا کہ برکت ان لفظوں میں ہے جو آپ ﷺ نے خود سکھائے تھے۔ اس لئے دوبارہ کچھ صحابہ رض یا سب نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہنا شروع کر دیا۔ اب یہاں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

۱- کیا یہ تبدیلی ہوئی یا نہ ہوئی؟ شیخ عبدالحق کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ ہوئی۔
۲- کیا صحابہ رضؓ میں اس موقعہ پر کوئی اختلاف ہوا؟ ظاہر ہے کہ نہ ہوا، کیونکہ کسی روایت میں اختلاف کا ذکر نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ سب صحابہ رضؓ کا عقیدہ یہی تھا کہ وفات کے بعد آپ حاضر نہیں ہیں۔
۳- ان صحابہ رضؓ کو وہابی وغیرہ کیوں نہ کہا جائے؟

شیخ عبدالحق محدث رحؒ نے ترجمۂ مشکواۃ میں بھی پورے وثوق سے یہ بات فرمائی ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مصنفہ فاسی رحؒ ص۱۶۳ پر یا محمدؐ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"یہ حقیقتاً پکارنا اور ندا کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ ندائے حقیقی وہ ہوتی ہے جہاں مُنادی یعنی وہ شخص جس کو بلایا گیا ہے زندہ اور حاضر ہو یعنی دنیوی زندگی سے زندہ اور سامنے موجود ہو، سُن رہا ہو، یا اس کے سُننے کی توقع ہو۔ لیکن یا محمدؐ کہنے والا چونکہ آپؐ کو متوجہ کرنے اور بُلانے کی نیت نہیں رکھتا اس لئے یا محمدؐ کہنے میں ہرج نہیں ہے۔"

مُلّا علی قاری رحؒ مرقاۃ شرح مشکواۃ ص۵۵۶ ج۱ میں فرماتے ہیں:۔

"روایت ہے کہ جب آپؐ کو معراج ہوا تو آپؐ نے اللہ کی تعریف میں یہ لفظ عرض کئے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ خداوند تعالیٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ آپؐ نے جواب میں عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مُلا علی قاری فرماتے ہیں وَبِھٰذَا یَظْھَرُ وجہ الخطاب وَاِنَّہٗ علیٰ حکایت مِعْرَاجِہٖ علیہ السلام.................. الخ

ترجمہ :- یہیں سے معلوم ہوا کہ السَّلَامُ عَلَیْکَ میں مخاطب اور حاضر کا لفظ کہنے کی وجہ ظاہر ہوگئی۔ اور یہ کہ ان لفظوں میں معراج کا واقعہ بیان کرنا مقصود ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لفظ حاضر ناظر کا ثبوت نہیں ہے بلکہ معراج شریف کے واقعہ کو بیان کرنے کے لئے تبدیل نہیں کیا گیا، ورنہ تبدیل کر دیا جاتا۔ کیونکہ آپؐ اب حاضر نہیں ہیں اور غائب کے لئے غائب کا لفظ آتا ہے۔

علامہ ابن نجیم فقیہ حنفی بحر الرائق ص۳۲۴ میں فرماتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تین تحفے پیش کئے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ۔ خداوند تعالیٰ نے بھی جواب میں تین چیزیں عطا فرمائیں۔ سلام۔ رحمت۔ برکت۔ پھر آپؐ نے اس انعام کو اللہ کی جناب سے لے کر اللہ کے نیک بندوں پر تقسیم کر دیا۔ یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ نیک بندے انبیاء علیہم السلام اور فرشتے اور صالح ایمان دار ہیں۔ کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں جب کوئی شخص یہ لفظ کہتا ہے تو زمین آسمان کے درمیان جتنے نیک بندے ہیں سب کو اس کا سلام پہنچتا ہے۔

عباد' عبد کی جمع ہے عبد کا بیان آگے آتا ہے۔ صالحین' صالح کی جمع ہے۔ صالح وہ ہے جو اللہ کے اور بندوں کے تمام حق ادا کرے۔

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اس لفظ میں دو بڑی شہادتیں ہیں :-

۱۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ اس کی صفتوں میں، نہ اس کے کاموں میں۔

۲۔ محمدؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

بندہ عَبْد کا ترجمہ ہے۔ عبد کا تعلق عبادت اور عبودیت دونوں سے ہے، اللہ کی تقدیر اور ہر فیصلے پر بندہ کا راضی ہونا عبودیت ہے۔ اور ایسا کام کرنا جس سے اللہ راضی ہو عبادت ہے۔ فرق ظاہر ہے۔ عبودیت افضل ہے۔ کیونکہ عبادت تو آخرت میں معاف ہو جائے گی۔ مگر عبودیت یعنی رضا کی صفت جنت میں بھی حاصل ہو گی۔ معلوم ہوا کہ آپؐ عبد ہیں، عبودیت کی وجہ سے، بعض نے کہا ہے کہ عبودیت میں اگرچہ حاجت اور محتاجی پائی جاتی ہے لیکن مخلوق کے لئے اس سے بڑا مرتبہ کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عَبْدُہٗ کا لفظ رَسُوْلُہٗ سے پہلے آیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ معراج شریف کی آیت میں آپؐ کو بارگاہِ الٰہی سے عَبْد کا خطاب ملا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ بحرالرائق ص ۳۲۴ ج ۱

شیخ عبدالحق محدثؒ ترجمہ مشکوٰۃ ص ۴۳۰ ج ۱ میں صالحین اور صالح کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں :-

"صلاح کا لفظ فساد اور بگاڑ کی ضد ہے۔ بندہ صالح وہ ہوتا ہے، جو عبودیت کا حق پورا پورا ادا کرے، اور اس پر مضبوطی سے قائم رہے"

Marfat.com

اور کسی وجہ سے بھی اس کے ظاہر باطن کے کارخانہ میں خلل نہ آئے۔ صلاح بہت اونچا مقصد اور بلند مقام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں انبیاء کو صالحین کہا گیا ہے، اور بات یہ ہے کہ صلاح کے لفظ میں مراتب اور درجات بہت ہیں، اور جتنی صلاحیت کسی شخص میں زیادہ ہوگی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دُنیا بھر کے نمازیوں کے سلام سے اس کو اتنا ہی حصّہ سلامتی کا مل جائے گا۔ اور صلاح کا آخری مرتبہ وہ ہے، جو ہمارے شیخ اور جنّ و انسانوں کے شیخ غوث الثقلین محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں بیان کیا ہے۔ کہ صلاح اس حالت کا نام ہے جب بندہ کی مرضی، ارادہ اور خواہش نفس کی ختم ہو جائے، اور بندہ اللہ کی پسند باتوں پر قائم ہو جائے۔ صالح حقیقت میں وہ ہے جو اس مقام پر پہنچ چکا ہو خداوندتعالیٰ کی مہربانی اس کے ہر کام کی ذمّہ دار ہو جاتی ہے۔ قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانی فرمایا ہے۔ بے شک میرا کارساز اللہ ہے جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی کام بناتا ہے صالحین کے یعنی نیکوں کے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے نفع کو حاصل کرنے اور نقصان کو دُور کرنے سے تدبیر کا ہاتھ روک لیا ہے۔ تقدیر کا ہاتھ اس کا متولّی اور ذمّہ دار بن گیا ہے (یعنی اللہ کے حکم پر قائم ہے۔ نفع نقصان کی پروا نہیں کرتا) اور جب بندہ اس حالت میں ہو، تو سلام اور سلامتی اس کو حاصل ہو گئی، ہر مصیبت اور آفت سے بچ گیا۔ کیونکہ وہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہو چکا ہے، ہر حالت میں راضی اور خوش ہے۔

راضی برضا ہوں تو سکونِ ابدی ہے
ہر دَرد میں آرام ہے، ہر غم میں خوشی ہے

Marfat.com

معلوم ہو چکا ہے کہ سارا تشہد آسمانی سیر کی کسی محفل کی ایک گفتگو ہے۔ کچھ کلامِ الٰہی ہے کچھ حضور کا ارشاد ہے، کچھ جبرئیل علیہ السلام کا۔ لیکن نماز پڑھنے والا اب یہ تمام الفاظ اپنی نیت اور ارادہ سے اپنی طرف سے پڑھتا ہے۔ پہلے خداوند کو تحیہ پیش کرتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھتا ہے، پھر اپنے نفس پر پھر تمام اولیاء اللہ پر سلام پڑھتا ہے۔ بحر الرائق ص ۳۲۵ شامی ص

اور اس میں ایک خاص راز ہے ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے، اور بیٹھ کر واقعہ معراج شریف کا انہی لفظوں سے اس کی زبان پر اس لئے لایا گیا تاکہ نمازی کی رُوح کو اُس پاکیزہ آسمانی سَیر کی یاد اُوپر کی طرف کھینچے اور زمینی کشش کم ہو، نماز میں توجہ اور حضوُر نصیب ہو۔

ناظرین! تشہد کے اس بیان میں آپ نے چند باتوں پر غور کیا ہوگا:-

۱- سلام سے پہلے عقیدہ توحید کا درست کیا گیا ہے۔ ہر شخص ان تین لفظوں پر غور کرے ورنہ سب نیکیاں برباد، گناہ لازم۔

۲- یہ سلام جو خود آپؐ نے سکھایا ہے اس کے تین حصے ہیں۔ حضوُر صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام، نمازی کی اپنی جان پر سلام۔ اولیاء اللہ پر سلام۔ گویا کہ یہ مکمل سلام ہے، اور باقی ناقص ہوں گے۔

۳- نماز میں انسان کسی وقت قیام میں ہوتا ہے، کبھی رکوع میں، کبھی سجدہ میں، کبھی قومہ اور جلسہ میں، لیکن سلام پڑھنے کی حالت جو اللہ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائی ہے، وہ کونسی ہے؟ پُورے ادب سے آرام سے بیٹھ کر سلام پڑھا جاتا ہے۔ پھر افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر، جو بیٹھے ہوئے سلام کے لئے

Marfat.com

اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا خداوند تعالیٰ کی تعلیم کافی نہ ہوئی؟ کیا روشن ہدایت کے مقابلہ میں اپنا قیاس اور اٹکل لانا چاہتے ہیں؟

۴۔ نماز میں بھی سلام آہستہ پڑھنے کا حکم ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ کو بلند آواز سے سلام پڑھنا پسند ہوتا تو شریعت میں التحیات اور درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہوتا۔ اگر سلام بلند آواز سے پڑھنے میں حضورؐ کی تعظیم زیادہ ہوتی ہے تو نماز میں اس برکت سے کیوں محروم کیا گیا ہے؟ یہ بحث پوری تفصیل سے آگے آرہی ہے۔

۵۔ سلام سے پہلے تین لفظوں میں توحید خالص بیان کی گئی، اور سلام کے بعد پھر کلمۂ شہادت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار لیا گیا۔ ادھر بھی توحید، اُدھر بھی توحید درمیان میں سلام، گویا کہ سلام کے دونو طرف توحید کے دو بازو اور دو پر لگا دئے جن سے اُڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں پہنچتا ہے۔ دونو پر سلامت ہوں تو یہ پرندہ اُڑ سکے گا۔ ورنہ اس کی پرواز باطل ہو جائے گی۔

ایک طرف یہ عقیدہ کہ ساری عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ دُوسری طرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلوار جھوٹی عبادت، عابد اور معبود کا سر کاٹ رہی ہے درمیان میں سلام شریف، گویا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار انور ہے تشہد کے تمام اجزا یہ ہیں۔

۱۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات ۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ پر سلام

۳۔ نمازی کی اپنی جان پر سلام ۴۔ اولیاء اللہ پر سلام

۵۔ کلمۂ شہادت۔

یہاں غور کیجئے نمازی کا اپنا وجود بالکل درمیان میں ہے۔ اس کے ایک طرف

Marfat.com

سرورِ کائنات کی ذاتِ بابرکات ہے۔ بائیں طرف تمام اولیاء اللہ ہیں۔ یہ ایک دائرہ ہے۔ اس پر ایک دائرہ اور ہے۔ جس کا داہنا توس التحیات ہے، بایاں توس کلمۂ شہادت ہے۔ یہ دونو توس ایک نمازی کے اردگرد دو مضبوط قلعے ہیں۔ اگر نماز پڑھنے والا ان دونو طرف کی نورانی دیواروں میں بیسا رہے تو اس کا سینہ نورٌ علیٰ نور ہو جائے۔ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔

۶۔ کلمۂ شہادت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعد عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ جو اقرار لیا جاتا ہے یہاں انصاف سے دیکھو تو سارے جھگڑے ختم ہیں۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ محمدؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

عبد اور صالح کی تشریح آپ پڑھ چکے ہیں۔ علامہ ابن نجیم فقیہ حنفی عبودیت کے متعلق فرماتے ہیں ھی مُنْبِئَۃٌ عن النَّقْصِ لِدَلَالَتِھَا علی الْاِفْتِقَارِ وَالْحَاجَۃِ

كَمَا ذَكَرَهُ الْغَزَالِى فِى جَوَاهِرِ الْقُرْآن مجرالرائق ص۳۲

فرماتے ہیں عبدیت عبودیت حاجت اور محتاجی کا پتہ دیتی ہے۔ جیسا کہ امام غزالی نے جواہر القران میں بیان کیا ہے۔

بھائی مسلمانو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ہمارے تصور سے، عقل سے، وہم وخیال سے بھی بہت ہی بلند ہے۔ یعنی قربِ الٰہی کے جو درجات آپؐ کو حاصل ہیں اس کی حقیقت ہماری سمجھ سے بہت بالاتر ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرمایا کرتے تھے "خدا کی حقیقت کو پہچاننا تو کجا، ہم بنی آدم تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پوری طرح نہیں پہچان سکتے" (شہاب ثاقب ص۵۵)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند اپنی کتاب اجوبہ اربعین ص۱۲۸ حصہ دوم میں فرماتے ہیں :- " اور سِرّ اس میں یہ ہے کہ افاضۂ وجود، اور کمالاتِ وجود مخلوقات کی جانب اگرچہ خزانۂ خداوندی ہی سے ہوتا ہے مگر بہ شہادت آیت خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور آیت النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ چنانچہ تقریرات مرقومہ بالا سے واضح ہو چکا اور نیز بہ شہادت دیگر آیات وتائید تحقیقات اربابِ مکاشفات وہ سب افاضہ بواسطہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ شب کو بواسطۂ قمر افاضۂ نورِ آفتاب ہوا کرتا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن، حدیث، اور صوفیائے کرام کے کشف سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر چیز کو جو وجود ملا ہے اور اس میں جو جو خوبیاں پیدا کی گئی ہیں مثلاً علم، عقل، حسن قوت وغیرہ، سب خوبیاں اللہ کی جانب سے آتی ہیں لیکن درمیان میں واسطہ حضور علیہ السلام کی ذاتِ مبارک ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ رات

Marfat.com

کے وقت سُورج ہمارے سامنے نہیں ہوتا لیکن چاند کے سامنے ہوتا ہے۔ چاند، سورج سے روشنی لے کر چمکتا ہے، تو چاند کی روشنی سے دُنیا ساری چمک جاتی ہے۔

اس مضمون کے مطالعہ کے لئے حضرت مولانا کی تصنیفات۔ آبِ حیات، قبلہ نما، اجوبہ اربعین تحذیر الناس قابلِ دید ہیں۔ مگر صرف اہلِ علم کے لئے جاہلوں سے خدا کی پناہ۔

یہ واسطہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ لیکن یہ مقام خدائی کا نہیں، بندگی کا مقام ہے۔ آپ اتنی بلند شان کے باوجود عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بندہ، اور رسُول ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بندہ ہونا آپؐ کی سب سے بڑی شان ہے جو کچھ ملا ہے عبدیت اور بندگی سے آگے کچھ نہیں ملا۔ عبدُاللہ آپؐ کا عظیم نشان نام ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ بطور نام صرف آپؐ کے لئے آیا ہے (سورۂ جن) بحر الرائق کے حوالہ میں عبدیت کا معنیٰ بیان ہو چکا ہے۔ یعنی بندہ کا اپنے مالک کی تقدیر پہ راضی ہونا۔ اور یہیں سے پتہ چلتا ہے کہ عبد وہ ہے جس پہ حُکم وارد ہو نہ کہ خود حُکم چلائے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عبدیت سے بہت ہی محبّت ہے۔ قاضی عیاض شفاء باب التّواضع میں فرماتے ہیں۔ آپؐ کو اختیار دیا گیا کہ آپؐ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا بندہ نبی، تو آپؐ نے بندہ نبی بننا پسند فرمایا۔ اس موقع پہ اسرافیل علیہ السّلام نے فرمایا اس تواضع کی وجہ سے آپؐ کو تین چیزیں عطا ہوئی ہیں۔ آپؐ تمام انسانوں کے سردار ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے آپؐ کے لئے زمین پھٹے گی، سب سے پہلے آپؐ شفاعت فرمائیں گے۔

دُوسری حدیث :- حضرت ابو امامہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ عصا پر ٹیک لگاتے ہوئے ہماری طرف تشریف لائے۔ ہم آپ کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس آپؐ نے فرمایا نہ قیام کرو نہ کھڑے ہو، عجمی قوموں کی طرح۔ وہ ایک دُوسرے کی اس طریقہ سے تعظیم کرتے ہیں۔

یہاں مشکواۃ شریف باب القیام کی ایک حدیث سُن لیجئے۔ حضرت اُنس رضؓ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ کو آپؐ سے زیادہ محبت کسی سے نہ تھی۔ اِس کے باوجود صحابہ رضؓ آپؐ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ صحابہ رضؓ کو معلوم تھا کہ حضورؐ اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔

اور فرمایا میں بندہ ہوں کھانا کھاتا ہوں غلام کی طرح بیٹھ کر اور بیٹھتا ہوں غلام کی طرح (شفاء شریف ص۷۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ میری تعریف کرتے وقت مجھے حد سے نہ گزار دینا۔ حد سے آگے نہ بڑھا دینا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو (بندگی) کی حد سے گزار دیا۔ میں تو صرف بندہ ہوں، پس تم اتنا کہو عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بندے اللہ کے اور رسُول اُس کے ہیں (شفا ص۷۶)

واضح ہو کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی موجود ہے۔ مشکواۃ شریف، باب المفاخرہ میں بھی موجوُد ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحؒ ترجمہ مشکواۃ میں حدیث کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں :-

"میری تعریف میں حد سے نہ گزرو، اور اس میں جھوٹ نہ بولو جیسا کہ عیسائی عیلے علیہ السلام کی تعریف کرتے کرتے حد سے گزر گئے، اللہ

اور اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ مجھ کو خدا کا بندہ اور رسول کہو۔ بندہ ہونا آپ کا خاص درجہ ہے، اور اس میں آپ کی خاص تعریف ہے"۔

مشکواۃ شریف باب المفاخرۃ میں ہے۔ حضرت مُطرِّف کے والد راوی ہیں، کہ میں بنی عامر کے وفد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا، تو ہمارے وفد نے عرض کیا، کیا آپؐ ہمارے سیّد یعنی سردار ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سردار اللہ ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا۔ آپؐ خوبیوں میں ہم سب سے افضل ہیں اور کمالات میں ہم سب سے بڑے ہیں۔ فرمایا یہ بات کہو، یا اس سے بھی کم، اور یاد رکھو کہ شیطان تم کو اپنا وکیل نہ بنالے (یا یہ معنیٰ ہے کہ) شیطان تم کو دلیر اور بے باک نہ کرے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں، سیّد تو آپؐ ہیں ہی، لیکن ان لوگوں کو یہ بتانا تھا کہ نبی اور رسول سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں ہے۔ کیوں کہ بشریت کے تمام درجوں میں سب سے اونچا درجہ نبوت اور رسالت ہے، پھر جب ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپؐ ہم سب سے افضل ہیں بزرگیوں میں اور سب سے بڑے ہیں کمالات میں، تو فرمایا یہ لفظ کہ لو، یا اس سے بھی کم کہو، اور میری تعریف کرتے وقت ایسا مبالغہ نہ کرو جو مخلوق کے لائق نہ ہو خالق کے لائق ہو۔ یعنی اتنی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ بلکہ اگر اس سے بھی کم کہو اور احتیاط کرو، اور مبالغہ اور جھوٹ کے راستے میں نہ جاؤ تو بہتر ہے، شیطان تم کو اپنا وکیل نہ بنائے، یعنی شیطان کے قائم مقام نہ بن جاؤ کہ جو تم چاہو سوچے سمجھے کے سوا شیطان کے وکیل بن کر میری تعریف کرنے لگو

Marfat.com

شیخ نے دوسرے معنی یہ لکھے ہیں کہ شیطان تم کو شوخ اور بے باک، دلیر، بے خوف نہ بنا دے کہ جیسی نعت اور تعریف تمہارا جی چاہے وہی بیان کر دو۔ بعض لوگوں نے حدیث کے معنی میں اور تاویل کی ہے۔ مگر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ بعض قولکم اور لَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمْ سے یہاں یہی معنی مناسب ہے (اشعۃ اللمعات ص۲۱۱ ج ۴)

ان دونوں حدیثوں کو ملا کر دیکھئے، اور ہمارے زمانہ کی نعت خوانی پر غور کیجئے پہلی حدیث، میری تعریف میں حد سے نہ بڑھو، جیسا کہ عیسائی لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں بڑھتے بڑھتے کہاں تک پہنچ گئے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی نعت میں مبالغہ اور زیادتی کا سخت خطرہ ہے، اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تو عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی تعلیم دی تھی، پھر ان کے بعد کیا عیسائی قوم یکایک انہیں خدا ماننے لگی ؟ یہ تو ناممکن ہے۔ دنیا کی تمام قوموں میں مذہبی اور سیاسی نظریات کی تبدیلی پر کئی صدیاں خرچ ہوتی ہیں۔ عیسائیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب آپ آسمان پر اُٹھا لئے گئے تو آپ کے حواریوں نے پورے اخلاص اور ہمت سے دین کی تبلیغ شروع کر دی، اور خوب کامیابی ہوئی۔ ایک مدت تک عیسائیت توحید کی علمبردار تھی لیکن زمانۂ نصرت کی درازی سے جب عمل میں سستی پیدا ہوئی تو نجات کے لئے آسان اور سستے طریقوں پر غور ہونے لگا لوگوں کی بے ہمتی، وہم پرستی جہالت کو دیکھ کر لالچی علمائے نے مذہب کو بدلنا شروع کر دیا۔ محبت اور عقیدت کی آڑ میں اللہ کے بندے اور رسول کو کہنے والوں نے جو کچھ کہا سُننے والوں نے خاموشی سے سُنا کہ بے ادبی نہ ہو جائے، حقانی علماء اُٹھے، بدتمیزی کے اس سیلاب سے ٹکرائے۔ لڑائیوں تک نوبت پہنچی، لیکن

Marfat.com

جاہل قوم ادب کے نام پر ادب کی حقیقت سے محروم ہو چکی تھی۔ کفر و اسلام کی یہ جنگ ایک صدی تک جاری رہی۔ بندہ اور رسول کہنے والے کچھ قتل ہو گئے، کچھ جنگلوں میں جا بسے، اور جب مطلع صاف ہوا تو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا زمین پر کوئی نہیں تھا۔ عیسائیت کی یہ تاریخ دنیا میں کوئی نیا واقعہ نہیں ہے۔ ہر نبی کی اُمّت اسی طریقہ سے بگڑی۔ ہمیشہ سے دین کی بربادی کا ذمہ وار جھوٹا ادب اور جھوٹی محبت ہے۔ قرآن کریم کی زبان سے مرنے والوں کا مرثیہ سُن کر غافل نہ ہو جائیے۔ اب یہی دَور ہماری قوم پر آیا ہوا ہے۔

ع ہوتا ہے جادہ پیما اُب کارواں ہمارا

فرق صرف اتنا ہے کہ اِس دین کے لئے تا قیامت قائم رہنے کی ضمانت دی جا چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ حق کی معمولی کوششیں بہت بڑا کام کر جاتی ہیں۔ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کے دونو لفظ تشہّد میں بہت بڑا کام دے رہے ہیں، عَبْد کا لفظ ہر قسم کی خدائی، ہر قسم کے اختیار کی نفی کے ساتھ ساتھ خداوند تعالیٰ کی جناب میں انتہائی قرب و قبول کا پتہ دیتا ہے۔ رسول اتنا شاندار اور بزرگ لفظ ہے کہ اس سے بڑھ کر آپؐ کی تعریف کسی لفظ سے ہو ہی نہیں سکتی۔ حضراتِ صُوفیائے کرام نے حقیقتِ مُحمّدیہ کے لئے اپنے کشف سے کتنے خوبصورت الفاظ تجویز کئے ہیں۔ وجُود کا نقطۂ اوّل۔ حقیقت الحقائق۔ سِرّ الاَسرار برزخیۃ کبریٰ وغیرہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جتنی شان و شوکت محمّد رسُول اللّٰہ کے لفظ میں ہے اتنی کہاں؟ جیسا کہ شیخ کے حوالہ میں گزر چکا ہے انسانیت کا سب سے بڑا کمال رسالت ہے، اور رسالت کا سب سے بڑا کمال انسانیت ہے۔

Marfat.com

رسُول کی بلندی کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وُہ خدا کا بھیجا ہُوا ہے، وُہ خُدا سے باتیں کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اسے مخلوق کی رہنمائی اور ہدایت عطا فرمائی، اس رہنمائی کے لئے اس کا انسان ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک بھوکے کو کھانا کھلانے کی حقیقت وہی سمجھ سکتا ہے جس کو بھوک لگتی ہو۔ ایک غم زدہ کو تسلی وہی دے سکتا ہے، جس کو غم آتا ہو۔ صبر۔ معافی، رحم، ہمدردی غرض تمام اسلامی اخلاق کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لئے انسان ہونا بہت ضروری ہے۔ رسُول کے متعلق خدائی کا تصور عیسائی عقیدہ ہے۔ عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو خدا کا نائب مانتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی خدائی ان کو بخش دی ہے، عطا کر دی ہے، ذاتی خدا آسمانی باپ ہے اور عطائی خدا عیسےٰ علیہ السّلام ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ بندہ میں خدا کا اُتر آنا یہ ہندو اور برہمن کا عقیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے آپؐ کو رسول قرار دیا، اور وکیل نہ قرار دیا۔ عربی زبان میں وکیل اسے کہتے ہیں جو اپنے مؤکل کی طرف سے مُختارِ کُلّی ہو جیسا ہمارے ہاں مقدمہ کا وکیل ہوتا ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن رسُول کا کام صرف امانت پہنچانا، اور بھیجنے والے کی مرضی کے مطابق اُسے ادا کرنا ہے۔ اس میں تبدیلی کا حق نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ کا وکیل بننا کسی مخلُوق کے لئے ناممکن ہے البتہ انسان اللہ کا رسُول بن سکتا ہے۔ دیکھیئے قرآن کیا کہتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اللہ کے ہوتے ہوئے کسی وکیل یعنی کارساز کی ضرورت ہی نہیں۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، اور وُہ سب کے کام بنانے والا ہے،

Marfat.com

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ - آپ فرما دیجئے کہ میں تم پہ وکیل نہیں ہوں۔

وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ - لوگو! میں تم پہ وکیل نہیں ہوں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ - محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقط رسول ہیں (خدا نہیں

اس بیان سے ظاہر ہوا کہ رسول خدا نہیں ہوتے۔ اس کا اوتار بھی نہیں ہوتے
اُس کے بیٹے بھی نہیں ہوتے، اور اس کے وکیل اور مختارِ کل بھی نہیں ہوتے
بات کو ختم کرنے سے پہلے قرآن کریم پہ ایک نظر ڈال لیجیے عبد کون ہے
حکم ماننے والا - طوعاً یا کرہاً - عبد اپنی جان کا مالک بھی نہیں ہوتا - آقا کی
ملکیت ہوتا ہے - قرآنِ مجید کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبد کا لفظ زیادہ
ان ہستیوں پہ بولا گیا ہے جن کو خدا سمجھ کر پوجا گیا - یعنی، انبیاء، اولیاء، ملائکہ
اور جنات - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد کا لفظ خدائی کا شبہ دور کرنے
کے لئے آتا ہے - اب آپ سمجھ چکے کہ نماز میں سلام، درود اور عبدہٗ و
رسولہٗ - چاروں لفظ آپ کی بندگی کے لئے زبردست روشن دلائل ہیں۔ ان
کو سمجھ لینے کے بعد ایک مسلمان کے لئے کسی شرک میں مبتلا ہونا ناممکن

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات عربی مصنفہ حضرت فاسی رح میں ہے
عبد اللہ نام سے خداوند تعالیٰ نے آپ کا مرتبہ بہت بلند فرما دیا ہے۔ عبودیت
غافل نہ ہونا انسان کا کمال ہے - خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْتُ الْجِ
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ - یہی وجہ ہے کہ عبد اللہ خداوند تعالیٰ کو سب نا
سے زیادہ پسند ہے۔ یہی وجہ عبد اللہ علی الاطلاق آپ ہی کا اسم گرامی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری تعریف میں نصاریٰ کی طرح حد

Marfat.com

پڑھنا۔ ص۵۴ اگر حد نہ ہوتی تو آپ یہ کیوں ارشاد فرماتے؟

۲۷۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۲۸۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۲۹۔ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

بہت بڑا سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔

اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے .... اللہ سے جنت مانگتا ہوں
اور آگ سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

۳۱- اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

۳۲- بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاھْدِنِیْ۔

ساتھ نام اللہ کے اور ساتھ اللہ کے جو سب ناموں سے اچھا ہے ....
بھیجا ہے اللہ نے آپؐ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والے، اور ڈرانے والے
اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں .... اے اللہ
مجھے بخش دے اور ہدایت دے۔

۳۳- اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْکُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

بادشاہی اللہ کی ہے۔

۳۴- بِسْمِ اللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پاکیزہ چیزیں اللہ کے لئے ہیں۔

۳۵۔ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

۳۶۔ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

۳۷۔ اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

۳۸۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۳۹۔ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

Marfat.com

الصّالحین اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۴۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

درود اور سلام کے یہ چالیس طریقے آپ نے پڑھ لئے۔ حدیث کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کا طریقہ معراج شریف سے واپسی پر آپ نے صحابہؓ کو سکھا دیا۔ پھر جب اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (الآیۃ پارہ ۲۲ رکوع ۴) نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو التحیات میں معلوم ہو چکا ہے۔ درود شریف کس طرح پڑھیں؟ پھر آپؐ نے درود شریف کے الفاظ سکھائے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ چالیس روایات بطور نمونہ ہیں۔

فصل پنجم۔ افضل درود شریف کے بیان میں

سب سے بہتر درود شریف کون سا ہے۔ اِس بات میں عُلماء کا اختلاف ہے اکثر علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ سب سے افضل درود شریف وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اِس لئے کہ نماز ایک بلند مقام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سب زبانوں سے زیادہ پاکیزہ اور مقبول ہے۔ آپؐ نے اپنے لئے جو درود شریف پسند فرمایا، اور اپنی زبانِ مبارک سے نماز میں داخل فرمایا، وہی سب سے بہتر ہونا چاہیئے اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہؓ نے پوچھا کس طرح درود شریف پڑھیں تو اس سوال کے جواب میں جو طریقہ آپؐ نے سکھایا۔ اس سے بہتر نہ الفاظ ہو سکتے ہیں نہ معنٰی اور کیفیات، ہر

Marfat.com

اعتبار سے کافی شافی کامل مکمل وہی درود شریف ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اَللّٰھُمَّ کے لفظ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کی روایت اور سند سب سے اونچی اور پکی ہے۔ امام نووی نے روضہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ افضل درود شریف پڑھوں گا تو اسے نماز والا درود شریف ہی پڑھنا چاہیے، تب قسم پوری ہوگی زیادہ معتبر بات یہی ہے (مدارج النبوۃ ص ۱۸۳)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص نماز والا درود شریف پڑھے گا، اس نے یقیناً وہ درود شریف پڑھا جس کا قرآن نے حکم دیا ہے اور تمام فضائل درود شریف کے اس کو حاصل ہوں گے۔

بعض علماء کے نزدیک افضل وہ ہے جس میں مقدار اور کیفیت زیادہ ہو چنانچہ امام رافعی نے مروزی سے روایت کی ہے کہ افضل اور اعلےٰ درود شریف پڑھنے کی قسم کھانے والا یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا سَھَا عَنْہُ الْغَافِلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! اپنی خاص رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور اُن کی آل پر۔ جب کبھی یاد کریں تجھ کو یاد کرنے والے، اور بھول جائیں تیری یاد کو غافل ہونے والے۔ یعنی ہر وقت۔ کیونکہ یاد اور غفلت لوگوں میں ہر وقت پائی جاتی ہے۔

قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قسم اس درود شریف سے پوری ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ۔

Marfat.com

ترجمہ :- اے اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص رحمت بھیج، جس کے وُہ لائق اور حق دار ہیں -

یا رزی رحمۃ اللہ نے فرمایا - افضل درُود شریف یہ ہے -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ

ترجمہ :- اے اللہ ! محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی رحمت نازل فرما، جو تیری سب رحمتوں سے افضل ہو اور تیرے علم کے برابر ہو - یعنی جس طرح تیرا علم بے حساب ہے اسی طرح رحمت بے حساب ہو -

کمال ابن الھمام فقیہ حنفی فرماتے ہیں - سب اچھی کیفیات اِس درُود شریف میں موجود ہیں -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ تَسْلِیْمًا وَّزِدْہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّ اَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ :- اے اللہ ! ہمیشہ ہمیشہ نازل فرما اپنی افضل رحمتیں ہمارے سید اور سردار پر جو تیرے بندے اور تیرے نبی اور تیرے رسُول ہیں - محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر، اور سلامتی نازل فرما اُن پر بہت بہت سلامتی، اور زیادہ بخش ان کو عزت اور بزرگی، اور قیامت کے دن رہنے کے لئے ان کو وُہ جگہ عطا فرما جو تیرے نزدیک بہت ہی قرب کی جگہ ہو -

(تفسیر رُوح المعانی ص ۸۳/۲۲)

صحابہ رضؓ اور تابعین کی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ درُود شریف کو فقط رذایت

Marfat.com

پر بند رکھنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے بیان کی قوت عطا کی ہو، اور وہ اچھے مطالب کو واضح لفظوں میں بیان کر سکے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور تعظیم ظاہر ہوتی ہو تو اس کی اجازت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عبدالرزاق۔ عبدبن حمید۔ ابن ماجہ۔ ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ صحابی نے فرمایا جب تم درود پڑھو تو نہایت خوبصورت الفاظ میں پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہیں کیا معلوم؟ شاید یہی درود حضورؐ کی جناب میں پیش کیا جائے۔ لوگوں نے کہا آپ ہمیں بتائیے کہ کس طرح پڑھیں آپ نے فرمایا یوں کہو

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ کر دے اپنی خاص مہربانیاں اور رحمت خاصہ اور ہر قسم کی برکتیں تمام رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے خاتم پر جو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ نیکی کے امام اور پیشوا ہیں۔ ساری مخلوق کے لئے رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ کھڑا کر آپؐ کو بڑی شفاعت کے مقام میں جہاں تمام پہلے اور پچھلے لوگ آپ پر رشک کریں۔ .... الخ (روح المعانی ص ۸۳/۲۲۔ شفا شریف ص ۴۴/۲)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یہ درود شریف لوگوں کو سکھایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِئَ الْمَسْمُوكَاتِ اِجْعَلْ شَرَائِفَ
صَلَوٰتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ الْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ
بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ
لِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ
مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ اَمْرِكَ حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسٍ آلَاءُ اللّٰهِ
تَصِلُ بِاَهْلِهٖ اَسْبَابَهٗ بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ
وَالْآثَامِ وَاَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَنَائِرَاتِ الْاَحْكَامِ وَ
مُنِيْرَاتِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ
الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ
بِالْحَقِّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ فِيْ عَدْنِكَ وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ
الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ مُهَنَّئَاتٍ غَيْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ
الْمَحْلُوْلِ وَجَزِيْلِ عَطَائِكَ الْمَعْلُوْلِ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ
النَّاسِ بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَنُزُلَهٗ وَاَتْمِمْ لَهٗ
نُوْرَهٗ وَاَجْزِهٖ مِنِ انْبِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلَ الشَّهَادَةِ مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ
ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَصْلٍ وَبُرْهَانٍ عَظِيْمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ اے اللہ! زمین کی مانند بچھی ہوئی چیزوں کو بچھانے والے، اور آسمان جیسی اُٹھی ہوئی چیز کو پیدا کرنے والے۔ کر دے اپنی معزز مہربانیاں، اور بڑھتی ہوئی برکتیں

Marfat.com

بہت زیادہ عنایت و عطوفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ جو بند چیزوں کو کھولنے والے ہیں۔
(مُلّا علی قاری شرح شفاء صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں "مشکل باتوں کو بیان کرنے والے یعنی نیکی کے بند خزانوں کو آپؐ نے لوگوں کے سامنے کھول دیا۔ ورنہ ہم کس طرح سمجھ سکتے کہ نیکی کیا چیز ہے؟ اور حدیث میں جو آپؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے آسمان زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں تو اس کا مطلب یہ ہے، کہ خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو اور آپؐ کی اُمت کو ساری دنیا کی فتوحات عطا فرمائیں دُنیا بھر کے خزانے آپؐ کی اُمت کو مل گئے" یعنی خزانوں سے مُراد قیصر اور کسریٰ اور دُوسری کافر قوموں کے خزانے ہیں۔ یہ بات نئی طرز کے واعظ نوٹ کر لیں۔ کیونکہ یہ لوگ ایسی حدیثوں سے علم غیب کلی اور کیا کیا باتیں نکال رہے ہیں)
تمام پہلے نبیوں پر مُہر کرنے والے، سچی بات کو سچائی سے ظاہر کرنے والے باطل کے لشکروں کا مغز توڑنے والے، جیسا کہ یہ کام آپؐ کے ذمہ ڈالا گیا، پس مضبوطی دکھائی تیرے حکم سے تیری بندگی میں۔ تیری رضا مندی کی تلاش میں جلدی سے کھڑا ہونے والے، تیری وحی کو اچھی طرح سمجھنے والے اور یاد رکھنے والے، تیرے وعدوں کی حفاظت کرنے والے، یعنی وعدوں پر قائم رہنے والے، تیرا حکم جاری ہونے کی کوشش جاری رکھنے والے، یہاں تک کہ روشنی طلب کرنے والوں کے لئے ہدایت کے شعلے بلند کر دئے۔ جو لوگ اللہ کی نعمتوں کے لائق ہیں، اللہ کی نعمتیں ان کے پاس اللہ کے پیدا کئے ہوئے

Marfat.com

ذرائع اور وسائل کو پہنچا دیتی ہیں۔ آپؐ کی برکت سے دلوں کو ہدایت نصیب ہوئی فتنوں اور گناہوں میں گھسنے کے بعد۔ آپؐ نے بیان فرمائے واضح نشانات ہدایت کے، اور ظاہر حکم شریعت کے، اور اسلام کو واضح کرنے والے مسائل، پس وُہ تیرے دین کے بیان کرنے میں امانتی ہیں۔ اور تیرے پوشیدہ بھیدوں کے خزانچی ہیں۔ اور قیامت کے دن انبیاءؑ کے حق میں اُن کی اُمتوں پر گواہی دینے والے ہیں۔ اور تیرے بھیجے ہوئے ہیں نعمت بنا کر، اور تیرے سچے رسُول ہیں سب جہانوں کے لئے رحمت بن کر۔ اے اللہ! دائمی اور ابدی جنّت میں آپؐ کے لئے جگہ کشادہ کر۔ اور جزا دے ان کو طرح طرح کی نیکیوں کی اپنے فضل سے جو خوش ذائقہ خوشگوار ہیں، نہ بے لُطف کرنے والی ہیں۔ آپؐ تیرا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس میں رہنا ہے اور تیری بڑی بخشش جس سے بار بار سیراب ہوں۔ اے اللہ! سب لوگوں سے آپؐ کا گھر اُونچا بنا۔ آپؐ کی مہمانی اور آپ کی منزل اپنے پاس باعزّت بنا۔ آپؐ کو پُورا پُورا نُور عطا فرما، اور پُورا بدلہ اس طریقہ سے کہ کھڑا کرے تو آپؐ کو قبر شریف سے اس حالت میں کہ آپؐ کی شہادت قبول ہے۔ آپؐ کی شفاعت تجھ کو پسند ہے۔ آپؐ کا کلام انصاف ہی انصاف ہے، اور آپؐ کے سامنے ایک فیصلہ کُن مہم ہے، اور لاجواب کرنے والی دلیل اور ثبوت ہے۔ (شفا شریف ص ۵۶/۲)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

ناظرین! سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کا درُود شریف آپ نے دیکھ لیا جو درحقیقت بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اِس نعت کا مقابلہ ہمارے زمانہ کی نعتوں سے بھی کر لیجئے

Marfat.com

کہ آج ہمارے نعت خواں کیسی انوکھی بولیاں بولنے لگ گئے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ یوں بھی درود پڑھتے تھے۔ شفا شریف ص۵۵ ج۲

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ عَلَى مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الشَّاهِدِ الْبَشِيرِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامِ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ (درجہ بدرجہ) اے ایمان والو! تم بھی رحمت بھیجو آپؐ پہ، اور سلام بھیجو خوب اچھی طرح سے۔ حاضر ہوں تیری خدمت میں بار بار اے اللہ! میرے رب! اور بار بار تیری عبادت کا ساتھ دیتا ہوں۔ رحمتیں اللہ کی جو مشفق مہربان ہے۔ اور دعائیں مقرب فرشتوں کی، اور نبیوں کی، اور صدیقوں کی، اور شہیدوں کی، اور نیک لوگوں کی، اور دعائیں ہر اس چیز کی جو تیری تسبیح کہتی ہیں اے سب جہانوں کو پالنے والے! (یہ تمام دعائیں) حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو عبداللہ کے بیٹے ہیں، جو نبیوں پر مُہر یا آخری نبی ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں اور پرہیزگاروں کے امام ہیں۔ سب جہانوں کو

پالنے والے یعنی اللہ کے رسول ہیں ساری مخلوق کی طرف - گواہی دینے والے ہیں انبیاء کے حق میں (شاہد کا بیان آگے آئے گا) خوشخبری دینے والے نیک لوگوں کو - بلانے والے تیری طرف تیرے حکم سے - چراغ روشنی دینے والے'

نور کے معنی'

نور کا لفظ بھی آج کل اناڑی لوگوں کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے - مناسب ہے کہ اِس کے متعلق بزرگانِ دین کے اقوال بیان کئے جائیں -

قرآنِ کریم' اور حدیث شریف میں نور کا لفظ فقط دو معنوں میں آیا ہے

۱- نور' یعنی روشنی جس کے مقابلہ میں ظلمت یعنی اندھیرا ہوتا ہے' یہ استعمال بہت ہے - جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ - اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ - ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ - یہ معنی حقیقی ہے دوسرا معنی مجازی ہے - یعنی گمراہی کے مقابلہ میں ہدایت' بدی کے مقابلہ میں نیکی غرض ہر رذیلت کے مقابلہ میں فضیلت کو نور کہا جاتا ہے - اِس اعتبار سے خداوند تعالیٰ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے' قرآن' اِسلام' اِیمان' دین' شریعت سب نور ہیں - جو گمراہی' بدی کفر' جہالت کے اندھیرے کو مٹاتے ہیں - اور دنیا میں نیکی کا نور پھیلاتے ہیں - تشبیہ اور استعارہ کے درجہ میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوجاتا ہے - لیکن حقیقتاً یہ سب نور نہیں ہیں بلکہ نور دینے والے ہیں - کیونکہ نور بمعنی روشنی' اجالا کرنا اُن کا کام ہے - قاضی عیاض فرماتے ہیں خداوند تعا

Marfat.com

کے ناموں سے ہے نُور۔ اور معنی اس کا ہے نُور والا۔ یعنی خداوند تعالیٰ نُور نہیں ہے، بلکہ نُور والا ہے۔ نور کو پیدا کرنے والا ہے۔ آسمان زمین کو روشنیوں سے روشن کرنے والا ہے۔ ایمان والوں کے دلوں کو ہدایت سے روشن کرنے والا ہے۔ (مطلب یہ کہ نُور کا معنی ہدایت ہے) اور خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو بھی نُور کہا۔ قرآن میں ہے قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ۔ (آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتے والی) بعض نے کہا ہے نُور آپ ہیں، اور بعض نے کہا ہے نُور قرآن ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو فرمایا سِرَاجًا مُّنِیْرًا یعنی چراغ روشن۔ اس لئے کہ آپ کا دین صاف روشن ہے۔ آپ کی نبوّت ظاہر ہے، اور آپؐ کی تعلیم سے ایمان والوں کے دل روشن ہوئے۔ شفا شریف ص ۱۵۱

معلوم ہوا کہ نُور کوئی راز کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم میں بار بار کُفر کو اندھیرا اور ایمان کو نُور کہا گیا ہے۔ شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند کہ تشبیہ بہ سراج بجہت آنست کہ وجود عنصری وے صلی اللہ علیہ وسلّم ارضی است" ص ۳۸ مدارج النّبوّت

ترجمہ:۔ سُورج چاند کی بجائے چراغ سے مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ چراغ کا جسم بھی زمینی ہوتا ہے۔ آپؐ کا جسم بھی زمینی ہے۔ چراغ سے صرف ظاہر میں روشنی ہے اور آپؐ سے ظاہر و باطن میں۔ معلوم ہوا کہ زمینی جسم کے باوجود آپؐ اللہ کے نُور ہیں یعنی نورِ ہدایت۔ بزرگان دین کے عقاید تو

یہ تھے مگر یہ حنفی سرے سے جسم مبارک ہی نہیں مانتے۔ مورخہ ۳۱ ۳/۵۶ کو شہر قصور کی جامع مسجد میں صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے ایک بدعت افروز تقریر فرمائی ہے۔ فرمایا "غزوۂ خندق میں پیٹ مبارک پر پتھر باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ نور آسمان کی طرف اڑ نہ جائے۔ لباس اور جوتا بھی آپؐ اسی لئے پہنتے تھے۔ ماشاء اللہ کتنی ترقی ہو رہی ہے۔ جناب صاحبزادہ صاحب امید ہے کہ آپ قرآن کو بھی نور مانتے ہوں گے، پھر بہت مناسب ہوگا کہ ہر ایک قرآن مجید کے ساتھ تین تین پتھر باندھ دئے جائیں، ورنہ خطرہ ہے کہ یہ نور بھی اڑ نہ جائے۔

واضح رہے کہ نورِ محمدیؐ سے مراد آپؐ کی روح مبارک ہے ملاحظہ ہو نشر الطیب مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پہلا مضمون۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی نور ہے، جسم مبارک بھی نور ہے۔ کیونکہ آپؐ کا سارا وجود ہدایت، رحمت، برکت کا سرچشمہ ہے آپؐ کے بال بال سے ہدایت پھیلی، اس لئے تمام جسم مبارک ہدایت اور نور ہے۔ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ۔

؎ وصلی اللہ علیٰ نورے کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حبِ او ساکن، فلک در عشقِ او شیدا

امام حسن بصریؒ کا درود شریف!

امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے حوضِ کوثر سے گلاس بھر بھر کر پئے، تو وہ شخص یہ دُرود شریف پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلَادِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْھَارِہٖ وَ اَنْصَارِہٖ وَ اَشْیَاعِہٖ وَ مُحِبِّیْہِ وَ اُمَّتِہٖ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص رحمت نازل فرما۔ اور ان کے متعلقین پر، اور اُن کے اصحاب پر، اور آپ کی اولاد بیٹیوں، اور نواسوں پر۔ آپؐ کی بیبیوں اور لونڈیوں پر، اور اولاد کی اولاد پر یعنی ساری نسل پر، اور آپؐ کے گھر والوں پر جن میں خادم بھی شامل ہیں، اور آپؐ کے دامادوں پر، اور آپؐ کے سسرال پر، اور آپؐ کے مددگار مہاجرین وانصار پر، اور تاقیامت آپؐ کا دین ماننے والوں پر، اور آپؐ کے ساتھ محبت رکھنے والوں پر، یعنی علماءؒ اور اولیاءؒ اور ساری اُمت پر، جس میں گنہگار مسلمان بھی شامل ہیں۔ اور ہم پر بھی اُن سب کے ساتھ، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

محبت کی علامت:۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے۔ اُس پر قربانی کرتا ہے، اور اس کے مطابق چلنے میں تکلیف اُٹھاتا ہے ورنہ وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔ اُس کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت والا وہ ہے۔ جس میں محبت کی نشانیاں موجود ہوں۔ سب سے پہلی نشانی یہ ہے۔ آپؐ کی پیروی کرنا، آپؐ

Marfat.com

آپؐ کی سُنّت پر عمل کرنا۔ آپؐ کے قول فعل کے پیچھے چلنا۔ آپؐ کے حکموں کی تابعداری کرنا، اور جن باتوں سے آپؐ نے منع کیا ہے ان سے بچنا۔ تکلیف اور آسانی کے وقت، خوشی اور مجبوری کے موقع پر آپؐ نے جو کام جس طرح کئے ہیں اُس طرح زندگی گزارنا۔ یعنی سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ مشکل اور مصیبت کے وقت جو کچھ آپؐ نے کیا ہم بھی وہی کریں۔

ناظرین! صحابہ، تابعین، اور بزرگانِ دین کے بنائے ہُوئے چند درُود شریف آپ نے دیکھ لئے۔ اِس سے معلوم ہُوا کہ سلف صالحین نے درُود شریف کو روایت پر بند رکھنا ضروری نہیں سمجھا۔ ذوقِ سلیم شاہد ہے کہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میں جو خُوب اچھی طرح درُود اور سلام پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ تو پھر اس میں زیادہ تنگی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات عُلمائے دیوبند دلائل الخیرات شریف وغیرہ کو جائز قرار دیتے ہیں دیکھو چراغ سنّت[۱۴۱] مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیئے دیکھیئے جلاءُ الافہام (علامہ ابنِ قیمؒ رحمۃ اللہ علیہ) حدیث کی کتابوں میں صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رواج بھی اس مسئلہ کی ایک دلیل ہے۔ اِس کے باوجُود یہ بات تقریباً مانی ہُوئی ہے کہ نماز والا درُود شریف لفظی اور معنوی خوبیوں کی وجہ سے بے نظیر ہے۔ مناسب ہوگا کہ نماز والے درُود شریف کے الفاظ کی کچھ تشریح کردی جائے۔

نماز والے درُود شریف کا بیان

اَللّٰھُمَّ اصل میں یُوں ہے یَا اَللّٰہُ اُمَّنَا بِخَیْرٍ اے اللہ ہماری بھلائی کا ارادہ کر،

Marfat.com

کانٹ چھانٹ کر اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ مجمع الدعا ہے۔ جس شخص نے اَللّٰھُمَّ کے ساتھ دُعا مانگی، اُس نے اَللہ کے تمام ناموں کے ساتھ دُعا مانگی۔ وجہ یہ ہے کہ اَللہ ذاتی اور اصلی نام ہے۔ اِسم اعظم ہے خداوند تعالیٰ کے سب نام اِس میں آجاتے ہیں۔

اِسمِ اعظم کا بیان

نام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وُہ جن سے فقط اُس شخص یا چیز کی پہچان ہوتی ہے اس کو اسم ذات کہتے ہیں۔ دُوسرا وُہ جس سے اُس شخص یا چیز کی کوئی صفت کوئی کام معلوم ہوتا ہے جیسے عالم۔ کاتب۔ دُکاندار وغیرہ، خداوند تعالیٰ کا اصلی نام اَللہ ہے اور باقی نام صفتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں صفاتِ الٰہی کو اِسم اَللہ کی طرف منسُوب کیا جاتا ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (الاٰیۃ)

شیخ اکبر کے نزدیک ذاتی نام اَللّٰہ ہے یا رحمٰن ہے۔ قرآن کریم میں رحمٰن بھی ذاتی نام کے طور پر استعمال ہُوا ہے۔ اِسرائیلی شریعت میں رحمٰن ہی اِسم ذات کے طور پر استعمال ہُوا ہے۔ چونکہ سب سے بڑا نام وہی ہوتا ہے جو ذاتی اور اصلی نام ہو اِس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا اِسم اعظم اَللّٰہ ہے، یا الرَّحمٰن ہے۔

امام رازی پوری طرح مطمئن ہیں کہ ذاتی نام فقط اَللہ ہے اور یہی اسم اعظم ہے فرماتے ہیں۔ اَلِاسْمُ الْاَعْظَمُ هُوَ قَوْلُنَا اللّٰهُ وَهٰذَا هُوَ الْاَقْرَبُ

عندی ۔ ص۹

ترجمہ:۔ اسم اعظم اللہ ہے اور میرے نزدیک یہی بات بہتر ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔ المختار عندنا ان ھذا اللفظ اسم علم للہ تعالے وانہ لیس بمشتق البتۃ وھو قول الخلیل و سیبویہ و قول اکثر الاصولیین والفقہاء ویدل علیہ وجوہ تفسیر کبیر ص۲۱

اللہ کے معنی اور مطلب نکالنا شروع کر دیں تو یہ بھی ایک صفتی نام بن جائے گا

ملا علی قاری فرماتے ہیں ولذا قال الجمھور انہ الاسم الاعظم قال القطب الربانی الشیخ عبد القادر الجیلانی الاسم الاعظم ھو اللہ بشرط ان تقول اللہ ولیس فی قلبک شئ سوی اللہ

ترجمہ:۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اسم اعظم یہی ہے، اور (مرقاۃ ص۱) حضرت شیخ بغدادی قدس سرہ نے فرمایا ہے اسم اعظم اللہ ہے لیکن اس شرط سے کہ جب تو اللہ کہے تو تیرے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یعنی اللہ کہتے وقت تیرا دل لفظی معنوی اعتبارات سے خالی ہو یا غیر اللہ کی توجہ سے خالی ہو،

نوٹ:۔ یہ ارشاد حضرت شیخ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔

اللہ، ذات واجب الوجود کا نام ہے جس میں تمام کمالی صفات کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے۔ ع قلم ایں جا رسید و سر بشکست

اللہ اسلامی نظریات، اسلامی عقاید، اسلامی مدرسہ کا سب سے پہلا، اور آخری سبق یہی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی پتھریلی زمین میں تیرہ سال تک بس اتنا ہی سبق پڑھایا۔ کیونکہ عرب کے بتکدہ میں جنات

Marfat.com

کی، انسانوں کی، حیوانوں کی، درختوں کی، رحم کی، آگ، پانی، مٹی، ہوا ہر چیز کی پوجا ہو رہی تھی۔ خدائی کا منصب اُن کے ہاں کئی حصّوں میں تقسیم ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ عرب جیسی بہادر قوم سُست، بے عمل، وہم پرست، بے اخلاص مُردہ بن چکی تھی۔ جہالت اور جنگلی زندگی نے ان لوگوں میں طرح طرح کے غلط عقیدے اور وہم پیدا کر دئے تھے۔ دُنیا کی تمام بُرائیوں کی جڑ شرک ہے اور یہ مُوذی مرض دنیا کی جس قوم میں پھیلا اس کی تباہی اور بربادی، ذلت، بدحالی، افلاس، ادبار، دو جہان کی رو سیاہی پر زمین آسمان نے خون کے آنسو بہائے۔ ہائے افسوس! ہزار بار افسوس کہ آج توحید کی گود میں سانس لینے والی قوم۔ محمد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیاری اُمّت عاد و ثمود کی تاریخ کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتی ہے۔ کیوں نہ ہو کیا بنی اسرائیل نے مُوسیٰ علیہ السّلام کے سامنے کھڑے ہوکر ایک بُت کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔

شرک کے اسباب

۱۔ شرک کا بنیادی اصُول کسی مخلوق کی حد سے زیادہ تعظیم ہے۔ عیسٰی علیہ السّلام اور کئی ایک پیشواؤں کو اسی خوش اعتقادی اور شخصیت پرستی نے رفتہ رفتہ خُدا بنا دیا۔ قرآن کہتا ہے۔ "اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ تعالیٰ کے متعلق وہی بات کہو جو حق ہے۔ عیسٰی علیہ السّلام فقط خدا کے پیغمبر ہیں"۔ (سورۃ نساء رکوع ۲۳)

فرمایا:۔ "بے شک کافر ہوگئے وُہ لوگ جنہوں نے کہا خدا وند تعالیٰ خود ہی

عیسیٰ بن مریم بن گیا ہے۔ ان کو فرما دیجئے کہ اگر خداوند تعالیٰ عیسےٰ علیہ السلام کو، اور ان کی والدہ کو، اور تمام روئے زمین پر رہنے والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے تو کون اس کو روک سکتا ہے؟ زمین آسمان اور اس کے درمیان ہر چیز پر صرف اللہ کی بادشاہی ہے۔ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ (سورۃ مائدہ رکوع ۳)

ناظرین اس موقع پر سورۃ مائدہ رکوع ۱۶ از قال اللہ یٰعیسیٰ ......
سورۃ آل عمران رکوع ۱۳ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ......
سورۃ توبہ رکوع ۱۰ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ ......
سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۶ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ ......
سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ ......
ترجمہ والا قرآن مجید لے کر پڑھیں۔

۲- شرک کا ایک بڑا سبب معجزات اور کرامات ہیں۔ خداوند تعالیٰ اپنے دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے نیک بندوں کے ہاتھوں پر بطور دلائلِ نبوت کچھ عجائبات ظاہر کرتا ہے۔ ان کو دیکھ کر لوگ ایمان لاتے ہیں۔ مگر آنے والی نسلیں ان کو خدا سمجھنے لگتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ساٹھ کروڑ انسان عیسےٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مغالطہ کو دور کرنے کے لئے ایک واضح اصول ہر جگہ بیان کیا۔ معجزہ پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہے، (اسی طرح کرامت ولی کے اختیار سے باہر ہے)

۳- پہلی اُمتوں میں تعظیمی اور محبت کا سجدہ جائز تھا۔ یہی بات ان کی گمراہی

اور شرک کا باعث ہوئی۔ اسلام نے یہ بنیاد ہی ختم کر دی۔

۴۔ شرک کا ایک سبب انبیاء اولیاء کے متعلق ہر جگہ حاضر، ناظر اور علم غیب کُلّی کا عقیدہ ہے۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ان کو خدا کے برابر سمجھ کر ان سے حاجت طلب کی جاتی ہے۔ ان کی منتیں مانی جاتی ہیں۔ پھر ان کی عبادت، سجدہ سجود سب کچھ شروع ہو جاتا ہے۔ (علم غیب اور حاضر ناظر کا بیان انشاءاللہ پھر لکھا جائے گا)

۵۔ شرک کا ایک بڑا سبب جادو، جنّات اور شیاطین کا خوف خطرہ ہے، اس مخفی خطرہ سے بچنے کے لئے وہم اور وسواس کا ایک جال پھیل جاتا ہے، جنّات کے نام کے چراغ جلائے جاتے ہیں۔ منتیں اور نذریں دی جاتی ہیں، ان کی دہائی دی جاتی ہے۔ اسلام کا مضبوط عقیدہ دو لفظوں میں ساری دنیا کا علاج کر دیتا ہے۔ اللہ کے حکم کے سوا کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی، نہ نفع دے سکتی ہے۔

۶۔ شفاعت کو بزرگوں کی اختیاری چیز سمجھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ کرتے وقت خدا کا خوف نہیں آتا۔ بزرگوں کے معاملہ میں بڑا اہتمام کیا جاتا ہے ان کے درود فاتحہ میں سخت احتیاط کی جاتی ہے اور دین کی فکر بالکل نہیں کی جاتی۔ اس خیال پر کہ خداوند تعالیٰ ناراض ہو گیا تو بزرگ راضی کر لیں گے، اور بزرگ ناراض ہو گئے تو کوئی سہارا نہیں ہے۔ یہ عقیدہ قوم کو بے عمل بنانے کے لئے کافی ہے۔

۷۔ کسی قوم، کسی خاندان کو بخشا ہوا سمجھنا شرک کی مستقل بنیاد ہے۔ یہود

Marfat.com

نصاریٰ اور ہندو انہیں بلاؤں میں گرفتار ہیں۔

۸۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی خدائی کا اختیار اپنے پیارے بندوں کو بخش دیا ہے، اب یہ اپنی مرضی سے جو چاہیں کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی تقدیر، مرضی درمیان میں نہیں ہے۔ یہ عقیدہ تقدیر کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر ایک ذرہ نہیں ہل سکتا۔ جو شخص خدا کی تقدیر کا منکر ہے وہ بے ایمان ہے۔

۹۔ شرک کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ستاروں کی رفتار سے وابستہ ہے۔ اسلام اس وہم کو سختی سے روکتا ہے۔ نجومیوں کی بات ماننا بھی حرام ہے۔

۱۰۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیک لوگوں کی مرضی عین خدا کی مرضی ہے۔ دیکھئے چراغ سنت صد۲۰۔

۱۱۔ شرک کا ایک ذریعہ قبر پرستی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین وفات کے وقت چہرۂ مبارک سے چادر الٹ کر فرمایا۔ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا (صحیح مسلم کتاب المساجد)

شرک کا نقصان

شرک جہاں بھی پایا جاتا ہے اس پر ادب، تعظیم، محبت کا غلاف ضرور ہوتا ہے۔ برہنہ شرک نہ دنیا میں ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا بڑا بھاری نقصان یہ ہے کہ انسان خداوند تعالیٰ سے کٹ جاتا ہے۔ محبت، خوف، امید عجز و نیاز، اور اطاعت تابعداری، وفاداری، سب چیزوں کا رخ اللہ سے

Marfat.com

پھر جاتا ہے، لاکھوں کروڑوں انسان بلکہ مسلمان دنیا میں ایسے ہیں جو زمین آسمان کا خالق مالک اللہ کو سمجھتے ہیں، اس کے باوجود اُٹھتے بیٹھتے بزرگوں کو پکارتے ہیں۔ منتیں ان کی مانتے ہیں۔ ادب لحاظ ان کا کرتے ہیں۔ مزارات پہ چراغ جلاتے اور جھاڑو لگاتے ہوئے عاجزی اور نیاز کی تصویر نظر آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اپنی حاجات کا قبلہ ان کو سمجھتے ہیں۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کا کھاتا ہے اُسی کے گُن گاتا ہے۔ حاجت روائی کے اس پھندے نے کروڑوں انسانوں کا عقل و شعور چھین لیا، اور آج مسلمان اللہ کے نام سے بھی بدکنے لگا ہے۔ سچے عقیدے کی پکی نشانی یہ ہے کہ اس سے خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ جھوٹا عقیدہ انسان کو در بدر پھراتا ہے، اور بالآخر ذلت کی نیند سُلا دیتا ہے۔

اے اللہ! اے مالک الملک! اس بدکی ہوئی اُمت پہ رحم فرما! اور ان کو توحید کی نعمت سے محروم نہ فرما! آمین۔

صَلِّ ۔ اے اللہ! اپنی خاص رحمت بھیج۔ نماز والے درود شریف میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ صلّ امر کا صیغہ ہے جو طلب اور دعا کے لئے ہے، اور یہ بھی اس کی فضیلت کی دلیل ہے وَ ذَکَرُوْا اَنَّ الْاِتْیَانَ بِصِیْغَۃِ الطَّلَبِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِتْیَانِ بِصِیْغَۃِ الْخَبَرِ روح المعانی ص ۷۹/۲۲ یعنی عُلما نے کہا ہے کہ درود شریف میں طلب اور دُعا کا لفظ خبر کے لفظ سے بہتر ہے۔ معلوم ہُوا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ کا لفظ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یا رسول اللہ، اور صلی اللہ علیہ وسلّم سے بہتر ہے اگرچہ معنیٰ ان کا بھی وہی ہے

فتاویٰ شامی صـ۱۲ میں ہے وَالْجُمْلَةُ خَبْرِيَّةٌ لَفْظًا مَنْقُوْلَةٌ إِلَى الْإِنْشَاءِ
اَوْ مَجَازٌ فِيْهِ بمعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ۔ مطلب یہ ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا معنی بھی یہی ہے جو اَللّٰهُمَّ صَلِّ کا ہے۔ باقی یہ بات کہ محدثین نے افضل درود
اَللّٰهُمَّ صَلِّ کو چھوڑ کر صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پسند کیا؟ اس کی وجہ،
روح المعانی بحث درود شریف میں یہ لکھی ہے کہ محدثین حدیث کی روایت میں
آپؐ کا ذکر بالعموم جملہ خبریہ کی صورت میں لاتے ہیں قال رسول اللہ۔ فعل
وغیرہ تو اس ترکیب میں درود شریف بھی خبری صورت میں مناسب رہتا ہے، نہ کہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وغیرہ۔ نیز فرماتے ہیں وَفِي التَّحْرِيْرِ هِيَ مَوْضُوْعَةٌ لِلْاِعْتِنَاءِ
بِاِظْهَارِ الشَّرَفِ وَيَتَحَقَّقُ مِنْهُ تَعَالٰى بِالرَّحْمَةِ عَلَيْهِ وَمِنْ غَيْرِهِ
بِالدُّعَاءِ صـ۱ درود شریف کا مقصد آپؐ کی بزرگی کا اظہار ہے، اور یہ خداوند
تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور فرشتوں یا بنی آدم جنات
وغیرہ کی طرف سے دعا ہے۔ صـ۱۲ پر ہے اَللّٰهُمَّ عَظِّمْهُ فِي الدُّنْيَا...الخ
یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ کا معنی ہے۔ اے اللہ! دنیا میں آپؐ کو بزرگ تر بنا دے،
اس طریقہ سے کہ آپؐ کا نام بلند ہو۔ آپؐ کی شریعت پر عمل جاری رہے، اور
آخرت میں آپؐ کا اجر زیادہ ہو۔ شفاعت کا مرتبہ نصیب ہو۔ نیز فرماتے
ہیں صَلِّ کا مصدر تصلیہ کی بجائے صلوٰۃ آتا ہے۔ اسی طرح تسلیم
کی بجائے سلام آتا ہے۔ سلام کے معنی ہیں اَلسَّلَامَةُ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ
ہر مصیبت سے ناگوار اور ناپسند چیز سے سلامت رہنا۔ بچ جانا صـ۱۲ شامی
عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ؏ اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

Marfat.com

ہمیشہ ماں باپ اپنے بچے کا نام رکھنے میں تمام لفظی معنوی خوبیوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ نام میں تاثیر ہوتی ہے، اور اس لئے کہ اچھا نام وجاہت اور آبرو کا باعث ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کئی کئی نام رکھتے ہیں، اور اس کو خوبی اور خوبصورتی سمجھا جاتا ہے۔ خالق کائنات نے روزِ ازل میں جتنی خوبیاں اور بندگیاں اس دنیا کو بخشنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ تمام جمالی اور کمالی صفات ایک ایک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں ضبط کر دیں گویا کہ آپؐ کے مبارک نام آئینۂ کمالات اور جامِ جہاں نما ہیں۔ باغ و بہار اور گل و گلزار کی اس محفل میں انتخاب کی نظر حیران ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ گرامی کو حساب و شمار میں کس طرح لایا جا سکے جب کہ آپؐ کے کمالات آپؐ کے انوار و برکات، آپؐ کے اطوار و اعتبارات گنتی اور شمار سے باہر ہیں یہی وجہ ہے کہ مبارک ناموں کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچ کر ختم نہیں ہوتی۔ ؎ جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ سے ہیں،

تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار! (مولانا قاسم رح)

؎ ندانم آں گلِ رعنا چہ رنگ و بُو دارد

کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے اُو دارد،

تفصیل تو کجا اِجمال بھی اتنا وسیع اور طویل و عریض ہے کہ اسماءِ مبارکہ کے تعارف کے لئے کئی ایک دفتر درکار ہیں۔ تبرک کے طور پہ درود شریف کی اس محفل میں آپؐ کے کچھ مبارک ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں۔ میرے پانچ نام ہیں۔ میں مُحَمَّد ہوں، میں احمد ہوں

میں ماحی (کُفر کو مٹانے والا) ہُوں - میں حاشر ہُوں کہ سارے لوگ قیامت کے دن میرے پیچھے چلیں گے - مَیں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، (صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف) حافظ ابنِ قیمؒ زاد المعاد صا۲ میں فرماتے ہیں :-

"محمدؐ" حمد سے بنتا ہے۔ حمد کے معنی تعریف کے ہیں۔ اور بابِ تفعیل کا اسم مفعول ہونے کی صُورت میں معنی یہ ہوں گے کہ آپؐ کی ذات میں تعریف کے قابل خصلتیں اور عادتیں بہت زیادہ ہیں۔ پس اس لفظ میں محمُود کی نسبت زیادہ زور ہے۔ کیونکہ وُہ ثلاثی مجرّد ہے، اور یہ مزید ہے۔ پس محمّدؐ وہ ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف بیان کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ توراۃ میں آپؐ کا نام محمّدؐ بیان ہُوا تھا۔"

لُغت کی مشہور کتاب منتہی الارب میں حمد کے معنی حق ادا کرنے کے بھی لکھے ہیں، یعنی علم، عمل، اخلاق، اور ظاہری باطنی قوّتوں کے اعتدال کا حق آپؐ کی ذات میں ادا کیا گیا ہے۔ قسّامِ ازل نے فطرتِ انسانی کو جتنی امانتوں کا حامل بنانے کا فیصلہ کیا تھا، ان کی تکمیلی صُورت وہ ہے جو نامِ پاک محمّدؐ کی صورت میں جلوہ گر ہُوئی۔

مقدمۂ مشکوٰۃ کی شرح میں مُلّا علی قاریؒ نے کیا خوب فرمایا اَلْاَسْمَاءُ تُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ۔ نام آسمان سے اُترتے ہیں۔ بہت عمدہ بات ہے، اور اس کے ساتھ دُرِ منثُور کی روایت کہ یہ نام آپؐ کے دادا کو خواب میں بتایا گیا، بہت مناسب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامِ نامی آپؐ کے

Marfat.com

سالات کا ایک حصّہ ہے جو تا قیامت عجائبات کا مظہر ہے۔

قاموس میں ہے مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہے جس کی تعریف بار بار ہوتی رہے اور کبھی ختم نہ ہو۔ اَلَّذِیْ یُحْمَدُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ۔

تمدّن اور ترقی کی موجودہ دنیا میں ذہنی انقلابات، اور جدید مسائل کی پیداوار کس قدر روز افزوں ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انسانیت کے ہر دماغی بحران میں مُحَمَّدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی طبیب چارہ ساز نظر نہیں آتا اور کہ مدینہ میں اُترنے والی کتاب سے بہتر کوئی تدبیر ساز گار نہیں آتی۔ نام مبارک کے یہ وصفی معنی ایک زبردست پیشین گوئی ہے کہ مستقبل میں دُنیا کی عمر جس قدر دراز ہو گی۔ آنے والی نسلیں بشرطِ عدل و انصاف اور ذوقِ سلیم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے پر مجبور ہوں گی۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

ترجمہ:۔ خداوند تعالیٰ نے آپؐ کی عزت افزائی کے لئے اپنے نام سے آپؐ کا نام نکالا، پس عرش والا محمود ہے اور آپؐ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

باب تفعیل کا ایک خاصہ مبالغہ اور استیعاب بھی ہے۔ اِس صورت میں مُحَمَّدٌ کے معنی ہوں گے۔ وہ جس کا ایک ایک ذرّہ یا ایک ایک پہلو قابلِ تعریف ہے۔ اس موضوع پر مولانا سیّد سلیمان ندوی مرحوم کے یہ الفاظ بہت قابلِ غور اور مناسب ہیں:

"الغرض ایک کامل اور مکمل آخری مُعلّم کے لئے حسبِ ذیل معیاروں پر پُورا اُترنا ضروری ہے۔

۱۔ اُس کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہ ہو۔

۲۔ اس کی ہر تعلیم کے مطابق اس کی عملی مثال بھی سامنے موجود ہو۔

۳۔ اس کی اخلاقی تعلیم میں یہ جامعیت ہو کہ وہ انسانوں کے ہر کار آمد گروہ کے لئے اپنے اندر اتباع اور پیروی کا سامان رکھتی ہو۔

تنقید کے ان معیاروں پر اگر ہم سارے انبیاء اور مذہبوں کے بانیوں کی زندگی کو جانچیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی کی زندگی بھی پیغمبرِ اسلام علیہ السّلام کی پاک زندگی کے برابر جامع کمالات نہیں۔ دنیا کا کوئی پیغمبر، یا کسی مذہب کا بانی ایسا نہیں ہے جس کی اخلاقی زندگی کا ہر پہلو، ہمارے سامنے اس طرح بے نقاب ہو، گویا وہ خود ہمارے سامنے موجود ہے۔ تورات کے پیغمبروں میں سے کون سا ایسا پیغمبر ہے جس کے اخلاقی کمالات ہمارے علم میں ہیں......

حضرت نوح سے لے کر حضرت موسٰے علیہ السّلام تک توراۃ کے ایک ایک پیغمبر پر نگاہ ڈال جاؤ۔ اُن کی معصوم زندگی کے حالات کی کتنی سطریں ہمارے سامنے ہیں؟ اور کیا ان کی اخلاقی تشکل و صورت دُنیا کے سامنے کبھی موجود رہی؟

حضرت عیسٰے علیہ السّلام کی تینتیس برس کی زندگی میں سے فقط تین برس کا حال ہم کو معلوم ہے۔ اور ان تین برس کے حالات میں سے بھی معجزات کے سوا عام حالات بہت کم معلوم ہیں۔ اِس صورت میں کیا ہم کہ سکتے ہیں کہ ان کی اخلاقی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہیں ہے۔ ان انبیاء علیہم السّلام کے علاوہ ہندوستان ایران اور چین کے بانیانِ مذاہب کی اخلاقی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہو، تو معلوم ہوگا کہ اس کے لئے دنیا میں کوئی سامان ہی موجود نہیں۔ کیونکہ اُن کی

Marfat.com

اخلاقی زندگی کے ہر پہلو پر ناواقفیت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ صرف اسلام ہی کے ایک مُعلّم کی زندگی ایسی ہے جس کا حرف حرف دنیا میں محفوظ ہے، اور سب کو معلوم ہے۔ اور بقول باسورتھ اسمتھ:-

"یہاں (سیرت محمدی) پورے دن کی روشنی ہے جس میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا ہر پہلو روزِ روشن کی طرح نمایاں ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ کا حکم تھا کہ میرے ہر قول اور ہر عمل کو دوسروں تک پہنچاؤ محرمانِ راز کو اجازت تھی کہ جو کچھ مجھے خلوت (تنہائی) میں کرتے دیکھو اُسے جلوت میں بیان کرو، جو حجرہ میں کہتے سُنو، اُس کو چھتوں پر چڑھ کر پکارو،

اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ...... الخ سیرت النبی ص ۳۵

(نوٹ) یہ مضمون ناتمام چھوڑ دیا گیا۔ ناظرین سیرت النبیؐ میں دیکھ لیں۔

محمدؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بے پردہ زندگی، دوست دشمن، اور اپنے بیگانے کے لئے غور و فکر کی صلائے عام ہے۔ اللہ کی روشن دلیل اور قدرت کا کرشمۂ ناز ہے جس کو دیکھ کر ہر عقلمند انسان تعریف کرنے پہ مجبور ہے۔ بیان ہو چکا ہے کہ لفظ تحمل کا ایک معنی قضاء الحق بھی ہے۔ جس کا مطلب کمال کی انتہا پر پہنچنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نام پاک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ختم نبوت کا معنی بھی موجود ہے، قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں اس نام کا چرچا ہونے کے باوجود خدا کی حکمت ایسی ہوئی کہ یہ نام کسی کو نصیب نہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کے ظہورِ قدسی کا زمانہ قریب آیا تو نجومیوں، کاہنوں، اور اہل کتاب کے علماء

نے اس نام کو بہت مشہور کر دیا۔ بعض لوگوں نے اِس خوشی کی توقع میں اپنے بیٹوں کا نام محمدؐ رکھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ چھ ہیں، اور بعض نے سات اور زیادہ نام بھی گنے ہیں۔ مگر اللہ کی حفاظت دیکھئے کہ ان میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہ کیا

اَحْمَدُ - اِس بات میں بعض عُلماء نے اختلاف کیا ہے کہ آپؐ کا ذاتی نام احمد ہے، یا مُحمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہے۔ اور یہ کہ توراۃ میں آپؐ کا نام احمد تھا یا مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) حافظ ابن قیمؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں۔ اَحْمَدُ اسم تفضیل ہے جو فاعل مفعول دونوں کے معنی میں آتا ہے۔ اگر اسم فاعل کے معنی پر ہو تو یُوں ہے حَمْدُهٗ لِلّٰهِ اَكْثَرُ مِنْ حَمْدِ غَيْرِهٖ لَهٗ یعنی جتنی خدا کی تعریف آپؐ نے کی ہے اُتنی دُوسرا کوئی نہیں کر سکا، اور اسم مفعول کے معنی پر یُوں آئے گا اَحَقُّ النَّاسِ وَ اَوْلَاهُمْ بِاَنْ يُّحْمَدَ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ تعریف کے حق دار اور مستحق ہیں۔ اِس صورت میں احمد اور مُحمّدؐ کا معنی ایک ہو جائے گا۔ پھر فرق یہ ہے کہ مُحمّدؐ وُہ ہیں جن میں قابلِ تعریف عادتیں بہت زیادہ ہوں، اور احمد وہ ہیں جن کی سب سے اعلےٰ اور بہتر تعریف کی جائے۔ اب دونو مبارک ناموں کا مجموعی مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ تعریف کے حق دار، اور سب سے اچھی تعریف کے حق دار آپؐ ہیں۔

مُتَوَکِّلٌ - اِس لئے کہ اللہ کا دین قائم کرنے میں آپؐ کو اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں تھا۔

مَاحِیْ - اِس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے کُفر کو آپؐ کے ذریعہ سے مٹایا۔ کیونکہ آپؐ کی بعثت کے وقت دُنیا بُت پرستوں ستارہ پرستوں۔ یہود۔ نصارٰی۔ دہریہ وغیرہ

Marfat.com

سے پُر تھی۔ پھر آپؐ کی دعوت وہاں تک پہنچی جہاں تک سورج چمکتا ہے۔

حَاشِرٌ۔ اس لئے کہ آپؐ کے بعد جلدی ہی قیامت آجائے گی۔ گویا کہ آپؐ کی تشریف آوری حشر کے لئے تھی۔ حشر کے معنی اکٹھا کرنا۔

عَاقِبٌ۔ اس لئے کہ آپؐ سب نبیوں کے بعد تشریف لائے یعنی خاتم النبیین

مُقَفِّیْ۔ اس لئے کہ آپؐ سب کے بعد آئے۔ فَکَانَ خَاتِمَھُمْ وَاٰخِرَھُمْ

نَبِیُّ التَّوْبَۃِ۔ توبہ کے نبی۔ کیونکہ آپؐ پر ایمان لانا ہی کفر سے توبہ ہے اور اس لئے کہ آپؐ کی اُمت کی توبہ آسان ہے۔

نَبِیُّ الْمَلْحَمَۃِ۔ اس لئے کہ آپؐ کو کُفّار سے جہاد کا حکم ملا ہے۔ جتنا جہاد آپؐ نے اور آپؐ کی اُمت نے کیا ہے۔ اُتنا کسی نبی اور کسی اُمت نے نہیں کیا۔

نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ۔ رحمت کے نبی۔ ایمان والوں کو تو بہت بڑی رحمت نصیب ہوئی۔ کفار نے بھی آپؐ کے عہد و پیمان میں امن سے زندگی گزاری، اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دین تمام قوموں، بلکہ تمام دُنیا کے حق میں رحمت ہے۔

اَلْفَاتِحُ۔ ہدایت کا دروازہ۔ اندھی آنکھیں، بہرے کان۔ پتھر دل، کفار کے علاوہ جنت کا دروازہ۔ علم نافع اور عملِ صالح کے اصول آپؐ کی برکت سے کھُلے۔

اَلْاَمِیْنُ۔ اس لئے کہ وحی اور دین کی امانت آپؐ کے سپرد کی گئی۔ آپؐ زمین آسمان والوں کے امین ہیں۔

اَلضَّحُوْکُ۔ اَلْقَتَّالُ۔ یہ دو نام اکٹھے آتے ہیں۔ ایمان والوں سے خندہ پیشانی۔ کافروں سے لڑنے والے۔

اَلْبَشِیْرُ۔ نیک لوگوں کو خوشخبری سُنانے والے۔

Marfat.com

اَلنَّذِیْرُ۔ بدوں کو ڈرانے والے۔
عَبْدُ اللّٰہ۔ اِس کا بیان ہو چکا ہے۔
اَلسِّرَاجُ الْمُنِیْرُ۔ روشنی دینے والا چراغ۔

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

حافظ ابنِ قیم فرماتے ہیں:۔ سُورج گرمی دیتا ہے اور جلاتا ہے اِس لئے وہ سِرَاجًا وَّھَّاجًا ہے۔ اور سِرَاجًا مُّنِیْرًا وہ ہے جس کی روشنی میں گرمی، تپش اور جلن نہ ہو۔ روشنی اور نور کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں مزید وضاحت کے لئے امام فخر الدین رازیؒ کا ایک مضمون پڑھ لیجئے۔

اَللہ کا نُور کیا چیز ہے؟

سوال:۔ کیا خداوند تعالیٰ کو نُور کہا جا سکتا ہے؟ حالانکہ قرآن کریم میں ہے اَللہ زمین آسمان کا نُور ہے۔ اور حدیث میں بھی روایت ہے کہ عبدُ اللہ بن عمرؓ کو کسی نے کہا آپ کہتے ہیں کہ بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ اَللہ نے ساری مخلُوق کو اندھیرے میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنا نُور ڈالا۔ جسے وُہ نُور نہ پہنچ گیا وہ ہدایت پا گیا، اور جسے نہ ملا وُہ گمراہ ہوُا، قرآن کی آیت سے معلوم ہوُا کہ اَللہ خود نُور ہے، اور حدیث سے معلوم ہوُا کہ اللہ کا نُور ہے، نُور کی حقیقت کیا ہے؟

Marfat.com

جواب :- خداوند تعالیٰ کو نُور یعنی روشنی کہنا باطل ہے۔ کیونکہ روشنی، یا تو خود جسم ہے۔ یا جسم کے اندر کوئی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نہ جسم ہے، نہ جسمانی کیفیت ہے۔ اس لئے وہ نُور نہیں ہو سکتا۔ یعنی عربی زبان میں نُور کا معنیٰ صرف روشنی ہے، اور روشنی کی حقیقت میں سائنسدانوں کا اختلاف ہے، کہ روشنی خود کوئی جسم ہے، یا جسمانی کیفیت ہے۔ اِس لئے خداوند تعالیٰ نُور نہیں ہو سکتا۔ دُوسری دلیل یہ ہے کہ نُور یعنی روشنی اندھیرے کی ضد ہے، اور خداوند تعالیٰ کی کوئی ضد نہیں۔ اس لئے وہ نُور نہیں ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ روشنی آتی جاتی چیز ہے۔ خداوند تعالیٰ ایسے نہیں ہیں۔

پھر قرآن میں جو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کو نُور کہا ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت متشابہات میں سے ہے دلیل اس کی یہی عقلی دلائل ہیں جو بیان ہو چکے ہیں، اور یہ دلیل بھی ہے کہ اِسی آیت میں مثل نورہٖ کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نُور کا مالک ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ خود نُور نہیں ہے بلکہ نُور کو پیدا کرنے والا ہے۔ اب سوال یہ ہے، کہ خداوند تعالیٰ اگر نُور نہیں ہے تو قرآن میں اُسے نُور کیوں کہا گیا؟

اِس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بعض قاریوں نے یُوں پڑھا ہے۔ لِلّٰہِ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یعنی اللہ کی ملکیت ہے نُور زمین آسمان کا،

۲۔ اللہ روشنیوں کو روشن کرنے والا ہے۔ اِس مناسبت سے اسے نُور کہ دیا گیا

۳۔ تمام جہان کے اِنتظامات اللہ کی حکمت سے قائم ہیں۔ اور جو شخص بہتری کا انتظام کرے۔ اچھے کاموں کی کوشش کرتا ہو۔ اُسے نُور۔ اُجالا، روشنی

Marfat.com

کہا جاتا ہے - چنانچہ کہتے ہیں فلاں شخص اِس شہر کا نور ہے - یعنی نیکی پھیلانے والا ہے
۴- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بندوں کو ایمان ہدایت اور معرفت عطا فرمائی
اور یہ چیزیں نور ہیں - چنانچہ اسی آیت میں ہے یَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ
مَن يَشَاءُ یعنی اللہ اپنی معرفت اور پہچان جسے چاہے عطا فرماتا ہے - اور
حدیث میں یہ مضمون یعنی نور کا معنی ہدایت بہت ہے -

پہلی حدیث :- آپؐ فرماتے ہیں مومن کی دانائی اور فراست یعنی زیرکی
سے بچو - کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے -

دوسری حدیث :- آپؐ فرماتے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ
عقل مند کون ہے ؟ صحابہ رضؓ نے عرض کی اللہ اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں ;
فرمایا - زیادہ ہوشیار وہ ہے جو موت کو بہت یاد کرے ، اور اس کے لئے
خوب تیاری کرے - صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ اِس کی ظاہری پہچان اور
نشانی بھی ہے ؟ فرمایا - ہاں - دُنیا سے کنارہ کرنا جو دھوکے کی جگہ ہے ، اور
ہمیشہ کے گھر کی طرف جھک جانا ، دِل لگانا - نور جب سینے میں داخل ہوتا
ہے تو سینہ کھل جاتا ہے ، اور موت آنے سے پہلے انسان اس کے لئے تیار
ہو جاتا ہے -

تیسری حدیث :- آپؐ نے یہ آیت پڑھی اَفَمَن شَرَحَ اللّٰهُ (الآیۃ)
جس کا سینہ اللہ نے اِسلام کے لئے کھول دیا - اُس کو اللہ کی طرف سے نور
مل گیا - عبداللہ بن مسعود رضؓ نے پوچھا سینہ کس طرح کھلتا ہے ؟ فرمایا نور جب
سینہ میں داخل ہوتا ہے تو - (اوپر والی حدیث کی طرح ہے)

Marfat.com

چوتھی حدیث:۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جارہے تھے راستہ میں۔ آپؐ کو حارثہ رضؓ ملے، آپؐ نے فرمایا حارثہ تمہارا کیا حال ہے؟ عرض کیا اللہ کی قسم میں سچا مومن بن گیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سوچ کر بول کیا کہتا ہے؟ ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ حارثہ رضؓ نے عرض کیا۔ میں نے اپنے نفس کو دنیا میں سے پہچان لیا۔ میں رات جاگتا ہوں، دن بھر روزہ سے بھوکا پیاسا رہتا ہوں، اور حالت یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کا عرش مجھے سامنے نظر آرہا ہے۔ اور گویا کہ اہلِ جنّت کو جنّت میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ خوشی کی ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ اور گویا کہ میں دوزخ والوں کو دیکھ رہا ہوں اور وہ اس میں چلّا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو ٹھیک سمجھا۔ پکّا ہو جا۔ پھر آپؐ نے فرمایا، جو شخص ایسے مرد کو دیکھنا چاہے جس کے دل میں اللہ نے ایمان کا نور ڈال دیا تو وہ اس کو دیکھ لے۔

حضرت حارثہ رضؓ نے عرض کیا حضورؐ میرے لئے شہادت نصیب ہونے کی دُعا فرمائیے! آپؐ نے دُعا فرمادی۔ اس کے بعد جہاد کا اعلان ہُوا تو سب سے پہلے حضرت حارثہ رضؓ شہید ہوئے۔

پانچویں حدیث:۔ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپؐ نے اُوپر کی طرف سے کوئی آواز سُنی۔ آپؐ نے سر اُٹھا کر اُوپر کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ آسمان کا یہ دروازہ آج پہلی بار کھلا ہے۔ پھر ایک فرشتہ نے آکر پیغام دیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی منائیے دو نوروں کی جو آپؐ سے پہلے کسی کو نہیں ملے۔

Marfat.com

سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا آخری حصّہ ۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (الآیۃ)

چھٹی حدیث :۔ آپؐ فرماتے ہیں، قیامت کے دن مومن جب پُلصراط سے گزرے گا تو دوزخ کی آگ اس کو کہے گی ۔ اے مومن جلدی سے گزر جا، کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی ۔

ساتویں حدیث :۔ آپؐ صبح و شام دُعا فرماتے تھے ۔ اے اللہ! ہم تیرے حکم سے صبح اور شام کرتے ہیں ۔ تیرے حکم پر جیتے مرتے ہیں، اور تیری طرف مر کر جینا ہے ۔ اے اللہ! آج جتنی بھلائیاں تو تقسیم کرے گا، نور ہو، جس سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے ۔ یا رحمت جس کو تو بکھیرتا ہے، یا رزق جو کشادہ دیتا ہے، یا بیماری جسے تو دُور کرتا ہے، یا بلائیں جن کو دفع کرتا ہے، یا دکھ دینے والی چیز جسے تو اُٹھا لیتا ہے، یا کوئی فتنہ جس کو تو پھیر لیتا ہے، ان سب بھلائیوں میں میرا حصّہ سب سے زیادہ کرنا ۔

آٹھویں حدیث :۔ کسی نے پُوچھا جنّتی کون ہیں ؟ فرمایا جنّتی وہ ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے، اور کپڑے میلے رہتے تھے (دنیا میں آخرت کے خوف نے جسم کی فکر بھلا دی تھی) اگر ان میں سے کسی ایک شخص کا نور تقسیم کیا جائے تو ساری دُنیا کو کافی ہو جائے ۔

نویں حدیث :۔ اہلِ جنّت وہ ہیں، جن کے بال بکھرے ہوئے، پریشان گرد و غبار پڑی ہوئی ۔ دو پُرانی چادروں میں لپٹے ہوئے ۔ اگر کسی افسر کو ملنے جائیں تو اجازت ملاقات کی نہ ملے ۔ نکاح کا پیغام بھیجیں تو نامنظور کیا جائے، جب بات کریں تو کوئی نہ سُنے، ان کی ضرورتیں ان کے سینہ میں تڑپتی پھڑکتی

Marfat.com

رہتی ہیں اُن کا نُور اگر تقسیم کیا جائے تو سب دُنیا والوں کو کافی ہو جائے۔

(نوٹ) نفس پرور، آرام طلب، دین کی فکر سے آزاد لوگ ان باتوں کو فضول سمجھتے ہیں۔ اگر زندگی میں ایک بار جہاد کی توفیق ہوتی تو مسئلہ حل ہو جاتا۔

دسویں حدیث:- انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرا نُور میری ہدایت ہے ...... الخ

گیارھویں حدیث:- آپؐ دُعا مانگتے تھے۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات کی جو پُورے ہیں، اور اللہ کے نُور کی جس سے زمین چمک گئی، اور اندھیرے دُور ہوئے ...... الخ

بارھویں حدیث:- آپؐ دُعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! میرے دل میں، کان اور آنکھ میں نُور پیدا کر دے۔

ناظرین! یہ سوال جواب اور بارہ حدیثیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر صفحہ ۹۵ مسائل بِسْمِ اللّٰہ باب ۴ میں بیان کئے ہیں۔ ان حدیثوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:-

۱۔ نُور کے معنی، ایمان، ہدایت، اور اللہ کی پہچان ہے۔ قرآن و حدیث میں یہ استعمال بہت زیادہ ہے۔

۲۔ اللہ کا نُور جب مومن کے سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھُل جاتا ہے یعنی گندے اخلاق، کمینہ عادتیں اور نفس کی میل کچیل دُور ہو جاتی ہے۔

۳۔ اللہ کا پیدا کیا ہوا نُور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو آخرت پر یقینِ کامل نصیب ہوتا ہے۔ دُنیا کی چیزوں میں شک محسوس ہوتا ہے۔ آخرت بے شک

Marfat.com

نظر آتی ہے۔

۴۔ قرآن بھی نور ہے۔

۵۔ یہی نور دوزخ کی آگ کو بجھانے والی چیز ہے۔

۶۔ یہ نور انسان کو جسم کے تقاضوں سے غافل کر دیتا ہے۔

۷۔ دسویں حدیث قدسی تو بالکل صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کا نور اس کی ہدایت کا نام ہے۔

۸۔ اس کے مقابلہ میں اندھیرا کفر کا نام ہے۔

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا مانگتے تھے، اے اللہ! میرے دل میں میری آنکھوں میں، میرے کانوں میں، میری دائیں بائیں طرف اور اوپر نیچے اور آگے پیچھے سب نور بنا دے، اور مجھے نور عطا کر۔ بعض روایتوں میں ہے۔ میری زبان میں نور، اور پٹھوں میں نور، میرے گوشت، خون، بال، اور جلد میں نور بنا دے۔ میرے نفس میں نور پیدا کر، اور مجھے بہت بڑا نور عطا کر۔ مشکوٰۃ ص ۱۰۶

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نور ہدایت کی دعا ہے۔ یعنی اے اللہ! مجھ کو سراسر ہدایت اور روشنی بنا دے۔ بے شک کسی صحابی نے خوب کہا تھا،

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ

بے شک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نور ہیں جس سے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

قَالَ الْعُلَمَاءُ سَأَلَ النُّوْرَ فِیْ اَعْضَائِهٖ وَجِهَاتِهٖ وَالْمُرَادُ بِهٖ بَیَانُ الْحَقِّ وَضِیَائُهٗ وَالْهِدَایَةُ اِلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ علماء نے کہا ہے کہ آپؐ نے اللہ سے تمام اعضا اور سب طرفوں میں نور کا سوال کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے خداوند تعالیٰ سے حق بیان کرنے، اور حق کی روشنی دینے اور حق کی طرف ہدایت کرنے کی دُعا مانگی۔ معلوم ہوا کہ سارے بدن میں نور پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کی جائے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہی کہا ہے۔ کُلُّ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ رَاجِعَةٌ اِلَی الْهِدَایَةِ وَالْبَیَانِ وَضِیَاءِ الْحَقِّ۔ (حدیث نور)

امام نووی اسی باب کی دُوسری حدیث اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"اس کا معنیٰ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ زمین آسمان کے نور کو پیدا کرنے والا ہے۔ ابُوعبید نے کہا ہے کہ تیرے نور سے زمین آسمان والے راستہ دیکھتے ہیں۔ خطابی نے اللہ کے نام النُّوْرُ کی تفسیر میں کہا ہے۔ النُّوْرُ وہ ہے جس کی روشنی سے اندھے بینا ہو جائیں۔ جس کی رہنمائی سے گمراہ سیدھے راستہ پر آجائیں اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مطلب بھی یہی ہے کہ زمین آسمان کی تمام روشنی اللہ نے پیدا کی ہے۔ اور نور کے معنی نور والا بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں کہ اللہ کو نور کہا جائے کیونکہ اللہ تو نور کا خالق ہے۔ پیدا کرنے والا ہے۔" (نووی شرح صحیح مسلم ص۲۶۲)

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح باب الایمان بالقدر میں فرماتے ہیں:۔ اللہ کے نور سے مراد عقلی اور نقلی دلائل ہیں۔ اور ہدایت (خلاصہ) ص۱۱۱ شرح مشکوٰۃ فارسی

نیز شیخ نے حدیثِ نور کی شرح میں نور سے مراد خیر و طاعت لی ہے ص۵۴۶ ج۱

نیز فرماتے ہیں۔ نور یعنی روشنی وہ چیز ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر کرے، یعنی خداوند تعالیٰ کو نور اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ خود ظاہر ہے، اور ہر چیز کو عدم سے وجود میں لاتا ہے ص۵۵۳ ج۱

نیز شیخ نے مشکوٰۃ کی عربی شرح میں بھی یہی معنیٰ لکھا ہے۔ مطلب یہ کہ سارے جہان کی رونق اللہ سے ہے۔

شاہ عبدالقادر رح موضح القرآن آیت نور میں فرماتے ہیں، اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین آسمان کی۔

علامہ بیضاوی نے آیتِ نور کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ:۔

اَلنُّوْرُ فِی الْاَصْلِ کَیْفِیَّۃٌ تُدْرِکُھَا الْبَاصِرَۃُ ...... وَھُوَ بِھٰذَا الْمَعْنٰی لَا یَصِحُّ اِطْلَاقُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی .... الخ

ترجمہ:۔ نور ایک کیفیت ہے جسے آنکھ دیکھ سکتی ہے، اور یہ نور کا لفظ خداوند تعالیٰ پر نہیں بولا جا سکتا۔ لیکن اضافت کی صورت میں یعنی نور والا نور کا مالک، یا اس کے معنی ہیں روشن کرنے والا۔ اللہ نے روشنی ستاروں سے کی ہے، یا فرشتوں سے، یا انبیاء سے۔ یعنی روشنی کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری روشنی ستاروں سے ہوتی ہے، اور باطنی روشنی فرشتوں اور نبیوں سے ہے. .... پھر یہ نور کسی چیز کا اپنا

Marfat.com

ذاتی نہیں ہے، بلکہ خداوند تعالیٰ بلا واسطہ عطا فرماتے ہیں، یعنی نورِ فطرت اور فرشتوں پیغمبروں کے واسطہ سے بھی ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں اور نبیوں کو بھی نور کہا جاتا ہے۔ یعنی نورِ ہدایت۔ اسی کے قریب ہے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول کہ انہوں نے نور کا معنی ہادی بیان کیا ہے"

(تفسیر بیضاوی شریف آیت نور)

حضرت مُلّا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں باب القدر کی حدیث اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ خَلْقَہٗ فِی ظُلْمَۃٍ فَاَلْقٰی عَلَیْہِمْ مِنْ نُوْرِہٖ کی شرح میں فرماتے ہیں، ترجمہ:۔ اللہ کے نور سے مراد دلیلیں اور شہادتیں، اور معجزات اور ڈرانے والے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو لوگ جہالت کے جنگل میں گمراہی کے اندھیروں میں پڑے رہتے، اور بعض نے کہا ہے کہ اندھیرے کا مطلب حرص، حسد، تکبر وغیرہ بُری عادتیں اور گندے اخلاق ہیں۔ اور نور کا مطلب اللہ کی توفیق اور ہدایت ہے، بعض نے کہا ہے کہ اندھیرے کا مطلب جہالت ہے۔ اور نور کا مطلب معرفت اور خدا کی پہچان ہے۔ مرقاۃ ص۱۴۶

ناظرین! اللہ کے نور کا مطلب جیسا کہ معلوم ہو چکا بزرگانِ دین کے نزدیک یہ ہے۔ ہدایت، نیکی، علم، یقین۔ پاکیزہ اخلاق۔

اور نور پھیلانے والے یہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ۔ فرشتے، انبیاء، علماءِ دین اور صالحین یعنی اولیاء اللہ۔ مگر ہمارے زمانہ کا واعظ پہلے خداوند تعالیٰ کو نور کہتا ہے۔ پھر اس پر یہ عمارت کھڑی کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، اللہ کے نور سے جدا ہُوا۔ اس لئے اصل میں دونو ایک ہیں۔ پھر اس بناوٹی اور فرضی داستان

Marfat.com

کو ایسی عام فریب مثالوں، کہانیوں، جھوٹی روایتوں سے سجا لیتا ہے کہ سُننے والوں کا نورِ ایمان، حیرانی اور جہالت، وہم، وسواس کُفر و شرک کے اندھیروں میں ڈوب کر ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے بھی ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا

آپ پڑھ چکے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نور نہیں بلکہ نُور اُس کی ایک مخلوق ہے۔ اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی مجازاً نور کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں وہ خود نُور نہیں ہیں۔ بلکہ نُور ان کا فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دُعا مانگتے تھے، اَے اللہ! میرے دِل میں، میری آنکھوں میں، میرے کانوں میں، میرے ہر طرف اور میرے گوشت خون، رگوں پٹھوں اور بال بال میں نُور پیدا کر۔ یعنی میرے بال بال سے لوگوں کو نورِ ہدایت نصیب ہو۔ چنانچہ یہ دُعا قبول ہوئی، اور آپؐ کا وجودِ مبارک تمام کا تمام نورِ ایمان، نورِ یقین، نُورِ ہدایت کا باعث بنا۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

مناسب معلوم ہُوا کہ یہاں نُور والی دُعا پوری لکھ دی جائے۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تہجّد کے بعد یہ دُعا پابندی سے پڑھے اس کو برکاتِ رُوحانی حاصل ہوں گی۔ بحوالہ عوارف المعارف شیخ سہروردیؒ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ وَ

الٰہی! مَیں تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں، جس سے تُو میرے دِل کو ہدایت کرے، اور

تَجْمَعُ بِهَآ اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِیْ وَتُصْلِحُ بِهَا غَآئِبِیْ

جس سے تُو میرے سب کام سمیٹ دے، اور جس سے تُو میری پریشانی کو جمع کر دے، اور جس سے تو میری پوشیدہ چیز کو

وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ وَتُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُلْهِمُنِیْ بِهَا

اور جس سے تُو میری حاضر چیز کو بلند کر دے، اور جس سے تُو میرے عمل کو پاک کر دے۔ اور جس سے تو میری بھلا

رُشْدِیْ وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ کُلِّ سُوْٓءٍ

دل میں ڈال دے۔ اور جس سے تُو میری اُلفت کو واپس پھیر دے۔ اور جس سے تُو مجھے ہر بُرائی سے بچائے

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْٓ اِیْمَانًا وَّ یَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ کُفْرٌ۔ وَرَحْمَةً

الٰہی! مجھے ایمان ویقین عطا فرما، جس کے بعد کُفر نہ ہو، اور ایسی رحمت

اَنَالُ بِهَا شَرَفَ کَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ

بخش جس سے مَیں دُنیا و آخرت میں تیری بخشش کی عزّت حاصل کروں۔ الٰہی!

اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَآءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَآءِ۔ وَ

مَیں تجھ سے فیصلہ تقدیر میں کامیابی، اور شہیدوں کی مہمانی، اور

عَیْشَ السُّعَدَآءِ۔ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَآءِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ

نیک بختوں کی زندگی، اور دشمنوں پر فتح مانگتا ہُوں۔ الٰہی مَیں اپنی

اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِیْ وَاِنْ قَصُرَ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَمَلِیْ

حاجت تیرے آگے پیش کرتا ہُوں اور اگرچہ میری سمجھ کوتاہ اور میرا عمل کمزور ہے،

اَفْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ فَاَسْئَلُكَ یَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ وَ یَا

مَیں تیری رحمت کا محتاج ہُوں، سو تجھ سے مانگتا ہُوں اے کاموں کے پُورا کرنے والے،

شَافِیَ الصُّدُوْرِ کَمَا تُجِیْرُ بَیْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ

سینوں کو شفا دینے والے جیسے تو سمندروں میں بچاتا ہے کہ تُو مجھے بھی دوزخ کے

عَذَابِ السَّعِیْرِ۔ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ

عذاب سے، اور ہلاکت کی پکار سے اور قبروں کے فتنہ سے بچا

اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَاْیِیْ۔ وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِیَّتِیْ۔ وَلَمْ تَبْلُغْهُ

الٰہی! جو بھلائی کہ اس سے میری عقل کوتاہ ہے اور اس تک میری نیت نہیں پہنچی اور نہ میرا

Marfat.com

مَسْئَلَتِیْ مِنْ خَیْرٍ وَّعَدْتَہٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوْ خَیْرٍ

سوال وہاں تک پہنچتا ہے، خواہ اس بھلائی کا تونے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہے یا

اَنْتَ مُعْطِیْہِ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِكَ فَاِنِّیْٓ اَرْغَبُ اِلَیْكَ فِیْہِ

اس بھلائی کو تو اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو دینے والا ہے۔ تو بے شک اس میں میری رغبت کے

وَاَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِیْدِ

اور تیری رحمت کے وسیلے سے میں تجھ سے مانگتا ہوں اے رب العالمین، اے میرے اللہ! مضبوط رسی والے

وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّۃَ یَوْمَ

اور محکم کام والے، میں تجھ سے عذاب کے وعدے کے دن امن مانگتا ہوں اور ہمیشہ رہنے والے دن

الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّھُوْدِ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِیْنَ

میں بہشت مانگتا ہوں قرب والوں کے ساتھ جو گواہی دینے والے ہیں، رکوع و سجدہ کرنے والے ہیں، اور وعدوں

بِالْعُھُوْدِ اِنَّكَ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ وَّاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ

کو پورا کرنے والے ہیں، بے شک تو ہی رحمت و محبت والا ہے اور تو ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الٰہی

اجْعَلْنَا ھَادِیْنَ مُھْتَدِیْنَ غَیْرَ ضَآلِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ سِلْمًا

ہم کو ہدایت دینے والے اور ہدایت پانے والے بنا، نہ ہم گمراہ ہونے والے ہوں نہ گمراہ کرنے والے، تیرے

لِّاَوْلِیَآئِكَ وَعَدُوًّا لِّاَعْدَآئِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ

دوستوں سے صلح کرنے والے ہوں اور تیرے دشمنوں کے دشمن، تیری محبت کے سبب اس سے محبت رکھیں

وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الدُّعَآءُ وَ

اور تیری عداوت کے باعث اس سے عداوت رکھیں جو تیرا مخالف ہو، الٰہی یہ ہے دعا، اور تیرا ہی کام

عَلَیْكَ الْاِجَابَۃُ وَھٰذَا الْجُھْدُ وَعَلَیْكَ التُّکْلَانُ اَللّٰھُمَّ

ہے قبول کرنا۔ اور یہ ہے کوشش اور تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ الٰہی

اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ بَیْنِ

میرے دل میں میرے ہی لئے نور پیدا کر دے اور نور میری قبر میں، ، نور میرے آگے

یَدَیَّ وَ نُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَ نُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَ نُوْرًا عَنْ

اور نور میرے پیچھے اور نور میری دائیں طرف اور نور میری بائیں

شِمَالِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَ نُوْرًا

طرف، اور نور میرے اوپر، اور نور میرے نیچے اور نور

فِیْ سَمْعِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ

میرے کان میں اور نور میری آنکھ میں اور نور میرے بالوں میں،

وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ

اور نور میری کھال میں اور نور میرے گوشت میں، اور نور میرے خون میں

وَ نُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ

اور نور میری ہڈیوں میں۔ الٰہی! میرے لئے نور بہت بڑا کر دے اور مجھے نور

نُوْرًا سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَ قَالَ بِهٖ سُبْحَانَ

عنایت فرما۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر اوڑھی اور اس کے ساتھ حکم کیا۔ پاک

الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَ تَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ

ہے وہ ذات جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور اس کے ساتھ بخشش کی، پاک ہے وہ ذات کہ بجز اس

التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی

کے کسی ذات کو پاکی سزاوار نہیں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے۔ پاک ہے وہ جو

الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○

بزرگی اور بخشش والا ہے، پاک ہے وہ جو صاحب جلال و عظمت ہے۔

Marfat.com

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نورِ محمدیؐ کا مطلب کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور۔ یہ ترکیبِ اضافی خود بخود بتا رہی ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں آپؐ کا نور۔ انصاف شرط ہے۔ میرا نور اور میں نور ان دونوں لفظوں میں کتنا فرق ہے، حدیث میں "میرا نور" تو موجود ہے لیکن میں نور ہوں کہیں نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ میرا نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی صفت یا حالت یا قوت ہے جسے آپؐ کا نور کہا گیا ہے۔ چنانچہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ راز کھول ہی دیا۔ مشکوٰۃ باب القدر کی حدیث اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَ فِیْ رِوَایَةٍ رُوْحِیْ وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ فَاِنَّ الْاَرْوَاحَ نُوْرَانِیَّةٌ اَیْ اَوَّلَ خَلَقَ اللّٰهُ مِنَ الْاَرْوَاحِ رُوْحِیْ۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا، اور یہ بھی آپؐ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میری روح پیدا کی۔ اور دونو باتوں کا مطلب ایک ہے کیونکہ روح سب نورانی ہیں (مطلب یہ کہ ہر روح نیکی کی طرف کشش کرتی ہے۔ بدی نفس کا اثر ہے) تو دونو حدیثوں کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے پہلے آپؐ کی روح انور پیدا ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوۃ جلد دوم کے پہلے صفحہ پر نور شریف کی بحث میں فرماتے ہیں:۔

"بلکہ مے گویند کہ روحِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درآں عالم مربی ارواحِ انبیاء بود"

ترجمہ :- بلکہ کہتے ہیں کہ حضورِ پُرنُور کی رُوح اُس روحانی دنیا میں انبیا علیہم السلام کی رُوحوں کی تربیت فرماتی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک بھی روح پاک سے مراد نُور ہے۔ اجالا کرنا بھی اس کا ایک کام ہے اس لئے اسے نُور کہنا بھی بجا ہے۔

حضرت مُلا علی قاری حنفی رح کے ارشاد اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نُور آپؐ کی رُوح مبارک ہے، اور یہی رُوح مقدّس منوّر مُطہّر تمام جہان سے پہلے پیدا ہوئی کل دنیا میں جتنے انوار و برکات ہیں چونکہ اسی رُوح مبارک سے پھیلے ہیں اس لئے اس کو نُور بھی کہا جا سکتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ یہ فقط نُور ہے۔ کیونکہ نور تو اس کا ایک جلوہ اور فیض ہے۔ اور آپؐ تو نُور پھیلانے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں آپؐ کو سِرَاجًا مُّنِيرًا کہا گیا۔ کیونکہ چراغ کا اپنا جسم زمینی اور خاکی ہوتا ہے۔ تیل اور بتّی بھی خاکی چیزیں ہیں مگر روشنی کرنا اس کا کام ہے اور نُور کے لفظ پر یہ لوگ اتنا زور کیوں دیتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو چاند کو بھی نُور فرمایا ہے۔ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا - حالانکہ چاند ایک مومن کے برابر بھی درجہ نہیں رکھتا۔ بلکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن چاند اور سُورج کو جہنّم میں ڈالا جائے گا۔ کسی مقصد کے لئے ہو۔ بہرحال نور کا لفظ قرآن و حدیث میں نہ کہیں بشریت کے مخالف آیا ہے نہ جسمانیت کا انکار کرتا ہے اس میں بڑی وُسعت ہے۔ ان لوگوں نے عربی نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے اس لفظ پہ زور دینا شروع کر دیا۔ حالانکہ بزرگانِ دین جس طرح آپؐ کی نُورانیت

Marfat.com

کے قائل ہیں اسی طرح آپؐ کی بشریت کے بھی قائل ہیں ملاحظہ ہو چراغ سُنّت صـ۱۸۴ تا صـ۱۸۸ اور یہ دونو عقیدے مل کر ایک مسلمان کا عقیدہ بنتے ہیں۔

مسئلہ بشریت پر مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات کی یہ عبارت خاص طور پہ قابلِ ذکر ہے زمزمی مکیؒ تہامی کی شرح میں فرماتے ہیں :-

" یہ صفات ایسی ہیں جن کا اعتقاد آپؐ کے حق میں رکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے سوا آپؐ کی پہچان نہیں ہو سکتی - پس اگر کوئی شخص کہے کہ آپؐ عربی نہ تھے، یا قریشی نہ تھے تو وہ شخص کافر ہے - اسی طرح جو شخص کہے کہ آپؐ مکہ معظمہ میں یا مدینہ منورہ میں نہیں رہتے تھے، یا مدینہ منورہ میں انتقال نہیں ہوا تو وہ بھی کافر ہے کیونکہ یہ آپؐ کی شخصیت کا انکار ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ آپؐ نطفہ سے نہیں پیدا ہوئے بلکہ عیسےٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی طرح پیدا ہوئے تو وہ بھی کافر ہے، (واضح رہے کہ یہاں قصور میں صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے یہی کلمات وعظ میں فرمائے ہیں) اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ آپؐ بشر اور آدمی نہ تھے تو علماء نے صاف لکھا ہے کہ یہ سب باتیں کہنے والا کافر ہے۔ آپ عربی ہیں، عدنانی، مضری ہیں کنانی ہیں۔ قریشی ہیں، ہاشمی ہیں۔ آپؐ محمدؐ ہیں عبداللہ کے بیٹے ہیں، عبدالمطلب کے پوتے ہیں صـ۲۲۲

واضح رہے کہ دلائل الخیرات کی یہ شرح اتنی معتبر ہے کہ حنفی فقہ کی معتبر کتاب فتاویٰ شامی میں اس کے حوالے دئے ہوئے ہیں جیسا کہ آپ اس رسالہ میں

بھی پڑھیں گے۔

کفار آپؐ کو صرف بشر مانتے تھے اور بریلوی صرف نور مانتے ہیں' آدھی بات اُنہوں نے چھوڑ دی۔ آدھی اِنہوں نے چھوڑ دی، اور مسلمان تو وہی ہے جو بزرگانِ دین کے عقیدہ کے مطابق آپؐ کو نُور بھی مانے بشر بھی مانے، اور یاد رکھو کہ ادب اس بات میں ہے جو ادب والے بزرگوں نے فرمائی ہے' ادب وہ نہیں ہے جو جاہلوں نے ردی کی آڑ بنا رکھا ہے۔ کیا اچھا ہو' کہ یہ لوگ حضرت امام مجدد الف ثانی کی تعلیم قبول کر لیں۔ ہمارا اور اُن کا سب جھگڑا ایک دن میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر مجدد رحؒ سے صاف انکار ہے تو گیارھویں والے پیر کو ثالث مان لیں' غنیۃ الطالبین جو زندہ تعلیم موجود ہے۔ اور بھائیو اگر بزرگوں کو ماننے سے انکار ہے تو تبرک شریف آپ کو نصیب ہو' ہم تو :-

ع ہم اس اُلفت سے باز آئے اُٹھا لو پاندان اپنا

نورِ محمدی کی پیدائش

شعر:- وصلّی اللّٰہ علیٰ نُورے کز و شد نُور ہا پیدا
زمیں از حُبّ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

سوال :- سب سے پہلے کیا تھا ؟

جواب :- حدیث میں آتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال یعنی بہت لمبی مُدت پہلے ساری مخلوقات کی تقدیر (اندازہ) لکھ دیا جب کہ اللّٰہ کا عرش پانی پر تھا۔ مشکوٰۃ باب القدر (مسلم شریف)

Marfat.com

یہ مضمون پارہ ۱۲ میں بھی موجود ہے۔

دوسری حدیث:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خداوند تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا۔ پھر اس کو فرمایا لکھ، اُس نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا میری تقدیر لکھ، پس قلم نے لکھ دیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ابد تک ہوگا معلوم ہوا، کہ عرش اور پانی قلمِ تقدیر سے پہلے ہیں۔

عرش سے مراد وہی عرش ہے جس کی جسامت اور بڑائی کا ذکر حدیثوں میں آتا ہے۔ فلاسفر جسے فلک الافلاک اور نواں آسمان کہتے ہیں، اور پانی سے مراد کوئی خاص پانی نہیں ہے، بلکہ یہی پانی جو ہمارے سامنے ہے۔ تفسیر روح المعانی نے پارہ ۱۲ رکوع اول میں اسی بات کو ترجیح دی ہے اور یہ کہ پانی عرشِ عظیم سے پہلے ہے۔ قرآن و حدیث اس جہان کی تاریخ پیدائش میں پانی سے پہلے کسی مادہ کا پتہ نہیں دیتے۔ صوفیہ کی تحقیق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے سب سے پہلے ایک جوہر پیدا کیا۔ پھر اس پر ہیبت ڈالی تو پانی پانی ہوگیا۔ اولیت کا مسئلہ آگے چلتا ہے۔ محققین علمائے کرام اور صوفیہ کا مسلک یہ ہے کہ عناصر میں پانی سب سے پہلے پیدا ہوا، اور افلاک اور اجرام علوی میں سب سے پہلے عرشِ عظیم پیدا ہوا۔ اسی طرح تمام قلموں سے پہلے تقدیر کا قلم ہے، لیکن مجردات یعنی ارواح و انوار اور ملائکہ وغیرہ تمام غیر مادی چیزوں میں سب سے پہلے نورِ محمدی پیدا ہوا۔ ان تمام چیزوں کو اپنے اپنے درجہ میں اولیت حاصل ہے۔ لیکن اولِ حقیقی یعنی سب سے پہلے حضورؐ کا نور یعنی رُوح مبارک ہے

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِيْ اَوَّلِ الْمَخْلُوْقَاتِ

وَحَاصِلُهَا...... اَنَّ اَوَّلَهَا النُّوْرُ الَّذِیْ خُلِقَ مِنْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ الْمَاءُ ثُمَّ الْعَرْشُ یعنی سب سے پہلے آپ کا نور یعنی روحِ مبارکہ پیدا ہوا، پھر پانی، پھر عرشِ عظیم مرقاۃ صفحہ ۱۲۲ باب الایمان بالقدر

اب یہاں تین باتیں ہیں :-

۱- یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے، آپ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد، بلکہ تمام نبیوں کے نبی ہیں۔

۲- یہ کہ آپ کو سب سے پہلے نبوت عطا ہوئی۔

۳- یہ کہ خداوند تعالیٰ نے ساری کائنات، زمین آسمان، سورج چاند، ملائکہ جنات، انسان، حیوان، درخت، پتھر، آگ، پانی، مٹی ہوا، ہر چیز کو آپ کے نور یعنی روحِ مبارک کے فیض سے پیدا کیا۔ ان تینوں باتوں پر نمبروار مختصر سی بحث آئے گی۔

۱- یہ کہ آپ نبیوں کے نبی ہیں۔ یہ اصول محققین نے سورۃ آل عمران کی اس آیت سے سمجھا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ ترجمہ :- اور وہ وقت یاد دلائیے جب کہ خداوند تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں جو تمہیں دنیا میں کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی عظیم الشان رسول تشریف لائیں (اور ان کی پہچان یہ ہے کہ) جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کو سچا کہیں تو ان پر ضرور ایمان لانا، اور ضرور ان کی مدد کرنا۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم نے اس بات کا اقرار کر لیا؟ میرا عہد اپنے

Marfat.com

ذمہ لے لیا۔ سب نبیوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا ہے۔ فرمایا۔ اس بات کی (دُنیا میں جا کر) شہادت دینا۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والا ہوں۔
(پارہ ۳ رکوع ۱۷)

ایک طرف تمام انبیاء علیہم السّلام کی جماعت ہے۔ دُوسری طرف ایک عظیم رسُول کا ذکر ہے جس کی آمد آمد کا چرچا اور غوغا ازل کے دن سے ہو رہا ہے رسُولٌ کے لفظ سے تعظیم و توقیر نکلتی ہے، اور ایمان و نصرت کے لفظ صاف موجود ہیں حقیقت یہ ہے کہ کوئی اُمتی اپنے رسُول کے ساتھ یہ تینوں باتیں درست کرے، یعنی تعظیم کرنا ایمان لانا۔ دین کی مدد کرنا۔ تو یہی تین باتیں ایک سچا مسلمان اور سچا اُمتی بننے کے لئے کافی ہیں۔ بلکہ انتہائی مطالبہ یہی ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السّلام سے خداوند تعالیٰ نے رسُولِ عظیم کے بارے میں اس طرز کا وعدہ لیا، جو اُمتوں سے نبیوں کے متعلق اور رعایا سے خلفائے کے متعلق لیا جاتا ہے۔ اور یہی طرزِ کلام اس بات کا غماز ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نبیٔ مُطلق، رسُولِ حقیقی اور نبی الانبیاء ہیں۔ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ پر غور کرنے سے یہ حقیقت زیادہ روشن نظر آئے گی۔

پہلی آسمانی کتابوں میں آپؐ کی تعریف اور ذکرِ خیر اس بات کی دلیل ہے کہ تمام انبیاء ہر زمانہ میں آپؐ پر ایمان بھی لائے، تعظیم و توقیر سے آپؐ کا ذکر کیا، اور اُمتوں کو آپؐ پر ایمان لانے کی نصیحت کرتے رہے۔ لیکن ایسا موقع صرف تین بار ہُوا کہ اللہ کے سارے نبی ایک جگہ جمع ہوں، اور وہاں ہمارے سیّد و سرور حضورِ پُرنور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سرداری ظاہر ہو۔ سب سے پہلے یہ عظیم الشان

Marfat.com

اِجتماع معراج کی رات بیت المقدس میں ہُوا - جہاں تمام انبیاء نے آپؐ کو امام بنایا - دُوسرا موقع میدانِ قیامت ہے، جہاں سارے انبیاء علیہم السّلام آپؐ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے - تیسرا موقع شفاعت کا وقت ہے - یہاں سب کے خطیب اور پیشوا آپؐ ہوں گے - دُنیا بھر کی تاریخ میں یہ اجتماع فقط تین بار ہُوا، اور ہر موقع پر آپؐ کی امامت سرداری اور پیشوائی ظاہر ہے - اِس لئے امام الانبیاء یا نبیوں کے سردار، نبیوں سے افضل، نبیوں کے خاتم ہونے میں تو شک نہیں ہو سکتا، البتہ نبی الانبیاء کے لفظ میں بعض علماء کو اختلاف ہے - گو حضراتِ علماء دیوبند کا مسلک یہی ہے کہ آپؐ نبی الانبیاء ہیں - تحذیر النّاس اور آبِ حیات وغیرہ رسائل قابلِ دید ہیں - حافظ تاج الدین سبکی، ابونعیم اصفہانی شیخ محی الدّین ابنِ عربی - امام رازی، ابنِ حجر مکّی، زرقانی وغیرہ کا مسلک یہی ہے؛

۲- سب سے پہلے پیغمبری آپؐ کو ملی -

اِس مسئلہ کے ثبوت میں روایتی دلائل بہت ہیں، اور علماء کا اِس میں کچھ اختلاف نہیں ہے - ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کسی نے پوچھا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپؐ کو نبوّت کب ملی؟ فرمایا اُس وقت ملی جب کہ آدم علیہ السّلام میں ابھی رُوح نہیں پھُونکی گئی تھی اس قسم کا مضمون کئی کتابوں میں موجود ہے - ایک روایت میں ہے کہ مَیں اللہ کے ہاں خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السّلام ابھی گارے کی شکل میں تھے - واضح ہو کہ یہ روایات تقریباً مُسلّم ہیں، حتےٰ کہ امام ابنِ قیّم کے شاگرد حافظ ابنِ رجب حنبلی نے لطائف المعارف میں ان روایات کو عقیدت و محبّت کے رنگ میں بیان کیا ہے - حضرت مولانا،

اشرف علی تھانوی رح اپنی کتاب نشر الطیب کی فصلِ دوم میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمر ابنِ خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوگئی تو انہوں نے خداوند تعالیٰ کی جناب میں دُعا کی، اے پروردگار! میں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر دُعا مانگتا ہوں کہ مجھے مُعاف فرما دے! خداوند تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم ع! تم نے مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پہچانا۔ عرض کیا، خداوندا! جب تُو نے مجھ کو پیدا کیا، اور مجھ میں رُوح پھُونکی تو مَیں نے سر اُٹھاتے ہی عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں نے سمجھ لیا یہی نام خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا تم ٹھیک سمجھے، اور تمہارا واسطہ منظور ہے۔ اگر مُحَمَّدٌ رسول اللہ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا

اِس روایت کو حافظ ابنِ تیمیہ رح نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن ان ہی جماعت کے بزرگ حافظ ابنِ رجب رح لطائف میں اِسے تسلیم کرتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی رح اور قاضی عیاض رح بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ نبوت کا منصب آپ ص کو تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے ملا ہے۔ تفسیر ابنِ ابی حاتم اور دلائل النبوت ابو نعیم میں آپ ص کا یہ ارشاد موجود ہے۔ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِى الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِى الْبَعْثِ

ترجمہ:- میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہُوا، اور سب کے آخر دُنیا میں بھیجا گیا

امام ابنِ عساکر نے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ ترجمہ:- یا مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم!

Marfat.com

اگر آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔

اس کے علاوہ صحیح روایات میں یہ بھی ثابت ہے کہ ختمِ نبوّت کا منصب بھی آپؐ کو تمام انبیاء کی پیدائش سے پہلے مِل چکا تھا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب الفضائل میں یہ حدیث موجود ہے۔

"میں اللہ کے ہاں خاتم النبیّین لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کیچڑ اور گارے کی صورت میں تھے"

مواہبِ لدنیہ میں یہ حدیث صحیح مسلم کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ مگر مسلم کے موجودہ نسخوں میں نہیں ہے۔ شاید نسخے مختلف ہیں۔ بہرحال دُوسری کتابوں میں موجود ہے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرح مشکوٰۃ فارسی میں ایک سوال پیدا کرتے ہیں کہ پہلے نبی بننے سے کیا مُراد ہے؟ اگر یہ سمجھا جائے کہ آپؐ اللہ کے علم میں نبی بن چکے تھے تو یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے علم میں تو تمام انبیاء علیہم السّلام کو پیغمبری مِل چکی تھی۔ اور اگر پیغمبری ملنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے پیغمبری کا کام شروع کر دیا تھا تو یہ بات دُنیا میں آنے سے پہلے کیسے ہو سکتی ہے؟ جواب میں فرماتے ہیں کہ آپؐ کی جسمانی پیدائش سے پہلے پہلے آپؐ کی پیغمبری کا، فرشتوں اور تمام رُوحوں میں اعلان کیا گیا تھا چنانچہ عرش پر، اور تمام آسمانوں پر، جنت کے محلات پر۔ جنت کی حوروں کے سینہ پر۔ جنت کے درختوں کے پتوں پر۔ طوبیٰ کے پتوں پر فرشتوں کی پیشانی پر آپؐ کا نام مبارک مُحَمَّد لکھ دیا گیا صفحہ ۱۹۹/۲ صلی اللہ علیہ وسلّم

نُورِ مُحمّدی کی اوّلیت کے مُتعلق واضح ترین روایت وُہ ہے جو جنگِ تبُوک سے

Marfat.com

واپسی کے موقع پر آپؐ کے چچا حضرت سیدنا عباسؓ نے اشعار کی صورت میں محفل شریف میں بیان کی تھی۔ یہ مشہور و معروف قصیدہ ہے جس کو ابُوبکر شافعی نے غیلانیات میں، نیز طبرانی نے، نیز حافظ عبدالبرؒ نے استیعاب میں بذیل ترجمہ خریم بن اوس بن حارثہ، اور ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں، حتیٰ کہ امام ابنِ قیم نے زاد المعاد کی جلد ثالث صہ۱ میں، اور مولانا اشرف علی تھانویؒ نے نشر الطیب کی فصل اوّل میں بیان کیا ہے۔

شعر:- ۱- مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ترجمہ:- آپؐ دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے جنت کے درختوں کے سایہ میں خوشحال تھے، اور اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام منع کئے ہوئے درخت کو کھانے کی وجہ سے لباسِ جنت سے برہنہ ہو کر اپنے بدن کو درختوں کے پتے جوڑ جوڑ کر ڈھانک رہے تھے۔ آپؐ حضرت آدمؑ کی پُشت میں تھے۔

۲- ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ

پھر آپؐ وہاں سے اُتر کر (آدم علیہ السلام کے ذریعہ سے) زمین پر تشریف لائے مگر اُس وقت آپؐ نہ تو بشر تھے نہ گوشت کا لوتھڑا، نہ جما ہُوا خُون۔ یعنی ماں کے پیٹ میں بچّہ پر جو حالتیں گزرتی ہیں، جن کے بعد آدمی اور بشر بنتا ہے یہ حالتیں اس وقت آپؐ پر پیش نہیں آئی تھیں۔

۳- بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ

Marfat.com

اَلْجَمَ نَسْرًا وَّ اَھْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ آپؐ اُس وقت اپنے باپوں کی پُشت میں نطفہ کی صُورت میں تھے۔ کہ وُہ
نُطفہ کشتیٔ نُوحؑ پر سوار ہُوا جب کہ نسر بُت اَور اُس کے ماننے والوں کو
طوفان کا پانی لگام دے رہا تھا۔ یعنی پانی مُنہ تک آگیا تھا۔

۴۔ تَنْقُلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ
اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

کشتیٔ نوحؑ سے اُتر کر وُہ مادہ جس سے آپؐ کی پیدائش مبارک ہونے والی
تھی، باپوں کی پُشتوں سے پاکیزہ ماؤں کے پیٹ میں انتقال کرتا رہا۔ جب نسلِ انسانی
کا ایک دَور ختم ہوتا تو دُوسرا شروع ہو جاتا۔

۵۔ وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا
فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقُ

رفتہ رفتہ آپؐ حضرت ابراہیمؑ کی پُشت میں جلوہ افروز ہُوئے۔ تو جب حضرت
ابراہیم علیہ السلام نمرُود کی آگ میں داخل ہُوئے تھے، اس وقت آپؐ ان کی
پُشت میں چھُپے ہُوئے تھے، اِس لئے آگ اُن کو کیسے جلا سکتی تھی؟

۶۔ حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُكَ الْمُھَیْمِنُ مِنْ
خِنْدِفٍ عَلْیَاءَ تَحْتَھَا النُّطُقُ

یہاں تک کہ آپؐ کا اَشرف اَور اعلےٰ خاندان جو خندف کی اَولاد میں سے ہے،
ایک بلند چوٹی پر جاگزیں ہُوا، جس کے نیچے کئی درجات ہیں۔ خندف آپؐ کی
دُور سے دادی ہے، جس کی اَولاد شریف ترین گھرانا ہے۔

Marfat.com

۷۔ وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

اور آپؐ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک گئی، اور آسمان کے کنارے آپؐ کے نور سے روشن ہو گئے۔

۸۔ فَنَحْنُ فِی ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْرِ
سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ۔

سو ہم اُس روشنی اور نور میں ہدایت کی راہوں پر چل رہے ہیں۔

جنّت کے سایوں میں رہنا۔ جنّت سے نکلتے وقت حضرت آدمؑ کی پُشت میں ہونا۔ کشتیٔ نوحؑ پر سوار ہونا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ آگ میں داخل ہونا، یہ سب حالات ایسے ہیں جو آپؐ کی رُوح مبارک پر پیش آئے جو نورِ مُحمّدی ہے۔ یُوں تو تمام انسان حضرت آدمؑ کی پُشت سے نکلے ہیں۔ مگر یہاں تعریف اس طرح بنتی ہے کہ آپؐ کے نُور یعنی رُوحِ مبارک کو ان بزرگوں کی طرف خاص توجہ تھی جن کی پُشت سے آپؐ نے پیدا ہونا تھا۔ ان اشعار سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا میں پیدا ہونے سے پہلے بھی آپؐ کی برکات دُنیا کو پہنچتی رہیں، اور پیدائش کے بعد بھی آپؐ کی برکات کا قیامت تک اُمّت کو پہنچنا ثابت ہے۔

۳۔ ساری دُنیا آپؐ کے نُور کے فیض سے پیدا ہوئی

مصنّف عبدالرزّاق میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ قربان! مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی

Marfat.com

پیدا کی؟ آپؐ نے فرمایا، اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ حدیث کے اصلی لفظ یہ ہیں یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ نہ بہشت تھا، نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند نہ جن تھا نہ انسان پھر جب خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے چار حصّے کئے، ایک حصّہ سے قلم پیدا کیا، دوسرے سے لوحِ محفوظ، تیسرے سے عرش، آگے حدیث لمبی ہے۔ اس روایت کو کمزور ہونے کے باوجود بہت سے علمائے نے تسلیم کیا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ زرقانی نے مواہب کی شرح میں اس پر کوئی جرح قدح نہیں کی۔ اکثر صوفیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ آسمان زمین کی پیدائش سے کئی ہزار سال پہلے آپؐ کا نور پیدا ہو چکا تھا۔

علامہ قاضی عیاض عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مبارک آسمان زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ کی جناب میں ایک نور تھی۔ جب یہ نور تسبیح پڑھتا تو فرشتے بھی تسبیح پڑھتے۔ (شفا شریف ص ۸۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے حضرت جابر کی روایت کو یوں بیان کیا ہے
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ ثُمَّ خَلَقَ مِنْہُ الْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَمِیْعَ الْمَوْجُوْدَاتِ (مدارج النبوت ص ۱۵)
ترجمہ:- سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پیدا

کی، پھر اس سے عرش، کرسی، آسمان زمین اور تمام مخلوق پیدا کی۔

اِن تمام روایات سے ظاہر ہے کہ نورِ محمدی اور رُوحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز ہے۔ جہاں کہیں کتابوں میں آپؐ کے نور کا ذکر آتا ہے۔ اس سے مُراد آپؐ کی رُوح مبارک منوّر مقدّس ہے۔ لیکن واعظ لوگ اس حدیث سے ایک بہت بڑا دھوکا اور مغالطہ دیتے ہیں کہ حضورؐ کا نُور اللہ کے نُورِ ذاتی یا صفاتی سے پیدا ہُوا۔ پھر اِس پر یہ عمارت کھڑی کرتے ہیں کہ حضورِ پُرنُور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وجُود کا ایک ٹکڑا تھے، بلکہ خود خدا تھے جو عرش سے اُتر کر فرش پر آگیا اور ۶۳ سال کی عمر پا کر مدینہ منوّرہ میں دفن ہوگیا۔ یہیں سے حاضر ناظر، اور عالم الغیب کی جرأت کر لیتے ہیں، اور یہی وُہ منحوس، نامبارک جاہلی عقیدہ ہے جس سے تمام نعت خوانی کی رونقِ بازار ہے۔ کُفر و شرک کا یہ زبردست ہتھیار آج لاکھوں مسلمانوں کو کھا چکا ہے۔ جو محبّت کے پردے میں دینِ اِسلام کو چھوڑ کر دارالکفر میں جا بسے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نُور نہیں ہے، بلکہ نُور کا خالق ہے، نُور اُس کی ایک مخلوق ہے۔ یہ ایسی واضح اور صاف بات ہے جس میں آج تک اختلاف نہیں ہُوا۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ قَالَ الْقَاضِی عِیَاض وَمِنَ الْمُسْتَحِیْلِ اَنْ یَکُوْنَ ذَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی نُوْرًا اِذِ النُّوْرُ مِنْ جُمْلَۃِ الْاَجْسَامِ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ یَجِلُّ عَنْ ذٰلِکَ ھٰذَا مَذْھَبُ جَمِیْعِ اَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ترجمہ:۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا نُور ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ نُور ایک جسمانی کیفیت ہے، اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اِس بات سے بہت اُونچا ہے۔ مسلمانوں کے تمام اماموں اُور بزرگوں کا مذہب یہی ہے۔ نووی شرح صحیح مسلم صفحہ ۹۹ جلد ۱

آگے فرماتے ہیں اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ یا حدیث میں جہاں کہیں خداوند تعالیٰ کے لئے نُور کا لفظ آیا ہے اُس کا مطلب ہے نُور کا مالک اُور نور کا پیدا کرنے والا وغیرہ۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج صفحہ ۱۵ جلد ۱ پر یہی معنی لکھا ہے۔

ناظرین! اب یہ بات صاف ہو گئی کہ خداوند تعالیٰ نُور نہیں ہے، بلکہ نُور کا پیدا کرنے والا ہے۔ اِس لئے حضرت جابر کی روایت "اے جابر! اللہ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نُور سے پیدا کیا" کا صاف صاف مطلب یہ ہُوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نُور، یعنی آپؐ کی رُوح مبارک جس نور سے بنی ہے وُہ اللہ کی پیدا کی ہُوئی چیز ہے۔ عزّت اُور شرف کے لئے خداوند تعالیٰ نے اُس کو اپنا نُور کہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ

خُداوند تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے آدم علیہ السّلام میں اپنی روح پھونکی

کیا خدا کی رُوح حضرت آدمؑ میں گھس گئی کتنی نہیں بلکہ یہی کہا جائے گا۔ کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی روح جس کو خداوند تعالیٰ نے عزت بڑھانے کے لئے اپنی روح فرما دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کعبہ شریف کو بیت اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السّلام والی اونٹنی کو قرآن نے اللہ کی اونٹنی کہا ہے۔

ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔ خبردار کوئی جاہل یہ خیال نہ کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نور کا ایک ٹکڑا ہیں۔ اس میں کئی قسم کا کفر لازم آئے گا۔

۱۔ ایک کفر تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر خدا کے نور کا ایک ٹکڑا ہیں تو آپؐ بھی خدا ہوئے، اور جب خدا ہوئے تو رسول نہ ہوئے۔ حالانکہ آپؐ کو رسول ماننا فرض ہے۔ دیکھو یہ بات کتنی دور جا پہنچی، اور کتنا جھوٹ پھیلا کہ کلمہ شریف کے برخلاف عقیدہ بن گیا۔ خدا دو بن گئے اور رسول ایک بھی نہ رہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۔ اہلِ سنت بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات ایک ہے۔ واحد اور احد ہے۔ اس کے ٹکڑے ماننا توبہ توبہ کتنا بڑا کفر ہے۔ عقاید کی تمام کتابوں میں یہ بات صاف لکھی ہوئی ہے کہ ہر قسم کی ترکیب تبعیض۔ تجزی۔ انفصال ذاتِ الٰہی کے لئے محال ہے۔ مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی میں اس عقیدہ پر جابجا زور دیا گیا ہے۔ نمونہ کے لئے ملاحظہ ہو عقاید اہلِ سنت کے بیان میں فرماتے ہیں:۔

"جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود ہے، اور تمام چیزیں اس کے ایجاد کرنے سے موجود ہوئی ہیں، اور اس کے پیدا کرنے سے عدم سے وجود میں آئی ہیں۔" مکتوبات دفتر دوم ۶۷

مطلب یہ کہ ساری مخلوق عدم سے وجود میں آئی ہے۔ کسی کا کچھ مادہ پہلے موجود نہ تھا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی ذات سے پیدا ہونا مان لیا جائے

Marfat.com

تو کہنا پڑے گا کہ آپؐ بھی ہمیشہ سے ہیں، اور آپؐ مخلوق نہیں ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث میں ہے کہ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ۔ اللہ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی (پھر دُنیا پیدا ہوئی)

فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بلند شان کے باوجود ممکن ہیں، اور ہرگز امکان سے باہر نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ امکان سے باہر نکلیں تو خدائی پر پہنچ جائیں۔ خداوند تعالیٰ شریک سے پاک ہے۔ چھوڑ دو ان باتوں کو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے متعلق کہی ہیں......

حضورؐ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔ اور دُوسری حدیثوں میں پیدائش کا وقت بھی بتایا گیا ہے کہ زمین آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے آپؐ کا نور پیدا ہوا۔ جو چیز پیدا ہوئی، پہلے نہیں تھی پھر پیدا ہوئی۔ اس کو ممکن اور حادث کہتے ہیں......

ممکن کو خداوند تعالیٰ سے کسی قسم کی شراکت اور نسبت یعنی تعلق نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے۔

۱۲۱

آپؐ کو خداوند تعالیٰ کا سایہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ مکتوبات شریف دفتر سوم

تمام علماء اور صوفیہ کا مسلک یہی ہے۔ البتہ شیخ ابن العربی ساری مخلوق خدا کا سایہ کہتے ہیں، یہ دُوسری بات ہے۔ رہی یہ بات کہ اُس نور یعنی رُوح مبارک کے چار ٹکڑے ہو کر ساری مخلوق اُس سے کس طرح پیدا ہوئی۔ حالانکہ رُوح خود ایک لطیف چیز ہے۔ تو اس سے مادی چیزیں کس طرح پیدا ہوئیں۔ اِس کے متعلق قریب ترین

تاویل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اس رُوحِ مبارک کے پرتو اور فیض سے کوئی مادہ پیدا کیا جس کے چار ٹکڑے کیئے ...... الخ

نُور کا یہ بیان اِس لیئے لمبا ہوگیا کہ جُھوٹے واعظ نُور کے پردہ میں اندھیرا پھیلا رہے ہیں۔ اب آپ سمجھ گئے کہ اللہ، رسُول اور قرآن کو نور اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے وجُود سے ہدایت پھیلتی ہے۔

اب درُود شریف کا بیان سُنیئے۔

وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ - اور محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی آل پر،

نماز والے درُود شریف میں ایک بڑی خوُبی یہ بھی ہے کہ اس میں آل کا ذکر بھی موجُود ہے۔ آلِ محمّدؐ کے معنی اکثر علماء کے نزدیک آپؐ کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ بعض نے کہا کہ آل میں ساری اُمّت داخل ہو جاتی ہے۔ امام مالکؒ کا مذہب یہی ہے۔ قاضی عیاضؒ چونکہ مالکی ہیں، اس لئے شفاء میں اُن کا مسلک بھی یہی ہے۔ ازھری اور نووی کا مسلک بھی یہی ہے فرماتے ہیں:۔

"زیادہ واضح اور ظاہر بات یہ ہے کہ ساری اُمّت آلِ رسُول میں داخل ہو جاتی ہے۔ ازھری وغیرہ محقّقین کو یہی بات پسند ہے۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپؐ کی اولاد اور اہلِ بیت ہیں۔ شرح مسلم ص۱۷۵ ج۱

طبرانی میں روایت ہے، کہ کسی نے آپؐ سے پُوچھا۔ آپؐ کی آل کون لوگ ہیں؟ فرمایا آلِ محمّدؐ ہر پرہیزگار شخص ہے۔ اِس حدیث کے دو معنی ہو

ہیں۔ ۱۔ ہر مسلمان پرہیزگار آپؐ کی آل ہے۔

۲۔ آپؐ کی اولاد اور اہلِ بیت میں سے جو پرہیزگار ہو وہ آل ہے،

دوسرے آل نہیں ہیں۔ شرح شفاء مُلّا علی قاری ۱۴۷/۲

بہرحال آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرہیزگار کی شرط ضروری ہے۔ ورنہ ایک سخت

اعتراض قائم ہوگا۔ اعتراض یہ ہے کہ آپؐ کی اولاد اور اُمّت میں نیک و بد

سب طرح کے لوگ موجود ہیں۔ اگر ساری اولاد یا ساری اُمّت کو آل کہا جائے

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کروڑوں انسان جو دن رات درود شریف میں آل

کے حق میں رحمت کی دعا کرتے ہیں کسی کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور معاذ اللہ

سب کا درود شریف ضائع جاتا ہے۔ کیونکہ رحمت نازل ہو تو سب نیک بن جائیں

فتاویٰ شامی ۲/۱ نیل الاوطار مع زوائد۔

درود شریف بھی کیا پاکیزہ کلام ہے، جس کے ذریعہ سے ہر مسلمان ساری

اُمّت کے حق میں نیکی اور برکت کی دعا کر لیتا ہے۔

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

ترجمہ:۔ جیسا کہ رحمت کی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر، اور ان کی آل پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم

علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی دعوت پھیلائی۔ عراق سے مصر تک

اور شام و فلسطین سے عرب کے گوشہ گوشہ میں کئی برس چکر لگا کر اسلام کی تبلیغ

فرمائی۔ پھر اللہ کے حکم سے مختلف علاقوں میں اپنے خلیفے مقرر کئے۔ شرق اردن

میں اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو مقرر کیا۔ ملک شام اور فلسطین میں اپنے

Marfat.com

بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کو مقرر کیا۔ اندرونِ عرب میں اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو اسی کام پہ لگایا۔ اور خانۂ کعبہ کی تعمیر کی جو ہمیشہ کے لئے اسلام کا مرکز قرار پایا۔ آپ کا تاریخی دور ۲۱۶۵ء تا ۱۹۸۵ء قبل مسیح ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں، ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو عرب میں رہی۔ قریشِ مکہ اور بعض دوسرے قبائل اسی شاخ سے تھے۔ دوسری شاخ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہے جس میں حضرت یعقوب، یوسف، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یحییٰ عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ پیدا ہوئے۔ یہ نسل بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہودیت اور عیسائیت اسی شاخ کی یادگاریں ہیں۔

ملتِ ابراہیم قرآن کا خطاب زیادہ تر تین قوموں سے ہے یہود و نصاریٰ اور مشرکین۔ تینوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اس لئے جا بجا دینِ اسلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام کے تمام بنیادی اصول ابراہیمی ہیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ عزیزی میں تقریباً چالیس احکام شمار کئے ہیں۔

۱۔ کفار سے جہاد کرنا ۲۔ بت توڑنا ۳۔ غیر اللہ کی منت نہ ماننا ۴۔ اللہ کے سوا کسی کے نام پہ ذبح نہ کرنا ۵۔ رزق، شفا، موت کو صرف اللہ کے قبضہ میں سمجھنا ۶۔ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنا ۷۔ غیبی خبریں دینے والے کاہنوں کو جھوٹا سمجھنا ۸۔ کوئی گھڑی اور وقت منحوس نہیں ہے ۹۔ بدفالی

Marfat.com

اور بدشگونی کوئی چیز نہیں ۱۰۔ ستاروں کی پرستش باطل ہے ۱۱۔ نجومیوں سے خبریں نہ پوچھنا ۱۲۔ قربانی دینا ۱۳۔ خصائلِ فطرت یعنی ضروری صفائی بال صاف کرنا۔ ناخن صاف کرنا وغیرہ ۱۴۔ حج کے تمام کام ۱۵۔ کعبہ کو قبلہ ماننا ۱۶ مصیبت پر صبر کرنا ۔۱۷۔ بین نہ کرنا ۱۸۔ تصویر سے پرہیز کرنا ۱۹۔ نکاح ۔ لذّات نفس کو چھوڑ کر گوشہ نشین نہ بننا ۲۰۔ عبادت میں اتنی زیادتی نہ کرنا جس سے بندوں کے حقوق ضائع ہوں ۲۱۔ کما کر کھانا ۲۲۔ بلا ضرورت سوال سے بچنا ۲۳۔ لباس صاف ستھرا رکھنا ۲۴۔ کھیل تماشا سے بچنا ۲۵۔ ایک شخص کو دوسرے کے جرم میں سزا نہ دینا ۔۲۶۔ زنا حرام ہونا ۲۷۔ سترِ نگاہ کو چھپانا ۲۸۔ ختنہ کرنا ۔ ۲۹۔ عقیقہ کرنا ۳۰۔ مہمان نوازی کرنا ۳۱۔ لباس کے شرعی احکام ۳۲۔ عبادت کے وقت اچھی ہیئت وصورت کا خیال رکھنا ۳۳۔ حرمت والے مہینوں کا احترام کرنا۔ ۳۴۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے، ابراہیمی شریعت میں بھی انہی سے حرام تھا ۔۳۵۔ نکاح میں گواہوں کا ہونا ۳۶۔ زکواۃ ۳۷۔ چاشت کی چار رکعت نماز ۳۸۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا ۳۹۔ رکوع سجدہ سے پہلے ہے ۴۰۔ نماز میں اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہنا۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ دینِ اسلام کے اصول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے کس قدر ملتے جلتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نماز والے درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام خاص طور پر آیا ہے کیونکہ اس اُمت اور اس نبی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قریبی تعلق ہے۔

سوال۔ اے اللہ اپنی خاص رحمت کر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور

Marfat.com

آپ کی آل پر جیسا کہ رحمت کی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر۔
طرزِ کلام سے شبہ ہوتا ہے کہ جیسی رحمت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی ہے ایسی ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مانگی گئی ہے۔ حالانکہ ہمارے حضور پُر نور سید سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تمام انبیاء سے بلند ہے۔ اس لئے آپ پر رحمت بھی سب سے زیادہ ہوگی۔ مثال ہمیشہ اُس چیز سے دی جاتی ہے جو اس صفت میں کامل ہوتی ہے۔ اس صورت میں حضرت ابراہیم پر ہمارے حضرت سے بہت زیادہ رحمت اور درود کا شبہ پڑتا ہے۔

جواب :- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پر بات ختم ہو جاتی ہے، اور حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم کی مثال آلِ محمد سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی آلِ محمد پر ایسی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جیسی ابراہیم اور ان کے خاندان پر ہوئیں۔
۲- اس مثال میں کیفیت کا ذکر ہے مقدار اور تعداد کا ذکر نہیں ہے۔ مقدار تو اس رحمت کی زیادہ ہے جو آپ پر ہوئی۔
۳- حافظ ابن حجر رح نے شیخ مجد سے نقل کیا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے معنی اہلِ کشف نے یہ بیان کئے ہیں۔ اے اللہ! آپ کے تابعداروں میں ایسے کاملین علماء، اولیاء پیدا کر جو آپ کی شریعت کو جاری کر سکیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء پیدا ہوئے جنہوں نے آپ کا دین توحید قائم کیا۔ اور عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی اُمت میں محدث پیدا ہوں جو غیب کی خبریں پاتے ہوں کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء پیدا ہوئے جو غیب کی خبر

Marfat.com

رکھتے تھے (وجہ یہ ہے کہ اس اُمت میں انبیاء کی جگہ محدّث پیدا ہوتے ہیں)

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے فرمایا ہے کہ جب کسی چیز کی بہت سی قسمیں ہوں تو خریدار اس کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ مثلاً چھوٹا سا ٹکڑا ہاتھ میں لے جاتا ہے، اور دکاندار سے کہتا ہے ایسا کپڑا دے دو، اس کا مطلب نمونہ دکھانا ہے نہ کہ اُتنا لمبا چوڑا کپڑا چاہتا ہے۔ چونکہ قرآنِ کریم میں صلوٰۃ رحمت، برکت کے لفظ مختلف درجات اور معانی کے لئے آتے ہیں، اس لئے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ دیتے ہوئے قرآنِ کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یہی وجہ ہے کہ درود شریف کے آخر میں حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ دو لفظ آئے ہیں۔

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ بے شک تو اچھے کاموں کی تعریف کرنے والا ہے، بہت بزرگی اور جلال کمال والا ہے۔

حَمِيْدٌ فعیل ہے بمعنی مفعول بھی آ سکتا ہے۔ لیکن درود شریف کے خاتمہ میں فاعل کا ترجمہ زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ درود شریف میں خداوند تعالیٰ سے آپؐ کے لئے تعظیم و تکریم، صفت ثنا۔ ذکر کی بلندی اور آنے والی نسلوں میں برکات کی دعا کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ:۔ اے اللہ! برکت دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور اُن کی آل کو،

Marfat.com

جیسا کہ برکت دی تُو نے ابراہیم علیہ السّلام اور ان کی آل کو بے شک تُو ہے تعریف کیا ہُوا، بزرگی والا۔

برکت کے معنی ہیں خیر اور بزرگی میں زیادتی۔ بعض نے تطہیر اور تزکیہ کے معنی لکھے ہیں۔ (نووی)

خداوند تعالیٰ کی جناب سے آپؐ کو بے حساب برکتیں عطا ہوئی ہیں جن کا ایک نمونہ یہ ہے۔ پیغمبری۔ اللہ کی دوستی اور محبّت۔ اللہ نے آپؐ کو چُن لیا۔ معراج شریف دیدارِ الٰہی۔ قُربِ الٰہی۔ وحی۔ شفاعتِ کبریٰ۔ مقامِ وسیلہ اور فضیلتِ کلّی۔ بلند درجات مقامِ محمُود۔ بُراق۔ کالے اور گورے کی طرف مبعوث ہونا۔ انبیاءؑ کو نماز پڑھانا، شہادت یعنی گواہی کا منصب۔ اولادِ آدم کی سرداری۔ اللہ کی تعریف کا جھنڈا آپؐ کے ہاتھ میں دیا جانا۔ بشیر اور نذیر ہونا۔ امین ہونا۔ ہادی ہونا۔ ساری کائنات کے لئے رحمت ہونا۔ دُعا کا قبول ہونا۔ کوثر عطا ہُوا۔ سینہ مبارک کھُل گیا۔ فرشتوں کے ذریعہ سے آپؐ کی تائید ہوئی۔ آپؐ کا نام مبارک بلند ہُوا۔ اللہ کی مدد آئی قرآن کریم اور سورۃ فاتحہ عطا ہوئی۔ اُمّت کو دعوتِ الٰہی دینا۔ اللہ کا درُود اور فرشتوں کا درُود آپؐ پر نازل ہونا۔ پتھروں اور جانوروں نے آپؐ سے کلام کی اور آپ کی بات سُنی۔ انگلیوں سے پانی جاری ہُوا۔ تھوڑی چیز آپؐ کے معجزہ سے زیادہ ہوئی۔ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ سُورج لَوٹا۔ غیب پر اطلاع ہوئی۔ بادل نے سایہ کیا۔ کنکروں نے تسبیح پڑھی۔ بیمار تندرست ہُوئے۔ خداوند تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت اپنے ذمّہ لے لی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خلاصۂ کلام۔ مفسّرین کہتے ہیں کہ درُود اللہ کی طرف سے رحمت اور مغفرت ہے

فرشتوں کی طرف سے استغفار ہے، اور ایمان والوں کی طرف سے مدح اور ثنا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ کا درود پڑھنا آپ کی تعظیم کو بڑھانا ہے۔ فرشتوں کا درود آپ کی بزرگی کا لوگوں پر ظاہر کرنا ہے۔ اُمت کا درود طلب شفاعت ہے مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ اللہ کا درود آپ پر نیکیوں کی توفیق اور گناہوں سے معصوم کر دینا ہے۔ فرشتوں کا درود آپؐ کی امداد کرنا ہے۔ اُمت کا درود تابعداری اور اطاعت کا وعدہ کرنا ہے۔

درود شریف کی غرض وغایت

درود شریف کے چند الفاظ جو بطور نمونہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ جس طرح کلمۂ طیبہ۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔ اللہ اکبر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وغیرہ ذکر اذکار میں خداوند تعالیٰ کی صفت ثنا اور تعریف بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح درود شریف کے الفاظ میں خداوند تعالیٰ کی جناب سے دُعا کی جاتی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو۔ آپؐ کو نیکیوں کا ثواب بہت بہت ملے۔ قیامت کے دن آپؐ مقامِ محمود اور مقامِ وسیلہ میں کھڑے ہوں۔ میدانِ محشر میں سب سے زیادہ قُربِ الٰہی آپؐ کو نصیب ہو۔ گویا کہ درود شریف پڑھنے والا یہ سب چیزیں اللہ سے مانگتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ درود شریف میں جتنی چیزیں ہم آپؐ کے لئے مانگتے ہیں، یہ سب کی سب اور اس سے بہت بہت زیادہ نعمتیں آپؐ کو مل چکی ہیں۔

سوال:۔ جب مل چکی ہیں تو ہمارے مانگنے اور درود پڑھنے کا کیا فائدہ؟

جواب :- درُود شریف پڑھنے والے کو یہ خیال ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ میں آپؐ کو نفع پہنچا رہا ہوں۔ کیونکہ حضرت سرورِ کائنات کی شان کے لائق تو وہی درُود ہے جو ہر وقت خداوند تعالیٰ کی طرف سے پہنچ رہا ہے۔ بھلا ہم کیا چیز ہیں کہ ہماری زبان سے حضورؐ کو نفع پہنچ سکے۔ بس ہم کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہماری زبان سے نکلی ہوئی دُعا اگر خداوند تعالیٰ قبول فرمالیں تو یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی، اور اللہ کا فضلِ عظیم ہے۔ اس کا لُطف وکرم ہے۔

ابُو عبدالرحمٰن سلمی نے بیان کیا کہ میں نے شیخ عبدالواحد سے درُود شریف کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا :-

"اے شخص تم کبھی اپنے دل میں خیال بھی نہ کرنا کہ ایک لاکھ بار درُود شریف پڑھنے سے میں نے حضورؐ کا کچھ حق ادا کیا۔ کیونکہ اس طریقہ سے تُو نے اپنی جان کا حق ادا کیا۔ یعنی فائدہ کیا۔ کہ حق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اتنا بلند ہے کہ اگر تمام اُمّت جمع ہو کر ادا کرنا چاہے تو کچھ بھی ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے رب کی صلوٰۃ میں ہر وقت مُستغرق ہیں۔ پس تُو نے جو درُود پڑھا تو شکر ادا کر کہ اس وسیلے سے اپنے لئے کچھ رحمت کھینچ لایا۔"

تفسیر مواہب ص ۸۸/۲۲

حضرت مولانا سیّد انور شاہ دیوبندی شرح صحیح بخاری کے ص ۱۶۸/۲ پر فرماتے ہیں :-

"اَلْوَسِیْلَۃُ۔ وسیلہ کیا ہے؟ طُوبیٰ جنّت کے عین درمیان میں ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں تمام جنّات پر پھیلی ہوئی

ہیں اور یہی وسیلہ ہے۔ اور یہ وسیلہ آپؐ کے ساتھ اُمّت کے تعلّقات کی ایک مثال ہے۔ پس اذان کے بعد آپؐ کے لئے وسیلہ کی دُعا مانگنا آپؐ کا اس میں کچھ نفع نہیں ہے، بلکہ اس میں ہماری بہتری ہے کہ اس ذریعہ سے ہم کو شفاعت ملے گی۔

اور بعض نے جو کہا ہے کہ وسیلہ کی دُعا آپؐ کے حق میں۔ دُنیاوی زندگی میں جب آپؐ زندہ تھے اُسی وقت منظور ہو چکی ہے یہ بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مقامِ وسیلہ آپؐ کو قطعاً مِل چکا ہے۔ اس میں کسی کی دُعا کی ضرورت ہی نہیں۔ ہم تو شفاعت چاہنے کے لئے دُعا کرتے ہیں جیسا کہ حدیث کے لفظوں سے ظاہر ہے حَلَّتْ لَهُ شفاعتی۔ مقامِ محمود میدانِ قیامت میں ہے اور وسیلہ جنّت کے اندر ہے"۔ اِنتہیٰ

اس کے حاشیے پر فتح الباری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شیخ ابن العربی فرماتے ہیں "درود شریف کا فائدہ درود پڑھنے والے کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ درود کے ذریعہ سے پکّی عقیدت، خالص نیّت، اظہارِ محبت اور اُس باعزت واسطہ کے احترام کا پتہ چلتا ہے"۔

فتاویٰ شامی کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"ابنِ حجرؒ نے فتاویٰ فقہیہ میں لکھا ہے کہ حافظ ابنِ تیمیہؒ کے خیال میں تلاوتِ قرآن کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہیں کیا جا سکتا اور دلیل یہ بیان کی کہ حضورؐ کے دربارِ عالی میں صرف وہی چیز پیش کی جا سکتی ہے جس کی آپؐ نے اجازت فرمائی ہے، اور

Marfat.com

وہ صرف دو چیزیں ہیں درود شریف اور وسیلہ کی دعا۔ لیکن امام تاج الدین سبکی وغیرہ نے اس کی سخت تردید کی ہے۔

کیونکہ ایسی چیزوں کا ثواب پہنچانے کی عام اجازت جو موجود ہے تو خصوصی اجازت کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپؐ کی وفات شریف کے بعد آپؐ کی طرف سے کئی دفعہ عمرہ کیا۔ ابنِ موفق نے جو حضرت جنیدؒ کے ہم عصر ہیں ستر حج کا ثواب آپؐ کو ہدیہ کیا۔ ابنِ سراج نے دس ہزار سے زیادہ ختم قرآن کا ثواب حضورؐ کی جناب میں پیش کیا اور اتنی ہی قربانیاں آپؐ کی طرف سے کیں، میں کہتا ہوں کہ حنبلیوں میں سے ابنِ عقیل رح بھی تلاوتِ قرآن کا ثواب آپؐ کو پیش کرنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ اور ہمارے حنفی علماء کا جو عام فتویٰ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو دے سکتا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ بلکہ آپؐ ہماری نیکیوں کے ثواب کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے ہمیں گمراہی سے بچایا۔ پس یہ ایک طرح سے آپؐ کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور کامل زیادہ کمال کے قابل ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ حضورؐ کو ثواب پہنچانا ہی کیا؟ جب کہ ہماری تمام نیکیاں آپؐ ہی کی نیکیاں ہیں۔ جو مسلمان جو نیکی بھی کرتا ہے۔ اُس کا ثواب آپؐ کو بھی ملتا ہے۔ آپؐ کے نامۂ اعمال میں بھی درج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر نیکی کا سرچشمہ آپؐ کی ذات ہے

Marfat.com

پس جب پہنچ ہی جاتا ہے تو پہنچانے کا کیا مطلب؟

جواب یہ ہے کہ وہ کام تو خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف سے کیا۔ مگر ہمیں بھی اپنی طرف سے پہنچانا چاہئے۔ جیسا کہ صلوٰۃ یعنی درود خداوند تعالیٰ کا کام ہے۔ پھر ہمیں بھی حکم دیا کہ تم بھی درود پڑھا کرو ....

نیز انتہائی شرف و کمال کے باوجود آپؐ کے لئے زیادتی کی دعا جائز ہے۔ جیسا کہ کمال ابن ہمام نے یہ دعا جائز رکھی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَبَدًا صَلَوَاتِكَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا وَّزِدْهُ شَرَفًا وَّتَكْرِیْمًا وَّاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ شامی ص۸۴۵ ترجمہ

فتاویٰ شامی کی یہ عبارت بھی دیکھ لی جائے۔

"درود شریف خداوند تعالیٰ کی عبادت ہے، کیونکہ درود پڑھنے والا قرآن کریم میں جو درود شریف پڑھنے کا حکم آیا ہے اُس کی تعمیل کرتا ہے اِس بنا پر کہ علماء کی ایک جماعت جن میں ابو العباس مبرد اور ابو بکر ابن العربی بھی شامل ہیں۔ کے نزدیک پسندیدہ بات یہی ہے کہ درود شریف کا فائدہ فقط درود پڑھنے والے کو پہنچتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہنچتا سنوسی نے شرح وسطیٰ میں یہی کہا ہے کہ درود کا مقصد عام دعاؤں کی طرح حضور کو فائدہ پہنچانا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کی عبادت مقصود ہے۔ لیکن قشیری اور قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ درود شریف کا فائدہ دونو کو پہنچتا

Marfat.com

ہے۔ بہر صورت یہ اللہ کی عبادت ہے جس سے اللہ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے
فتاویٰ شامی صہ۲۸۱

خلاصہ یہ ہے کہ ہر قسم کے نیک اعمال کا ثواب حضورؐ کی جناب میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ثواب پہنچانے والے کی نیت یہ ہو کہ آپؐ کو ثواب پہنچانے میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے اور آپؐ تو بزرگی اور عزت کے اس درجہ پر ہیں جس سے زیادہ بلندی ہمارے تصور سے باہر ہے۔ اس کے باوجود آپؐ کے کمال پر زیادتی اور شرف کی دعا جائز ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے خزانوں میں کیا کمی ہے۔

چھٹی فصل درود شریف قبول ہونے کے بیان میں

اس کے متعلق فتاویٰ کا یہ مضمون پڑھ لیجئے:۔

سوال:۔ کیا درود شریف ضرور قبول ہوتا ہے؟

جواب:۔ اس کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ درود شریف میں اگر کچھ کمی رہ جائے تو منظور نہیں ہوتا۔ قبول کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام سے جو غرض ہے وہ پوری ہو مثلاً عبادت پر ثواب ملنا۔ واضح رہے کہ کسی عبادت کی قبولیت صرف ظاہری شرطوں پر موقوف نہیں ہے۔ مثلاً نماز کی قبولیت کے لئے صرف بدن پاک لباس پاک۔ جگہ پاک، قبلہ رُو ہونا کافی نہیں ہے۔ اسی طرح نماز کے الفاظ ارکان یعنی قیام رکوع سجود قعدہ وغیرہ بھی قبول کے لئے کافی نہیں ہیں بلکہ قبولیت بہت ہی مشکل اور نایاب چیز ہے اور وہ صرف تقویٰ اور

پرہیزگاری سے ملتی ہے خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ پ ۶ رکوع ۹ ۔ (یاد رہے کہ تقویٰ سے مُراد اس جگہ شرک سے بچنا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آیت ہابیل قابیل کے قصّہ میں آئی ہے، قابیل نافرمان تھا۔ مشرک نہ تھا) معلوم ہوا کہ قبولیت سچی اور پاک نیّت پر موقوف ہے۔ پھر جو کام قبول ہو جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کے ثواب کا وعدہ فرمالیا ہے۔ فرمان اِنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ پ ۴ رکوع ۱۱ کا یہی مطلب ہے کیونکہ کوئی نیک عمل اس وقت تک نیک عمل نہیں ہوتا جب تک ضروری شرطیں اس میں نہ پائی جائیں۔ معلوم ہُوا کہ بعض عمل جو قبول نہیں ہوتے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کی شرطیں ناپید ہوتی ہیں۔ مثلاً نماز میں خشوع یعنی عاجزی اور سکون، ہر اندام کا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جانا ضروری شرط ہے۔ خشوع کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح روزہ میں ظاہری اعضا کا گناہوں سے بچنا شرط ہے۔ ورنہ روزہ قبول نہیں ہوتا۔ اسی طرح زکواۃ اور حج میں مال کا پاکیزہ ہونا شرط ہے ورنہ زکواۃ اور حج قبول نہیں ہوتے۔ اور اخلاص یعنی خالص اللہ کو راضی کرنے کے لئے عمل کرنا۔ یہ تو ضروری شرط ہے جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اب درود شریف نہ قبول ہونے کا مطلب یہ ہُوا کہ بندہ کو کسی بد پرہیزی کی وجہ سے اس کا ثواب نہیں ملتا۔ مثلاً کوئی شخص کوئی گناہ بھی کرتا ہے اور درود شریف

بھی پڑھتا ہے۔ یا غافل دِل سے درُود شریف پڑھے، یا دِکھاوے اَور سُنادے کے لئے پڑھے تو قبول نہ ہوگا اور ثواب سے محرُوم کردیا جائے گا۔ اس کی مثال کلمۂ طیبّہ ہے جو درُود شریف سے بھی افضل ہے لیکن جب تک سچے دِل سے نہ پڑھا جائے اَور ریاکاری سے پاک نہ ہو قبُول نہیں ہوتا۔ لیکن جب درُود شریف میں ہر قسم کے تقویٰ پرہیزگاری اَور خلُوص کے شرائط موجُود ہوں تو ظاہراً قبول ہوجاتا ہے۔ اور تمام عبادتوں کے متعلّق یہی اصُول ہے کہ جب شرائط مکمل ہوں تو اللہ کے فضل سے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ لیکن بہت سے عُلمائے یہ بھی لکھا ہے کہ درُود شریف ہر حالت میں، ہر صوُرت میں قبوُل ہوجاتا ہے۔ چنانچہ شرح مجمع میں لکھا ہے کہ دُعا سے پہلے درُود شریف پڑھ لینا دُعا کو قبوُلیت سے بہت نزدیک کر دیتا ہے۔ کیونکہ درُود شریف بھی ایک دُعا ہے اور اس کے بعد بھی دُعا ہے۔ چونکہ پہلی دُعا قبول ہے اس لئے دُوسری بھی قبوُل ہوگی۔ کیونکہ سخی کی شان کے لائق نہیں کہ آدھی دُعا قبوُل کرے اَور آدھی رَدّ کرے اَور فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل الخیرات کی شرح میں لکھا ہے کہ شیخ ابُواسحٰق شاطبی نے شرح الفیہ میں فرمایا ہے درُود شریف تو یقیناً قبوُل ہوجاتا ہے اور جب اس کے ساتھ کچھ حاجت بھی ملادی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بھی قبوُل ہوجائیگی، بعض نے کہا ہے کہ اگرچہ درُود شریف کا قبوُل ہونا یقینی نہیں ہے لیکن غالب گمان اور امیدِ کُلّی ہے۔

Marfat.com

دلائل الخیرات کی فصل اوّل میں ہے کہ شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص اللہ سے کچھ حاجت مانگنا چاہے کثرت سے درود شریف پڑھے۔ پھر اپنی حاجت مانگے۔ آخر میں پھر درود شریف پڑھے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ جب اوّل آخر درود شریف کو ضرور قبول فرمائے گا تو درمیان کی حاجت کو چھوڑ دینا اور ردّ کرنا اس کی سخاوت سے بعید ہے

نیز فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح دلائل الخیرات میں شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ سب اعمال میں کچھ قبول ہوتے ہیں کچھ نامنظور لیکن درود شریف سب کا سب قبول ہے۔ رد نہیں ہوتا

اسی طرح باجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تو اللہ سے کچھ دعا مانگے تو اپنی دعا میں درود شریف بھی پڑھ لیا کر۔ کیونکہ درود شریف تو مقبول ہی ہے۔ پھر دعا کو جو اس کے ساتھ لگائی گئی ہے ردّ کرنا خداوند تعالیٰ کی سخاوت سے بعید ہے

(قبولیت کے متعلق علماء کے دونو مسلک بیان کرنے کے بعد علامہ ابن عابدین مصنف فتاوی شامی فرماتے ہیں:-

میری سمجھ میں بات یوں ہے کہ درود شریف چونکہ دعا ہے اور عام دعا کا یہ حال ہے کہ کبھی قبول ہوتی ہے، کبھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ مانگنے والے کو یا تو وہی چیز دے دیتے ہیں، یا کسی حکمت اور بہتری کے لئے اس کی بجائے کچھ اور دیتے ہیں اور قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ پ ۲۲ سے معلوم

ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ تو ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے بھی ہر وقت آپؐ کی تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں۔ ترقی درجات کی دعائیں مانگتے ہیں۔ پس جو کام خداوند تعالیٰ خود کرتے ہیں اپنی رحمت سے ہم عاجز بندوں کو بھی اس میں شریک کر لیا، تاکہ ہم عاجزوں کو بھی یہ شرف اور بزرگی، حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے درود کے بعد فرشتوں کے اور ہمارے درود کی کیا حاجت رہ جاتی ہے؟ اس لئے درود شریف پڑھنے والا جو دعا مانگتا ہے وہ قبول ہی قبول ہے۔ کیونکہ آپؐ پر ہر وقت رحمتِ حق کا نزول ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں درود شریف قبول ہونے کا مطلب تو صاف ہو گیا۔ لیکن درود شریف پہ ثواب ملنا اور پڑھنے والے کو اس کی برکات کا حاصل ہونا اس میں تو وہ شرطیں ضروری ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں۔ یعنی پرہیزگاری ہر قسم کی اور اخلاص یعنی خالص اللہ کی رضا کے لیئے اللہ کی عبادت سمجھ کر پڑھنا۔ فتاویٰ شامی ص ۱۸۲

ناظرین! اس عبارت میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:-

۱۔ عملوں کی قبولیت میں پرہیزگاری کی شرط بہت ضروری بات ہے جو بناوٹی نیکوں اور ظاہری رسم پرستوں کے لیئے زبردست تنبیہ ہے۔ حضرت سہل تستری جو کاملین اولیاء اللہ میں سے ہیں فرماتے تھے۔ بدن کی عبادات قبول ہونے کی دو ضروری شرطیں ہیں تقویٰ اور اخلاص۔ حضرت عطا فرماتے

ہیں۔ متقی وہ لوگ ہیں جن کے کام اور کلام سب اللہ کے لئے ہوں
تفسیر مواہب صفحہ ۱۹

حضرت عامر بن عبداللہ صحابی رضؓ جب وفات کا وقت آیا تو زار زار رونے لگے۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے تو اتنے اتنے نیک عمل کئے ہیں۔ فرمایا۔ کیا خبر خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں نیکیاں صرف ان لوگوں کی قبول ہوتی ہیں جو پرہیزگار ہوں روح المعانی صفحہ ۱۱۲

متقی کون ہیں؟ تشریح کے لئے پارہ دوم رکوع ۶ کی آیت لَیْسَ الْبِرَّ ساری پر غور کر لیا جائے۔

۲۔ درود شریف تو ہر صورت قبول ہے۔ کیونکہ درود شریف کے الفاظ میں ہم جو کچھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگتے ہیں وہ تو آپؐ کو ہر حال حاصل ہے اس لئے درود شریف تو ہر صورت قبول ہے۔ لیکن ہم کو درود شریف کا ثواب اور برکات اس وقت نصیب ہوں گی۔ جب ہم پرہیزگار بنیں۔ اللہ کے حکم بجا لائیں۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کا احترام کریں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ے زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند!
حق را بسجودے و نبی را بدرودے۔

بھائی مسلمانو! یہ بات غور کے قابل ہے۔ اللہ رسولؐ کو دین پیارا ہے۔ دین ایک دستور ہے۔ بادشاہی قانون ہے۔ ایک اصول ہے جس کی تابعداری کے سوا خدا کی جناب میں قبولیت حاصل کرنا خیالِ خام ہے۔ جو لوگ گناہوں کو نہیں

چھوڑتے وہ مصیبت کے وقت توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور کلمہ کلام بلند بے فائدہ سر کھپاتے ہیں۔

۳۔ بندہ مؤلف نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ کی تصنیفات میں دیکھا ہے کہ درود شریف کے ساتھ دعا قبول ہونے کی فقہی دلیل یہ ہے کہ جب چند چیزوں کا سودا اکٹھا ہو تو خریدنے والے کو اقالہ یعنی بیع واپس کرنے کی صورت میں اختیار ہے چاہے تو سب کو واپس کرے یا سب کو رکھ لے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کچھ رکھ لے اور کچھ واپس کر دے۔ اسی اصول کے مطابق درود شریف کے ساتھ دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

۴۔ تمام عبادتوں نماز روزہ حج زکواۃ صدقہ خیرات کے ساتھ کچھ شرطیں لگی ہوئی ہیں، ان شرطوں کے بغیر عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ تقویٰ اور احتیاط اسی مسلک میں ہے۔ لیکن بعض علماء نے گناہوں کے کفارہ میں وارد ہونے والی حدیثوں کو مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ سے مقید نہیں کیا۔ خداوند تعالیٰ کی شانِ رحمت کا تقاضا تو یہی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مطالع المسرات صفحہ ۲۹، صفحہ ۳۰

فصل ساتویں۔ درود شریف کا موقع اور مقام

شرطیں: عمر بھر میں ایک دفعہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ سورۃ احزاب میں اس کا حکم آیا ہے۔

یوں تو ہر مجلس میں کچھ اللہ کا ذکر اور ایک بار درود شریف پڑھ لینا چاہئے

حدیث میں آتا ہے جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس وقت نہ اللہ کا ذکر کیا، نہ مجھ پر درود پڑھا تو اس کو اللہ کی طرف سے بے برکتی اور بدنصیبی ہے لیکن جب آپؐ کا نام مبارک زبان پر یا کانوں پر آجائے تو پڑھنے سننے والوں کو ہر بار درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں علماء کی دو جماعتیں ہیں۔

واجب:- امام طحاوی اور ان کے ساتھیوں کا فتویٰ یہ ہے کہ ہر بار درود شریف پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔ کیونکہ حدیثوں میں سخت تاکید ہے۔ فرمایا۔ اُس شخص کی ناک خاک آلودہ ہوئی۔ رحمت سے دور ہوا۔ بدنصیب۔ کنجوس، سخت کنجوس ہے، گنوار بے ادب، بے وفا ہے، جس کے پاس میرا ذکر ہوا تو اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اتنی تاکید کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہر بار جب بھی نام مبارک آپؐ کا پڑھا سنا جائے ضرور درود شریف پڑھا جائے۔

امام کرخیؒ اور فقہاء کی ایک جماعت، ایک مجلس میں پہلی بار جب آپؐ کا ذکر مبارک آئے تو درود شریف پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں پھر بار بار نام مبارک سُن کر درود شریف پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ اکثر علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ پہلی بار جب ذکرِ خیر آپؐ کا آئے تو درود شریف واجب ہے پھر بار بار مستحب ہے۔ مرقاۃ میں ملا علی قاریؒ کا فتویٰ یہی ہے۔ فرماتے ہیں:- والمعتمد عندنا الوجوب وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ فتاویٰ شامی صـ۳۸۴ـ۱ پر فتویٰ اسی بات پر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں عوام کو آسانی ہے۔ لیکن امام طحاوی کا قول احتیاط پر مبنی ہے بحر الرائق صـ۳۲۸ـ۱ پر اس کو زیادہ پسند کیا ہے۔ کیونکہ حدیثوں میں

Marfat.com

ایسے موقع پر درود شریف نہ پڑھنے والے پر جو سختی اور جھڑک آئی ہے اس کا تقاضا یہی ہے لیکن امام کرخیؒ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ سختی اُس شخص پر ہے جو درود شریف کو معمولی چیز سمجھ کر بے پروائی سے چھوڑ دے۔ لیکن جو شخص سُستی سے نہ پڑھے یا بھول جائے اُس پر سختی نہیں ہے۔

سُنّت۔ نمازِ جنازہ میں اور ہر نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا سنت مُستحب۔ ہر فرصت کے وقت جب کوئی مانع نہ ہو درود شریف پڑھنا مستحب یعنی بہتر اور ثواب ہے۔ فتاویٰ شامی میں یہ چند مقام خصوصی لکھے ہیں:۔

۱۔ جمعہ کے دن ۲۔ جمعہ کی رات ۳۔ ہفتہ ۴۔ اتوار ۵۔ جمعرات کے دن کو بھی خصوصیت ہے ۶۔ صبح کا وقت ۷۔ شام کا وقت ۸۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت ۹۔ مسجد سے نکلتے وقت ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے وقت (خداوند تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔ آمین) ۱۱۔ صفا مروہ پر ۱۲۔ جمعہ کے خطبہ اور ہر قسم کے خطبہ میں ۱۳۔ اذان کے الفاظ کا جواب دینے کے بعد، ۱۴۔ تکبیر کے وقت ۱۵۔ ہر دُعا کے شروع، درمیان اور اخیر میں ۱۶۔ دعائے قنوت کے بعد۔ (نوٹ: حضرت امام حسن رضؓ سے جو دُعائے قنوت کی روایت ہے اس کے آخر میں وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ کا لفظ موجود ہے ہر دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھا جا سکتا ہے) ۱۶۔ تلبیہ یعنی حج کے احرام میں لَبَّيْكَ کے بعد ۱۷۔ ملاقات اور جدائی کے وقت ۱۸۔ وضو کرتے وقت ۱۹۔ کان بولنے کے وقت ۲۰۔ کوئی چیز بھول جائے تو درود شریف پڑھنا چاہیئے ۲۱۔ وعظ اور درس کے وقت ۲۲۔ حدیث پڑھنے کے وقت

Marfat.com

اول آخر درُود شریف پڑھے ۲۳۔ شریعت کا فتویٰ لکھنے کے وقت ۲۴۔ ہر مصنف ہر طالب علم مطالعہ کے وقت ۲۵۔ منگنی کا پیغام لانے والا ۲۶۔ نکاح کرنے والا، اور کرکے دینے والا۔ ۲۷۔ عام خطوط لکھتے وقت۔ ۲۸۔ کوئی بڑا کام کرتے وقت ۲۹۔ جب کسی مجلس میں آپ صلعم کا ذکرِ مبارک بار بار آئے تو ہر بار درُود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتاویٰ شامی صفحہ ۳۸۳ جلد ۱

بعض عُلماء نے یہ تفصیل بیان کی ہے۔

۱۔ ہر نماز کے آخری قعدہ میں درُود شریف پڑھنا مُستحب ہے (مدارج النبوت) اس کی دلیل حضرت فضالہ بن عُبَیدؓ کی روایت ہے جس کو حضرت شیخ عبدالحق رح نے یوں بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی آواز سُنی کہ وہ نماز کے اندر درود شریف پڑھے بغیر دُعا مانگ رہا ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا اس شخص نے جلدی کی۔ پھر اُسے بُلا کر سب لوگوں کو فرمایا جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چاہیے کہ اللہ کی تعریف سے ابتدا کرے (یعنی التحیات) اس کے بعد درُود شریف پڑھے اس کے بعد اللہ سے دُعا کرے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث مشکواۃ شریف میں درُود کے بیان میں یُوں ہے:۔

فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہُوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ پس اس نے نماز پڑھی۔ پس کہا اے اللہ! مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر۔ پس آپؐ نے فرمایا اے نمازی تو نے دُعا مانگنے میں جلدی کی ہے۔ جب تو نماز پڑھے پس بیٹھے پس اللہ کی تعریف بیان کر جس کے وہ لائق ہے۔ اور مجھ پر درُود پڑھ۔ پھر دُعا مانگ۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے

Marfat.com

نماز پڑھی پس اس نے اللہ کی تعریف بیان کی اور درود شریف پڑھا۔ پس آپ صلعم نے فرمایا اے نمازی اللہ سے دُعا کر اب تیری دُعا قبول ہوگی۔ دو دفعہ فرمایا۔

ناظرین! مشکوٰۃ کے یہ الفاظ ترمذی شریف کے ہیں اور یہاں یہ شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن حضرت فضالہ بن عبید رضؓ کی یہ روایت حدیث کی دُوسری کتابوں میں ایسی صاف اور صریح ہے کہ کوئی شبہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً نسائی شریف جلد اوّل صفحہ ۱۸۹ میں یہ حدیث نماز کے اندر درود شریف پڑھنے کے ذکر میں آئی ہے اور وہاں صاف لفظ موجود ہیں سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔ (ترجمہ) آپ صلعم نے سُنا کہ ایک شخص نماز کے اندر دُرود شریف پڑھے بغیر دُعا مانگ رہا ہے (جیسا کہ ہم دُرود شریف کے بعد ربِّ اجْعَلْنِیْ دعا پڑھتے ہیں)

ابوداؤد شریف مجتبائی صفحہ ۲۱۵ باب الدعا میں یہی روایت صاف بتا رہی ہے کہ یہاں نماز کے اندر دُرود شریف پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ شیخ عبدالحق رحؒ نے مدارج النبوۃ میں یہی لکھا ہے۔ امام نودی رحؒ نے شرح صحیح مسلم درود شریف کے بیان میں اس حدیث کا یہی مطلب لیا ہے کہ یہ نماز کے اندر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے صفحہ ۱۷۵/۱ ریاض الصالحین صفحہ ۱۳۵ نیز ملاحظہ ہو شفا شریف صفحہ ۵۰/۲ مصری۔ اور سب سے معتبر شہادت یہ ہے کہ حضرت مُلّا علی قاری رحؒ نے شرح شفا صفحہ ۱۱۲/۲ پر مسئلہ صاف کر دیا ہے۔ وہ شخص نماز کے آخر دعا مانگ رہا تھا اس نے دُعا سے پہلے دُرود شریف نہ پڑھا۔ پھر آپ صلعم نے اس کو بُلا کر عام ارشاد فرمایا جب کوئی شخص نماز پڑھے اور آخری قعدہ میں بیٹھے تو پہلے اللہ کی تعریف

Marfat.com

بیان کرے یعنی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ ...... الخ پڑھے پھر درود شریف پڑھ کر دعا مانگے مستدرک شریف جلد اوّل باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ بھی یہ وضاحت موجود ہے۔ مگر افسوس کہ مشکوٰۃ شریف کی روایت کا ترجمہ کرتے وقت مولوی محمد عمر صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ص۲۱۶ طبع اوّل میں اس حدیث کو نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کی طرف گھسیٹا ہے اور ترجمہ میں کتنی غلطیاں کی ہیں نمبر وار دیکھئے :-

۱۔ "پھر اس نے کہا" بتائیے یہ پھر کہاں سے آ گیا۔

۲۔ "جب تو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ"

جناب مولوی صاحب قَعَدْتَ تو ماضی کا صیغہ ہے امر کے معنی کہاں سے نکل آئے؟

۳۔ "تو فضالہ نے فرمایا"

یہ تو کیا ہے اور کس لفظ کا ترجمہ یا مفہوم ہے؟

۴۔ "کہ اس آدمی عبداللہ بن مسعودؓ نے بعد ازاں نماز پڑھی"

عربی پڑھنے والے طالب علم غور فرمائیں۔ حدیث کے لفظ ہیں ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے یہ ترجمہ کیا ہے پستر نماز گذارد مردے دیگر بعد از مرد نخستیں۔ یعنی کچھ دیر بعد اس پہلے شخص کے بعد ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی۔ مولوی محمد عمر عرب و عجم کے کسی عالم کو اس معاملہ میں ثالث مان لیویں۔ افسوس ہزار افسوس جو لوگ معرفہ اور نکرہ کا فرق بھی نہیں جانتے وہ کتاب لکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ یہ معنی تب ہو سکتا تھا جب کہ حدیث کے الفاظ یوں ہوتے ثُمَّ

صَلِّ الرَّجُلُ اُخْرٰی - اور جناب مولوی صاحب فتویٰ بھی بتا دیجئے۔ کیا نماز میں درود شریف پڑھنا فرض واجب ہے ؟ حنفی مذہب کے مطابق فتویٰ دیں اگر فرض واجب نہیں ہے تو کیا سُنّت اور مُستحب کے ترک پر نماز دوبارہ پڑھنا پڑتی ہے ؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس شخص نے دوبارہ نماز کیوں پڑھی ؟ افسوس ہے اس بات کا کہ ساری کتاب میں ترجمہ کی لفظی معنوی غلطیاں بے شمار ہیں اہلِ علم اپنے علمی مشاغل میں مصروف ہیں اور جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری کتاب لاجواب ہے۔

ناظرین ! اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کے اندر درود شریف پڑھنا ثواب اور بہتر ہے اور دُعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی سے روایت ہے کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے اُوپر کچھ نہیں جاتا۔ درود شریف دُعا کا مضبوط رُکن ہے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ صحابی نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ سے کچھ مانگنا چاہے تو پہلے اللہ کی تعریف بیان کرے جو اس کے لائق ہے۔ پھر درود شریف پڑھے پھر دُعا مانگے۔ یہ بات قبولیت کے لائق ہے۔

فائدہ :- دُعا شروع کرتے وقت اور درمیان میں اور آخر میں درود شریف پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت جابر کی حدیث میں آیا ہے۔ اور ابنِ عطا نے فرمایا ہے کہ دُعا کے کچھ ارکان ہیں، کچھ اسباب اور وقت ہیں۔ ارکان پائے جائیں تو مضبوط ہو جاتی ہے۔ پَر لگ جائیں تو آسمان کی طرف اُڑ جاتی ہے، وقت موافق ہو تو کامیاب ہو جاتی ہے۔ اسباب موافق ہوں تو مقصود پر

Marfat.com

ی پہنچتی ہے۔ دُعا کے ارکان یعنی ستُون یہ ہیں ۔ دِل کا حاضر ہونا ۔ دِل میں
ی اور عاجزی کا پیدا ہونا۔ آنکھیں بند کر لینا۔ عاجزی کی صوُرت بنانا۔ ہر چیز
، دِل ہٹا کر اللہ سے لگانا۔ دُعا کے پَر یہ ہیں۔ سچ بولنا۔ سچ پر قائم رہنا،
ا کا اچھا وقت پچھلی رات ہے اور دُعا کی قبولیت کا سامان درُود شریف
ے۔

ستحب ۲ دُعائے قنوُت کے بعد درُود شریف پڑھنا۔ آنحضرت صلّی اللہ
یہ وسلّم نے جو قنوُت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو سکھایا ہے اس کے
خر میں ہے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۔

ستحب ۳ جمعہ کے خُطبہ میں ۔ اس لئے کہ خطبہ عبادت ہے اور اس
ں اللہ کا ذِکر ضروری ہے پس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذِکر بھی ضروری
ا جیسا کہ اذان اور نماز میں

ستحب ۴ حدیث میں آیا ہے کہ اذان کہنے والے کی آواز سنو تو جو کچھ
کہے تم بھی کہو پھر جب اذان ختم ہو تو مجھ پر درُود پڑھو۔ پھر میرے واسطے
ام وسیلہ کی دُعا مانگو (وہی دُعا جو مشہور ہے) اور وسیلہ اللہ کے بندوں میں
کسی مومن کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وُہ میں ہوں۔ پس جو شخص میرے
سطے وسیلہ کی دُعا مانگے اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی ۔

ٹ) اذان کی اجابت اصل میں تو یہ ہے کہ اذان سُنتے ہی جس کام میں مصروف
ا سے چھوڑ دے۔ چلنے والے کو چاہیئے کہ ٹھہر جائے (مگر یہ ضروری نہیں)
ضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں اذان کے بعد کام کرنا حرام ہے، اور خود

حضرت عائشہ رض چرخہ کاتنا بند کر دیتی تھیں ۔ حضرت ابراہیم زرگر ہتھوڑا پیچھے پھینک دیتے تھے اور حضرت خلف نے ایک گواہ کی شہادت نامنظور کر دی اس جرم میں کہ اذان کے وقت کپڑا بنتا رہا ۔ شاہانِ اسلام اپنی سواری روک لیتے تھے ۔

دینِ اسلام میں مردوں کے لئے نماز باجماعت کی جو اہمیت ہے اُس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہتمام بے شک مناسب اور ضروری ہے ۔

اصل اجابت تو یہی ہے کہ کام چھوڑ کر نماز کے اہتمام میں لگ جائے ۔ پھر یہ بھی مستحب اور بہتر ہے کہ اذان کو توجہ سے سُنے اور موذن کے پیچھے پیچھے اذان کے الفاظ کہتا جائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت اپنے آپ کو نماز کی طرف بلائے ۔ اذان ختم ہوئی تو درود شریف پڑھ کر وسیلہ کی مشہور دُعا پڑھے اور شفاعت کا وعدہ جو اس حدیث میں ہے یہ اپنی جگہ پر صحیح ہے ۔ لیکن بعض گناہ شفاعت سے محروم کرنے والے بھی ہیں ان سے بچنا بھی اپنی جگہ ضروری ہے ۔ سارے دین پر نظر رکھنی چاہیئے (از شامی و بحرالرائق باب الاذان)

مستحب ۵ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے ۔ حدیث میں ہے کہ آپ ؐ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنے آپ پر درود پڑھ کر یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور مسجد سے نکلتے وقت درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (اُمت کو تعلیم دینے کیلئے)

۶ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد

۷ حج اور عمرہ کے احرام میں لَبَّیْکَ کے بعد

Marfat.com

۸- صفا مروہ کرتے وقت لبیک کے بعد۔

۹- ملاقات اور جدائی کے وقت یعنی جب دو مسلمان مل کر بیٹھیں تو غیبت سے بچنے کے لئے کچھ ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھ لیں۔ حدیث میں ہے جب دو مسلمان کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور نہ خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں نہ درود شریف پڑھتے ہیں تو یہ مجلس ان کے لئے افسوس کا باعث بنے گی۔ نیز فرمایا جو لوگ کہیں مل بیٹھے ہیں پھر درود شریف پڑھے بغیر اُٹھ بیٹھتے ہیں اگر جنت میں جائیں گے تو وہاں بھی اس بات کا افسوس کریں گے۔ کیونکہ درود شریف نہ پڑھنے کی کمی کا ان کو علم ہو جائے گا

۱۰- صبح اور شام دس دس بار درود شریف پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔

۱۱- وضو سے فارغ ہو کر

۱۲- کسی وقت کان آواز دیتا ہے۔ اُس وقت۔

۱۳- جب کوئی بات یا کوئی چیز بھول جائے تو درود شریف پڑھنے سے یاد آ جاتی ہے۔ ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔

۱۴- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور اطہر اقدس کی زیارت کے وقت درود شریف پڑھنا۔ کس قدر خوش قسمتی ہے کہ ایک مسلمان روضہ شریف پر خود حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور اس کے جواب میں وعلیک السلام کا انعام حاصل کرے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے ٭ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

Marfat.com

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں، مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے، کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
اُڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پسِ مرگ، کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا، کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

(قصائدِ قاسمیہ)

مطلب:- مولانا فرماتے ہیں میرے دل میں لاکھوں امیدیں ہیں لیکن سب سے بڑی امید یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے کتوں میں میرا نام شمار ہو۔ جب تک زندہ رہوں مدینہ منورہ کے کتوں کے ساتھ پھروں اور جب مروں تو مدینہ منورہ میں دفن ہونا نصیب ہو۔ وہاں کے کیڑے میرا جسم کھائیں۔ اگر یہ نصیب نہ ہو، اور میری قسمت اتنی بلند کہاں کہ مدینہ منورہ کے کتوں کی قطاریں شمار ہو سکوں تو کم ازکم یہ درجہ نصیب ہو کہ میری موت کے بعد ہوا میری مٹی کو اُڑا کر روضہ شریف کے آس پاس بکھیر دے۔ لیکن میری مٹی کا یہ رتبہ کب ہو سکتا ہے کہ گرد و غبار بن کر تیرے کوچے میں پہنچ سکے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اپنی مشہور کتاب زبدۃ المناسک صد ۵۶ پر فرماتے ہیں

"جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ میں بہت کرتا رہے پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے۔ جب عمارت وہاں کی نظر آئے تو درود پڑھ کر کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ وِقَایَۃً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَ اَمَانًا لِّیْ مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔ (ترجمہ:- اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

حرم شریف ہے۔ اِس کو میرے واسطے دوزخ کی آگ سے بچنے کا ذریعہ بنا دے۔ عذاب اور بڑے حساب سے امن کا ذریعہ بنا دے۔)

اور مستحب ہے کہ غسل کرے باوضو، اور کپڑا پاک صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر ہے اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہو لے اور خشوع خضوع جس قدر ہو سکے فروگزاشت نہ کرے، اور عظمت مکان کی خیال کئے ہوئے دُرود شریف پڑھتا ہوا چلے۔ جب مدینہ منورہ میں داخل ہو یہ آیت پڑھے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الآیۃ اور ادب اور حضورِ قلب اور دُعا اور دُرود شریف بہت پڑھے۔ وہاں جا بجا موقع قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے۔ فرماتے تھے:۔ مجھ کو حیا آتی ہے۔ کہ سواری کے کھروں سے اُس سرزمین کو پامال کروں جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہوں اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ (شکر) کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کو نصیب کی۔ پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور بادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگا وے کہ محل ادب اور ہیبت ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ اور بہت پکار کر نہ بولے۔ آہستہ خشوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔

Marfat.com

قبر شریف کی فضیلت میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی شیخ الاسلام پاکستان نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم کی جلد سوم میں ایک مفصل بحث لکھی ہے جس کے چند اقتباسات یہ ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ مواہب اور اس کی شرح میں ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ وہ جگہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ وہ تمام زمین بلکہ زمینِ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ جیسا کہ ابنِ عساکر، باجی ابو الولید سلیمان اور قاضی عیاض نے فرمایا ہے ....

اور تاج سبکی نے کہا ہے کہ وہ جگہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک ہے عرش سے بھی افضل ہے۔ یہ فضیلت اس جگہ کو دفن کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ اور جب آپؐ جنت میں تشریف لے جائیں گے، تو یہی فضیلت اس مقام کو حاصل ہو جائے گی۔ ص۱۹۱

حاصل یہ ہے کہ چونکہ خداوند تعالیٰ کو آپؐ کی روح مبارک کی طرف بہت توجہ اور عنایت ہے۔ اور آپؐ کی روح مبارک کی توجہ بدن مبارک کی طرف ہے جو قبر شریف میں تشریف فرما ہے۔ اس لئے قبر شریف کی طرف جو عنایات اور تجلیات بواسطہ روح مبارک کے ہو رہی ہیں کیا یہ زیادہ ہیں؟ یا عرش عظیم پر وارد ہونے والی تجلیات زیادہ ہیں؟ اس کا فیصلہ دینا ہمارا کام نہیں ہے۔ ص۲۱۱

یہ طویل بحث جو تقریباً چار ہزار الفاظ پر مشتمل ہے۔ قابلِ دید ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور اشعار مذکورہ۔ حضرت مولانا

Marfat.com

رشید احمد گنگوہی اور مولانا شیخ الاسلام کے ان مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرات علماء دیوبند محبت، تعظیم، ادب و احترام کی کس بلندی پر پہنچے ہوئے ہیں، اور جن لوگوں نے ان بزرگانِ دین کی تصنیفات کو دوسرے رنگ میں دکھانے کی کوشش کی ہے وہ کتنا بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ درحقیقت غلط پروپگنڈا ایسی بری بلا ہے کہ اس کی برکت سے خلافتِ راشدہ کا مقدس تاریخی دور شیعوں کے ہاں ظلم و جور کی داستان تصور کیا جاتا ہے۔ اندھیرا دکھانے والے اور روشنی چھپانے والے اس سے پہلے کیا کچھ کر چکے ہیں مگر بھولی بھالی مسلمان قوم پرانے شکاری کے ہر نئے جال میں پھنسنے کو تیار رہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بیان ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ میں تنگی نہیں ہے۔ ادب شرط ہے، ایسے مناسب الفاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی کے لائق ہوں، صلوٰۃ و سلام میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ امام غزالی رحؒ نے قبر شریف پر سلام اس طرح لکھا ہے فرماتے ہیں:-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْنَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَاحِیْ!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَاقِبُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَشِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْرُ

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُطَهَّرُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ وُلْدِ اٰدَمَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاتِحَ الْبِرِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْخَيْرِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا هَادِيَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ

الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ

الْمُؤْمِنِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ

وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلّٰى عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ

كُلَّمَا غَفَلَ عَنْكَ الْغَافِلُوْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

..... الخ نیز فتاویٰ ہندیہ ص۲۷۲

اس کے بعد امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ قبر شریف کی زیارت کرنے والے کو اگر کسی شخص نے سلام عرض کرنے کا پیغام دیا ہو تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ فُلَانٍ یعنی آپ صلعم پر سلام ہو فلاں شخص کی طرف سے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رض اور حضرت سیدنا عمر رض پر سلام پڑھے۔ احیاء العلوم ص۲۳۲ ج۱ فتاویٰ عالمگیری ص۲۷۲ باب الحج۔ قریباً یہی الفاظ فتح القدیر اور فتاوی قاضی خاں میں ہیں۔

سلام سے فارغ ہو کر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے چہرۂ مبارک کی طرف متوجہ ہو کر درود شریف جتنا چاہے پڑھے، حضرت ابو البابہ کا ستون، ریاض الجنت، منبر شریف خصوصیت سے دعا کے مقامات ہیں،

قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں۔ سلام پڑھتے وقت آپ ؐ کی قبر شریف کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔ مُلا علی قاری فرماتے ہیں روضہ شریف کی دیوار اور جالی مبارک کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے اور نہ بوسہ دے کیونکہ صحابہ رضؓ نے ایسا نہیں کیا، اور یہ بات ادب سے قریب ہے۔ کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادتیں ہیں جیسا کہ امام غزالی رحؒ نے بیان کیا شرح شفا صہ ۱۵۲/۲ افسوس کہ عیسائیوں کی تمام عادتیں دیکھا دیکھی مسلمانوں میں آگئیں۔ اور انہی بے ادبی والی باتوں کو ادب سمجھنے لگے۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا صاف ارشاد اس کے متعلق موجود ہے وَاِذَا زَارَ قَبْرًا لَمْ يَضَعْ يَدَهٗ وَلَا يُقَبِّلْهُ فَاِنَّهٗ عَادَةُ الْيَهُوْدِ صہ ۱۰ فصل وَيُسْتَحَبُّ لِمَنْ غضب الخ ترجمہ:۔ جب کسی قبر کی زیارت کرے تو اس پر ہاتھ نہ رکھے اور نہ اس کو بوسہ دے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔ آگے فرماتے ہیں گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص یا کچھ قرآن پڑھ کر کہے۔ اے اللہ! اگر تو نے اس کلام کا ثواب مجھے دیا ہے تو میں اس کا ثواب اس قبر والے کو ہدیہ کرتا ہوں۔ پھر وہ شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ حضرت پیرانِ پیر کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ قبر پر ہاتھ رکھنا یا بوسہ دینا یہودیوں کی عادت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دُعا اللہ سے کرنی چاہیئے اور عجیب بات ہے کہ حضرت پیر صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ دُعا کرتے وقت ان کو وسیلہ ہی بنا لیا جائے۔ ایسی رُوکھی پھیکی باتیں کرنے والوں کو تو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں قبر پر ہاتھ پھیرنے اور بوسہ دینے کو عیسائیوں کی عادت لکھا ہے فرماتے ہیں وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهٗ فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰى (عالمگیری صہ ۲۳۱/۴) امام غزالی رحؒ نے احیاء العلوم میں

Marfat.com

یہی لکھا ہے۔ قبر پہ ہاتھ نہ پھیرے، نہ چھوئے نہ بوسہ دے کیونکہ یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔ ص۱۲۷ نیز حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین ص۶۱۹ فصل الدعا میں فرماتے ہیں:-

رَافِعُ الْوَاسِطَۃِ اِظْہَارًا لِلْقُدْرَۃِ ترجمہ:- دعا میں خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لئے واسطہ اٹھا دیا ہے۔

ان بزرگوں کے ارشادات آپ نے دیکھ لئے ہیں، اور چودھویں صدی کا اسلام بھی آپ کے سامنے ہے۔ سوچنا آپ کا کام ہے۔ اتنی بات یاد رکھئے کہ صحیح حدیثوں میں اس امت کے متعلق جابجا یہودیوں اور نصرانیوں کی پیروی کا جو عظیم خطرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا تھا وہ اس صدی کے قبر پرستوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جتنے کام یہودیوں اور نصرانیوں نے کئے ہیں وہ سب کام مسلمان کہلانے والے کریں گے۔ آج کسی کو قبر پر ہاتھ پھیرنے، یا بوسہ دینے بلکہ سجدہ کرنے سے منع کیا جائے تو ان جاہلوں کے پاس ایک ہی جواب ہے۔ تم وہابی ہو، ہم حنفی ہیں۔ نہ معلوم حنفی کا معنی ان کے نزدیک کیا ہے؟

بھائی مسلمانو! قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، انکارِ بشریت، علم غیب، حاضر ناظر تمام مسائل کی تحقیق مقصود ہو تو کسی دن یہودیوں یا عیسائیوں کے کسی پادری سے جا کر تحقیق کر لیجئے کہ بگڑی ہوئی گمراہ قوم اپنے نبی کو کیا سمجھتی ہے۔ پھر یہی مسائل کسی بریلوی مرکز میں بھیج دیجئے جواب ایک ہوگا۔ پھر وہی فتویٰ کسی شیعہ مجتہد کے پاس بھیجئے، جواب وہی ہوگا۔ پھر کیا ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ بریلویت نے رافضیت اور شیعیت کا دودھ پیا ہے اور شیعیت تو یہود و نصاریٰ کی سازش ہے ہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ فاکہی نے درود شریف کے رسالہ میں

اور جگہیں بھی لکھی ہیں تہجد کے لئے اٹھ کر وضو کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح تہجد سے فارغ ہونے کے بعد۔ جمعہ کی رات جمعہ کے دن، خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد، ہفتہ اتوار اور جمعرات کے دن۔ کعبہ شریف پر نظر پڑتے وقت۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت، طواف کے وقت، حج کے تمام مناسک میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی یادگاروں کی زیارت کے وقت۔ مثلاً مسجدِ قبا مقامِ بدر و اُحد، نیز خرید و فروخت کے وقت، وصیت لکھتے وقت، سفر کا ارادہ کرتے وقت۔ سواری پر سوار ہوتے وقت، منزل پر اُترتے وقت۔ بازار میں آتے وقت اور بازار سے نکلتے وقت۔ کوئی شغل اور غفلت پیدا ہونے کے وقت کسی دعوت پر حاضری کے وقت، دعوت سے واپسی کے وقت، گھر میں آتے جاتے وقت۔ آفت نازل ہونے کے وقت خوف کے وقت، حاجت پیش آنے کے وقت۔ جانور بھاگ جانے کے وقت، غلام بھاگ جانے کے وقت، بلکہ کوئی چیز گم ہو جانے کے وقت، غم اور سختی کے وقت، طاعون دُور کرنے کے لئے، جب ڈوبنے کا خوف ہو، جب پاؤں سو جائے۔ برتن سے پانی پیتے وقت، گناہ ہو جانے کے بعد (تاکہ توبہ کی توفیق ہو، اور گناہ کا کفارہ ہو) مسلمان بھائی کی ملاقات یا مصافحہ کے وقت، ایسی مجلس میں جہاں دین کے لئے اجتماع ہو، ختم قرآن مجید کے وقت، حفظِ قرآن کی دعا مانگتے ہوئے۔ مباح کلام کے وقت۔ علم پڑھانے سے پہلے، خصوصاً علم حدیث اور وعظ کے وقت، حدیث پڑھنے کے وقت اوّل آخر درود شریف پڑھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں کوئی ذکر مسنون ہے، وہاں درود شریف کی مناسبت

Marfat.com

بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگرچہ درود شریف کے متعلق کوئی حدیث موجود نہیں ہے تاہم چونکہ نماز کے بعد کچھ ذکر کرنا سنت ہے۔ اسی مناسبت سے درود پڑھنا بھی مستحب قرار دیا گیا ہے۔ علامہ ابن قیم زاد المعاد ص ۶۹ ج ۱ پر فرماتے ہیں نماز کے بعد جو ذکر سنت ہیں ان کے بعد درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اس کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ اس تازہ عبادت کے متعلق ہوگی۔ یعنی نماز کے بعد جو ذکر اذکار ہیں ان کے ساتھ درود شریف اور دعا بھی آخر میں موجود ہے، لیکن نماز کے بعد جو ذکر کیا مثلاً کلمہ شریف یا سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ پڑھا تو اس کے بعد درود شریف پڑھنا چاہئے تاکہ ذکرِ الٰہی قبول ہو، اور اس کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ان اذکار کے متعلق ہے۔

فصل آٹھویں، کہاں کہاں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے

فتاویٰ شامی جلد اول ص ۴۸۱ میں سات جگہیں لکھی ہیں۔

۱۔ جماع کے وقت ۲۔ بول براز کے وقت ۳۔ مالِ تجارت کی خوبی بیان کرنے کے لئے ۴۔ غلطی ہوجانے کے وقت ۵۔ تعجب کے وقت ۶۔ ذبح کے وقت ۷۔ چھینک کے وقت۔ اس کے علاوہ ۸۔ جب خطبہ میں آپ کا نام مبارک خطیب کی زبان پر آئے تو سننے والے درود شریف نہ پڑھیں کیونکہ خطبہ سنتے وقت خاموشی ہونی چاہئے ۹۔ قرآن پڑھتے وقت اگر آپؐ کا نام مبارک کسی آیت میں آجائے تو بہتر یہی ہے کہ وہاں درود شریف نہ پڑھے۔ تلاوت سے فارغ ہوکر پڑھ لے ۱۰۔ پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا منع ہے۔

Marfat.com

مسئلہ :- درود شریف پڑھتے ہوئے جب آپؐ کا نام مبارک زبان پر آئے تو اس موقع پر درود شریف نہیں پڑھا جاتا ورنہ یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہو سکتا۔

تشریح :- جماع اور پیشاب پاخانہ کے وقت خاص دعائیں مقرر ہیں وہ معلوم کی جائیں۔ تاجر اپنا مال تجارت دکھاتے وقت کچھ کلمہ کلام یا درود شریف پڑھ دیتے ہیں جس کا مقصد گاہک کے سامنے اس جنس کی تعریف کرنا ہوتا ہے۔ ایسے گھٹیا مقصد کے لئے کوئی کلام نہ پڑھی جائے جب کہ یادِ الٰہی اور ثواب کی غرض نہ ہو۔ اسی طرح کسی غلطی کا اعتراف کرنے کے بعد درود شریف کو تکیہ کلام بنانا بھی اچھا نہیں۔ تعجب کے وقت بھی درود شریف پڑھنا بے موقع ہے۔ کیونکہ درود شریف پڑھتے وقت عبادت اور طلبِ ثواب کی نیت ہونی چاہئے (ذبح کے وقت بسم اللہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے شرک کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ شرک نہیں ہے۔ اور شرک تو اس طرح ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالنَّبِیِّ اللہ رسول کے نام پر ذبح کرتا ہوں۔ اس صورت میں وہ جانور یقیناً حرام ہو جاتا ہے۔ کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے (شرح شفاء ص ۱۱۵) چھینک لگانے کے موقع پر بھی درود شریف پڑھنا بعض علماء نے مکروہ لکھا ہے، اس کی دلیل مشکوٰۃ شریف باب العطاس کی یہ روایت ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس چھینک لگائی پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کے موقع پر صرف یہ سکھایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ حضرت

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"یعنی درود اور سلام کی فضیلت میں کیا شک ہے لیکن جس طرح حکم ہوا ہے اسی طرح کرنا چاہیئے۔ صاحب شریعت نے ہر بات کا موقع اور محل مقرر کیا ہے وہ بات اسی جگہ کہنی چاہیئے۔ چنانچہ رکوع میں قرآن شریف پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ مواہب لدنیہ میں اسی طرح لکھا ہے، اور شفاء میں ہے کہ ابن حبیب نے ذبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مکروہ کہا ہے اور سمنون نے تعجب میں درود شریف پڑھنا مکروہ کہا ہے۔

فائدہ۔ دو موقعے ایسے ہیں جہاں اللہ کے نام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ ذبح اور چھینک کے وقت۔ پس اس موقع پر اللہ کے نام کے ساتھ محمد رسول اللہ نہیں کہنا چاہیئے۔ اسی طرح اذان کے اخیر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد (بعض لوگ محمد رسول اللہ کہتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے"۔ مدارج النبوت ص ۱۸۲

حضرت شیخؒ نے باب العطاس کی اس روایت پر لمعات شرح عربی میں یوں لکھا ہے "مناسب ہے کہ ذکر اور دعا صرف ان باتوں پر موقوف ہو جو منقول ہیں اس میں کمی اور زیادتی نہ کی جائے ایسی باتوں میں زیادتی کرنا درحقیقت نقصان کرنا ہے۔ جیسا کہ اذان میں لا الٰہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ نہیں زیادہ کرنا چاہیئے۔ اور ایسی مثالیں بہت ہیں"۔ (لمعات)

بھائی مسلمانو! یہ اصول بہت ضروری اور قیمتی ہے۔ اس کو کبھی نہ بھولنا چاہیئے صاحب شریعت نے ہر بات کے لئے جو قاعدہ مقرر کیا ہے اس سے آگے بڑھنا دین

Marfat.com

دین پر زیادتی کرنا ہے۔ جو لوگ اپنی مرضی سے دین میں تبدیلیاں کرتے ہیں وہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ صحابی کی بات پر غور کریں چھینک لگانے کے ساتھ الحمد للہ تو پڑھا ہی جاتا ہے اس کے ساتھ سلام بھی پڑھ دیا تو کیا حرج تھا۔ مگر آپ نے منع کر دیا کیونکہ یہ دین پر زیادتی ہے۔ اور دین پر زیادتی وہ شخص کرتا ہے جو دین کو نامکمل اور ناقص سمجھتا ہے۔ چنانچہ حنفیوں کے مذہب میں پہلے قعدہ میں درود شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جو چیز جہاں ثابت نہیں ہے۔ وہ دین پر زیادتی ہے۔

کاش کہ آج مسلمان قوم اس قاعدہ کو سمجھ لے پھر سب جھگڑے ختم ہو جائیں۔ بھائی مسلمانو! ہمارا دین جتنا پیچھے جائیں سچا اور پکا ہے۔ جتنا ہم آگے بڑھیں گے کمزور اور بناوٹی بن جائے گا۔ حضرات علماء دیوبند کو صرف اس لئے بدنام کیا جاتا ہے کہ وہ دین کے باغ میں گھاس پھوس اور جنگلی بوٹیوں کی جڑیں کھود کر نکال دیتے ہیں۔ اصل اور نقل کا فرق قائم رہنا ہی دین کی زندگی ہے۔ اور بھائیو دین کا درخت پتے دھونے سے کس طرح چمک سکتا ہے جب کہ اس کی جڑیں ہی پیاسی ہوں۔

حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین باب العقاید میں فرماتے ہیں۔

"عقل مند، مومن دانا کو چاہیئے کہ دین کی پیروی کرے اور بدعت نہ نکالے کسی معاملہ میں حد سے نہ بڑھے۔ بہت گہرائی میں نہ جائے اور تکلف، یعنی بناوٹ نہ اختیار کرے تاکہ گمراہی اور پھسلن سے بچے۔ عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی نے فرمایا۔ پیروی کرو، نئی باتیں نہ نکالو، کیونکہ تمہارا دین کافی ہے ناکافی نہیں ہے"۔ ص۱۴۲ نولکشوری

Marfat.com

درحقیقت دینِ حنیف کے اصلی دشمن وہی لوگ ہیں جو پیروی کو چھوڑ کر سیدھے سا
دین کے فطری حسن کو وہم وسواس اور بناوٹی خوبصورتی میں چھپا رہے ہیں۔ دی
نئی باتیں کن لوگوں نے پیدا کیں؟ اس کا جواب صرف ایک ہے یعنی بریلوی حضرات
تحقیق کے لئے دیکھو چراغ سنّت صہ۱۵ پہلے زمانے میں تو اِن چیزوں سے کوئی
بھی نہ تھی صرف پچھلے لوگوں نے اِن چیزوں کو پسند کیا ہے نیز صہ۵۳، صہ۵۴، صہ
حضرت امام مجدد الف ثانی کا فیصلہ، نیز صہ۱۴۷، صہ۲۷۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ان
نے تھوڑی مدّت سے کچھ بدعتیں نکالی ہیں جن کا رواج اب تک صرف چند شہروں میں
بہت ہو سکا ہے۔ اسلامی دنیا ان چیزوں کے نام تک سے بے خبر ہے۔ ان مسائل
وجود قرآن وحدیث اور فقہ پر ناجائز بوجھ اور زیادتی ہے اس لئے بریلوی حضرات
مورچہ کمزور دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور جاہلوں کو فریب کے جال میں پھانسنے کے لئے
ایک نیا محاذ بنایا کہ حضرات علمائے دیوبند (معاذ اللہ) بے ادب ہیں۔ ان لوگوں نے فلاں
کتاب میں یوں لکھا ہے، فلاں کتاب میں یوں لکھا ہے اور بعض اوقات اپنے تراش
کی تصدیق کے لئے اصلی کتابیں منگا کر علماء یہود کی طرح اصل بات پر انگلی رکھ کر تراشی
دکھا دیتے ہیں۔ اب ان لوگوں کا مستقل شغل یہی ہے۔ اس شور وغوغا کی پناہ میں
بے بنیاد مسائل کی خیر منانا چاہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کے وعظوں میں
غلط بیانی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ عجیب مذہب ہے۔ اب اس مذہب کے بنیادی
اصول یہ ہیں۔

۱۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جدا کیا اس
دونوں کی حقیقت ایک ہے۔ ایک ہی قوت ہے، ایک ہی بھید ہے۔ معراج کی ر

ور اپنی اصل سے بدل گیا۔ عرش پر رہنے والا خدا زمین پر مصطفیٰ بن کر آگیا۔

۔ خدا ذاتی خدا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطائی خدا ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایک نور کے دو ٹکڑوں میں یہ ذاتی اور عطائی کا فرق بھی
ں ہے؟ جب دونو کا نور ایک ہے تو فرق کرنا غلطی ہے۔ پھر یہ تو سب علماء مانتے
ساری کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئی اس لئے سب کو
کہنا چاہیئے اور خدا کی خدائی کو ختم کرنے کے لئے یہ نظریہ کتنا مبارک ہے کیونکہ
س سال سے بریلوی قافلہ اس راستہ پر لگاتار دوڑ رہا ہے۔ اس سفر کی آخری
ہی ہوگی کہ ہم سب خدا ہیں۔ سب لوگ اور سب چیزیں حضورؐ کے نور سے پیدا
یں اور حضورؐ کا نور اللہ کے نور کا ایک ٹکڑا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضورؐ تو عطائی
ہوں اور ہم نہ ہوں۔ خدا بننے کی سکیم اچھی ہے نماز روزہ بھی معاف ہو جائے گا
ن پھر تبرک شریف کی مشکل پیش آئے گی

۔ نعت خواں بے نماز ہو تو اچھا ہے۔ مسجد میں جماعت ہو رہی ہے نعت خواں مسجد
دروازہ پر سگریٹ کے کش لگا رہا ہے اور جب نمازی نماز سے فارغ ہو جائیں تو
لی اللہ علیک یا رسول اللہ کی آواز سنتے ہی نعت خواں مسجد میں آدھمکے،
ی منڈا ہو تو سبحان اللہ اور نو عمر ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ ناز وادا سے آراستہ
و پھر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

تبرک شریف بزرگوں کی نذر بھی ہے۔ بانٹنے والوں کی ملکیت بھی ہے۔ اس لئے
ر غریب آشنا اور بیگانہ سب کو فرق سے دیا جائے۔ تعلقات بھی تو پالنے ہیں،
دینِ اسلام کی رونق صرف چند چیزوں میں ہے۔ مسجد میں بہت زیادہ روشنی کرنا

پیر صاحب کی گیارھویں قضا نہ ہو۔ کونڈے ضرور بھرے جائیں ۔تیجا۔ چوتھا، سالانہ عُرس وغیرہ زندہ رہیں ۔مصیبت کے وقت خدا کو نہ پکارا جائے۔ اس میں بزرگوں کی بے ادبی ہوتی ہے بلکہ بزرگوں کو پکارا جائے۔ ہم کو دینے والے وہی ہیں۔ ہمیں کیا غرض اپنے پاس سے دیتے ہیں یا خدا سے لے کر دیتے ہیں۔ وعظ میں نماز، روزہ عبادات اور اخلاق، سیاست اور اقامتِ دین کی تعلیم نہ دی جائے کیونکہ اس صورت میں لوگ سنجیدہ ہو جاتے ہیں بلکہ دیوبندیوں سے نفرت دِلائی جائے ۔ گیارھویں کی رغبت دِلائی جائے۔ بشریت، حاضر ناظر اور علمِ غیب کے مسائل پر عوام کے دماغ کو پریشان رکھا جائے اور سوچنے کا موقع نہ دیا جائے۔

۶۔ قبروں پر گنبد بنانا۔ میلے کرنا۔ منتیں ماننا۔ چڑھاوے چڑھانا۔

فصل نویں درُود شریف کے فائدوں کے بیان میں

درُود شریف کے فائدے بے شمار ہیں۔ دُنیا اور آخرت کی تمام برکات، اور بھلائیاں درُود شریف سے ملتی ہیں۔ اور سب سے بڑی بزرگی تو قرآن کریم کی آیت پارہ ۲۲ میں مذکور ہے۔ یعنی درُود شریف پڑھنے والا فرشتوں کے، اور خداوند تعالیٰ کے کام میں شامل ہوتا ہے۔ صحیح حدیث شریف میں ہے جو شخص مجھ پر ایک بار درُود پڑھتا ہے اَللّٰہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

سوال۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایک رحمت ہو، اور درُود پڑھنے والے پر دس ہوں۔

جواب۔ آپؐ پر جو رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی ہیں وہ تو بے حساب اور بے

ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رض سے روایت ہے کہ ایک دن آپؐ صحابہ رض کو بہت خوش نظر
تھے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپؐ بہت خوش
وش نظر آتے ہیں۔ سبب کیا ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام پیغام لائے ہیں جو شخص
آپؐ پر ایک دفعہ درود اور سلام بھیجے گا خداوند تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود اور
سلام بھیجیں گے۔ فرمایا جو شخص مجھ پر جتنی دیر درود بھیجتا ہے اتنی دیر اس پر
رحمت برستی رہتی ہے پس انسان کو اختیار ہے جتنی رحمت چاہے حاصل کرے
ایک روایت میں ستر رحمتوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ زیادہ بھی ہو سکتی ہیں، کیونکہ
درجات کی بلندی اخلاص، محبت اور پرہیزگاری کے اندازہ پہ ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ مجھے آپؐ پر
زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کا شوق ہے۔ جتنا وقت میں اپنے لئے دعا
کرنے پر خرچ کرتا ہوں اس میں سے کتنا درود شریف پر خرچ کروں؟ فرمایا
جتنا چاہے۔ عرض کیا کیا چوتھا حصہ کافی ہے؟ فرمایا جتنا تیری مرضی، زیادہ
کرے تو اور بہتر ہے۔ عرض کیا نصف یعنی آدھا۔ فرمایا تیری مرضی لیکن زیادہ
کرے تو اور بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی فرمایا تیری مرضی۔ عرض کیا اب میں
اپنی ذات کے لئے دعا کرنا بھی چھوڑ دوں گا اور سارا وقت درود شریف پر
خرچ کروں گا۔ فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو تیرے سارے فکر دور ہو جائیں گے
اور تیرے گناہ بخشے جائیں گے۔ (صحاح)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن عاص سے روایت ہے کہ قیامت کے دن حضرت
آدم علیہ السلام عرش الٰہی کے قریب دو سبز کپڑے پہنے کھڑے ہوں گے جو شخص بھی

Marfat.com

جنت یا دوزخ کو بھیجا جائے گا اسے دیکھ رہے ہوں گے۔ اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام دیکھیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمتی دوزخ میں بھیجا جارہا ہے۔ آدم علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلائیں گے کہ یہ آپ کا اُمتی دوزخ میں جارہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں یہ حالت دیکھ کر فرشتوں کو پیچھے سے بلاؤں گا اے میرے اللہ کے فرشتو! ٹھہر جاؤ۔ فرشتے کہیں گے ہم صرف وہی کام کرتے ہیں جس کا ہمیں اللہ کی طرف سے حکم ملا ہے آپ مایوس ہوکر اپنی ڈاڑھی مبارک دائیں ہاتھ میں پکڑ کر عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر عرض کریں گے اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن میری اُمت کے معاملہ میں میری رسوائی نہ ہوگی۔ عرش الٰہی سے آواز آئے گی اے فرشتو! محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو، اور اس بندہ کو واپس حساب کی جگہ پر لاؤ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے ایک سفید ٹکڑا نکال کر بسم اللہ پڑھتے ہوئے ترازو کے داہنے پلڑے میں رکھ دیں گے جس سے اس شخص کی نیکیاں بدیوں پر بھاری ہوجائیں گی۔ ایک آواز آئے گی یہ شخص خوش نصیب ہوگیا۔ اس کی تولیں بھاری ہوگئیں۔ اسے جنت میں لے جاؤ۔ فرشتے جنت کو لے کر چلیں گے تو وہ شخص کہے گا اے فرشتو! ذرا ٹھہر جاؤ میں پوچھ تو لوں یہ شخص کون ہے جس کی اللہ کے دربار میں اتنی عزت ہے۔ پھر وہ شخص عرض کرے گا میرے ماں باپ قربان آپ کی کیسی اچھی صورت اور کیسا اچھا خلق ہے۔ آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے گناہ معاف کرا دئے اور میرے آنسوؤں پر رحم کیا۔ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور یہ ٹکڑا وہ درود شریف ہے جو تو

Marfat.com

بڑھا کرتا تھا عین ضرورت کے وقت تجھے کام آیا (تفسیر روح المعانی صہ ۸۳/۸ بحوالہ ابن ابی الدنیا والنمیری فی کتاب الاعلام)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے خداوند تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے، دس درجے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص یہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اس کے لئے شفاعت ضروری ہو گئی۔

حدیث:- قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہو گا جو سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہو۔

حدیث:- جو شخص اذان کے بعد کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اس پر میری شفاعت حلال ہو گئی۔

حدیث:- جس نے مجھ پر دس بار سلام پڑھا گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

حدیث:- قیامت کے دن کچھ لوگ میرے پاس ایسے بھی آئیں گے جن کو میں صرف زیادہ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے پہچانوں گا۔ قیامت کے خوفناک واقعات سے زیادہ خلاصی پانے والا وہی ہو گا جو زیادہ درود شریف پڑھتا ہو۔

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں۔ درود شریف گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھاتا ہے اور سلام غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

Marfat.com

(شفا شریف جلد دوم صہ ۵۹ تا ۶۱ مدارج النبوۃ صہ ۱۸۵ تا صہ ۱۸۶)

معلوم ہوا کہ درود اور سلام تمام برکتوں اور بھلائیوں کا خزانہ ہے۔ نورانیت اور خوش نصیبی کا دروازہ ہے۔ جو لوگ روحانی صفائی اور دل کی کشائش کے طلبگار ہیں ان کو درود شریف کامل پیر کا کام دیتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں جب کہ سنت کے تابع پیر بہت ہی کم ہیں اور اکثر تو یہاں تک بے احتیاط واقع ہوئے ہیں کہ مریدنی کو بے پردہ سامنے بٹھا لیتے ہیں بلکہ مٹھی چاپی بھی کرا لیتے ہیں اور یہ کس قدر بے انصافی ہے کیا ان لوگوں کو شریعت کے حدود معاف ہو چکے ہیں؟ کیا تصوف اور سلوک کا معیار بزرگانِ دین کے ہاں یہی تھا؟ کیا شریعت یا طریقت میں کسی عالم دین یا صوفی نے اس کی اجازت دی ہے؟ قرآن حدیث، فقہ نے تو تمام مسلمان عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کا حکم دیا ہی ہے۔ اور غیر محرم وہ ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکتا ہے (بشرط زوال موانع) لیکن ہم ان بزرگوں کو حضرت امام مجدد الف ثانی کی تعلیم کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"نوشتہ بودند کہ بعضے عورات طلب مشغول مے نمایند اگر محارم اند چہ مانع است والا در پردہ بنشینند و طریقہ را اخذ نمایند (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۶ صہ ۲۸)

ترجمہ:- حضرت امام مجدد الف ثانی ایک خط میں جو میاں بدیع الدین رح کے کچھ سوالات کے جواب میں لکھا ہے، فرماتے ہیں، آپ نے لکھا تھا کہ بعض عورتیں مرید بننا چاہتی ہیں۔ اگر محرم ہیں تو کیا حرج ہے اور اگر غیر محرم ہیں تو پردہ میں بیٹھ کر طریقہ سیکھیں۔

Marfat.com

بزرگانِ دین کے ارشادات دیکھئے اور چودھویں صدی کے پیروں کا رویہ بھی دیکھئے، آج کل پیری مریدی اچھی خاصی تجارت ہے۔ مگر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی پیر کو مرید کا کھانا کھانے سے منع کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ فَطَعَامُ الشَّيْخِ مُبَاحٌ لِلْمُرِيْدِ وَطَعَامُ الْمُرِيْدِ حَرَامٌ فِيْ حَقِّ الشَّيْخِ (غنیۃ الطالبین ص ۲۴۶ نولکشوری مترجم)

ترجمہ:۔ پیر کے گھر سے کھانا مرید کو حلال ہے۔ اور مرید کے گھر سے کھانا پیر کے لئے حرام ہے۔

بھائی مسلمانو! سچے اور جھوٹے پیر کی پہچان کچھ مشکل نہیں امام مجدد الف ثانی مریدنی کے لئے پردہ ضروری قرار دیتے ہیں لیکن ہمارے پاکستانی پیروں کا حال آپ کو معلوم ہے۔ حضرت پیرانِ پیر یعنی گیارھویں والے پیر صاحب پیر کو مرید کے گھر کا کھانا حرام بتاتے ہیں مگر آج کل کے پیر مریدوں کی ہڈیاں بھی چبا جاتے ہیں۔ اب بات صاف ہوئی کہ یہ پیر بزرگانِ دین کے طریقہ پر نہیں ہیں اور سنت کے تابع پیر تو بہت ہی کم ہیں ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ درود شریف کامل پیر کا کام دیتا ہے اس لئے درود شریف کے ذریعہ سے ہر مسلمان براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے فیض حاصل کر سکتا ہے امید ہے کہ درود شریف کی برکت سے عادات اور اخلاق بھی درست ہو جائیں اور اللہ کی جناب میں قرب و قبول نصیب ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض اولیاء اللہ مرید کو سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور درود شریف کا وظیفہ بتاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ سورۂ اخلاص سے ہم نے خداوند تعالیٰ کو پہچانا اور درود شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور شاذلیہ سلسلہ جو درحقیقت

Marfat.com

سلسلۂ قادریہ کی ایک شاخ ہے۔ کے بزرگوں نے فرمایا ہے۔ مُرشدِ کامل نہ ملنے کی صورت میں خداوند تعالیٰ کی جناب میں قُرب و قبول حاصل کرنے کے لئے۔ احکامِ شریعت کی پابندی، ہمیشہ ذکر کرنا، اور کثرت سے دُرود شریف پڑھنا کافی ہے۔ دُرود شریف میں زیادہ مشغول ہونے سے دِل میں ایک نُور پیدا ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ سے راستہ طے ہوتا ہے۔ اَللہ کی جناب سے مدد اور فیض ملتا ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت پر پابندی کے ذریعہ سے آپؐ کی رُوح مبارک سے فیض حاصل کرنا اور دُرود شریف کے باعث آپؐ سے تعلق بڑھانا طریقہ شاذلیہ کا بنیادی اصُول ہے (مدارج النبوت ص۱۸۶)

شیخ فرماتے ہیں :-

"میرے پیر و اُستاد شیخ عبدالوہاب مُتّقی نے جب مجھے مکّہ معظّمہ سے مدینہ منوّرہ کے سفر پر رخصت کیا تو فرمایا۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ اس سفر میں فرائض کے بعد دُرود شریف سے افضل کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ اور جب مَیں نے تعداد کے متعلق پُوچھا تو آپؐ نے فرمایا گنتی مقرر نہیں ہے۔ اتنا پڑھو کہ زبان ہر وقت تر و تازہ رہے اور اس کے رنگ میں رنگے جاؤ۔

عام طور پر فرماتے تھے کہ رُوحانی صفائی کے طلبگار کو چاہیئے کہ دُرود شریف کا ایک وظیفہ مقرر کرے جو ایک ہزار سے کم نہ ہو۔ اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو ہر نماز کے بعد سَو دفعہ ضرور ہو اور رات دِن میں تین سَو سے کم تو ہرگز تجویز نہ کرتے تھے" (مدارج النبوّت ص۱۸۶)

سونے کے وقت کچھ دُرود شریف ضرور پڑھنا چاہیئے۔ دُرود اور سلام کا ایک

Marfat.com

بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے تو آپؐ خود جواب میں وعلیک السلام فرماتے ہیں۔ اس ذریعہ سے آپؐ کا سلام ہم گنہگاروں کو نصیب ہو جاتا ہے۔ گویا کہ بڑی بھاری برکت بھی حاصل ہوئی اور ہمکلامی کا شرف بھی نصیب ہوا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ خَالِدَۃً مَعَ خُلُوْدِکَ وَصَلٰوۃً لَا مُنْتَھٰی لَھَا دُوْنَ مَشِیَّتِکَ وَ صَلٰوۃً عِنْدَ کُلِّ طَرْفَۃِ عَیْنٍ وَتَنَفُّسِ کُلِّ مُتَنَفِّسٍ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ درود اور سلام بھیج ہمارے سید و سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ایسا درود جو ہمیشہ رہے جب تک تیری ذات موجود ہے۔ باقی رہے جب تک تو باقی رہے۔ ایسا درود جو ختم نہ ہو جب تک تو چاہے۔ اور ایسی رحمتیں جو ہر آنکھ جھپکنے کی دیر میں آپؐ پر پہنچیں اور ہر سانس لینے والے کے سانس کے ساتھ

سُبْحَانَ اللہ! درود شریف کس قدر مبارک اور پاکیزہ کلام ہے کہ اس کی برکت سے آپؐ کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے درود شریف کے یہ فوائد بھی بیان کئے ہیں۔ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب۔ بیس دفعہ جہاد میں شامل ہونے کا ثواب۔ دعا کا قبول ہونا۔ شفاعت نصیب ہونا۔ آپؐ کا قرب حاصل ہونا جنت میں داخل ہوتے وقت آپؐ کے کندھوں سے کندھا ملنا۔ قیامت کے دن آپؐ کے ساتھ زیادہ تعلق حاصل ہونا۔ قیامت کے دن آپؐ درود شریف پڑھنے والے کی تمام ضرورتوں کا انتظام فرمائیں گے۔ دنیا میں اس کے تمام کام

Marfat.com

بنتے جاتے ہیں - ساری حاجتیں پوری ہوتی ہیں گناہ بخشے جاتے ہیں - یعنی درود شریف گناہوں کا کفارہ ہے - صدقہ خیرات کے قائم مقام ہے بلکہ صدقہ سے افضل ہے - مشکلیں آسان ہوتی ہیں - بیماریاں دور ہوتی ہیں - خوف اور بھوک دور ہوتی ہے - کسی شخص پہ جھوٹی تہمت، ہو تو درود شریف پڑھنے سے دور ہو جاتی ہے - دشمنوں پر مدد ملتی ہے - اللہ کی رضا محبت، رحمت حاصل ہوتی ہے - فرشتے اس کو دعائیں دیتے ہیں مال پاک ہوتا اور بڑھتا ہے - دل کی صفائی نصیب ہوتی ہے - فرصت اور فراغت میسر آتی ہے - سب کاموں میں، مال اسباب میں، کاروبار میں، اولاد میں، اولاد کی اولاد میں چار نسلوں تک برکت رہتی ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قیامت کی مشکلات سے نجات ملے گی - موت کے وقت آسانی نصیب ہو گی - دنیا کی بربادیوں ہلاکتوں اور گردشوں سے نجات ملتی ہے - بھولی ہوئی چیزیں یاد آتی ہیں - غریبی دور ہوتی ہے - ضرورتیں کم ہو جاتی ہیں - جس مجلس میں درود شریف پڑھا جائے وہ مجلس پاکیزہ ہو جاتی ہے - رحمتِ الٰہی اس مجلس کو ڈھانک لیتی ہے پل صراط سے گزرتے وقت نور یعنی روشنی اور ثابت قدمی نصیب ہو گی - جلدی پار جانا نصیب ہو گا - مگر درود شریف کا تارک ان برکتوں سے محروم ہے -

درود شریف پڑھنے والے سے مسلمان محبت کرتے ہیں - قیامت کے دن اس کو آپؐ کے ساتھ مصافحہ یعنی ہاتھ ملانا نصیب ہو گا - خواب میں آپؐ کا دیدار نصیب ہوتا ہے - فرشتے اس شخص سے محبت کرتے ہیں اس کا درود سنہری قلم سے لکھتے ہیں - اس شخص کے لئے بھلائی کی دعا اور استغفار کرتے ہیں - فرشتے کثرت سے درود پڑھنے والے کے گناہ لکھنے میں تین دن کا انتظار کرتے ہیں

کہ شاید توبہ کرے۔ لوگ اُس کی غیبت سے رُک جاتے ہیں۔ قیامت کے دن عرشِ عظیم کے سایہ میں ہوگا۔ ترازو پر اس کی نیکیاں بھاری ہوں گی۔ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہے گا۔ دُنیا و آخرت کی بہتری سمجھ میں آتی رہتی ہے (مدارج النبوت صفحہ ۱۸۷)

سوال: درود شریف پڑھنا افضل ہے یا قرآن کریم کی تلاوت؟

جواب: فتاوٰی عالمگیری صفحہ ۱۹ میں ہے جن وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے اُن وقتوں میں تلاوتِ قرآن کی بجائے درود شریف دُعا اور تسبیحات وغیرہ عام وظائف افضل ہیں۔

فصل دسویں۔ درود شریف کا آپؐ کو کس طرح پتہ چلتا ہے؟

(نوٹ) یہ فصل شفاء شریف اور شرح شفاء مُلّا علی قاریؒ سے لائی گئی ہے شفاء شریف میں اس مضمون کا ایک بیان ہے وہ پُورا پُورا یہاں درج کیا جاتا ہے

فَصْلٌ فِیْ تَخْصِیْصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَبْلِیْغِہٖ صَلٰوۃَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت سے یہ شرف اور بزرگی حاصل ہے کہ جو شخص آپؐ پر درود اور سلام پڑھتا ہے آپؐ کو اس کی خبر پہنچ جاتی ہے،

بھائی مسلمانو! ہر زمانہ میں عُلمائے اسلام کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ قبر شریف پر درود اور سلام آپؐ خود سنتے ہیں، اور دُور سے پڑھنے والوں کا درود اور سلام آپؐ کو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ یہ دونو باتیں آپؐ کے لئے خصوصی نشان اور معجزہ ہیں کیونکہ آپؐ کے سوا یہ دونو باتیں کسی نبی ولی کو حاصل نہیں ہیں۔ یہی بات صحیح

Marfat.com

حدیثوں سے ثابت ہے مگر حاضر ناظر کہنے والے ہر مسئلہ میں غالی ثابت ہوئے ہیں، اور ان لوگوں نے یہ نیا عقیدہ گھڑا ہے کہ آپؐ ہر جگہ موجود ہیں اور جو شخص جہاں بھی درود اور سلام پڑھتا ہے آپؐ اس کو خود سنتے ہیں۔ اب یہ انصاف کرنا آپ لوگوں کا کام ہے کہ حدیث شریف میں کیا عقیدہ بیان ہوا ہے اور یہ لوگ کدھر جا رہے ہیں۔ اس فصل میں شفاء شریف کا پورا بیان لکھ دیا ہے۔ غور سے پڑھئے۔

حدیث ۱۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے میرا اللہ میری رُوح مجھے واپس دیتا ہے تو میں اُسے وعلیک السلام کہتا ہوں یہ حدیث ابوداؤد مسند امام احمد بن حنبلؒ اور بیہقی میں ہے۔ اہلِ سُنّت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آپؐ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ پھر رُوح واپس کرنے کا کیا مطلب ہے؟ مُلّا علی قاری فرماتے ہیں "ابنِ حجر نے کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ بولنے کی طاقت بخشتے ہیں تو میں وعلیک السلام کہتا ہوں۔ قاضی نے کہا ہے کہ آپؐ کی رُوح مبارک ہر وقت بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہے سلام کا جواب دینے کے لئے خداوند تعالیٰ آپ کو ادھر متوجہ کرتے ہیں۔ ابن الملک نے کہا ہے رُوح واپس کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ آپؐ کو خبر دیتے ہیں فلاں شخص نے آپؐ پر درود و سلام پڑھا ہے"۔ مرقاۃ ص۲ تقریباً شرح شفاء میں بھی یہی مضمون ہے ص ۱۴۲/۲

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعۃ اللمعات میں یوں لکھا ہے

"رُوح واپس آنے کا مطلب بار بار جُدا ہو کر واپس آنا نہیں ہے۔ بلکہ عالم برزخ کے حالات سے اِدھر متوجہ ہونا مُراد ہے۔ بلکہ سنّت الٰہی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی رُوح موت چکھنے کے بعد واپس کر دی

Marfat.com

جاتی ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ سلام کا جواب کیا صرف
قبر شریف کے زائرین کو ملتا ہے یا تمام سلام پڑھنے والوں کو جو التحیات
وغیرہ میں پڑھتے ہیں۔ ظاہر بات تو یہی ہے کہ سب کو ملتا ہے۔ لیکن فرق
یہ ہے کہ :۔ الّا آنکہ سلام زائراں را بنفس شریف بے واسطہ سماع کند
و بر دیگراں بوساطت ملائکہ سیاحین بود ص۳۴۷ ج۱

ترجمہ :۔ مگر فرق یہ ہے کہ جو لوگ قبر شریف پہ زیارت کے لئے آئے ہوں،
ان کا سلام آپؐ کسی درمیانی شخص کے بنائے بغیر سنتے ہیں اور سلام کا
جواب دیتے ہیں اور دوسرے لوگوں کا سلام آپؐ کو ان فرشتوں کے
ذریعہ سے پہنچتا ہے جو اس مقصد کے لئے زمین پر پھرتے رہتے ہیں کہ
جہاں کوئی شخص سلام پڑھتا ہو اُس کا سلام حضورؐ کی خدمت میں پہنچائیں

۲۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے
گا میں اُسے سُن لوں گا اور جو شخص دُور سے پڑھے گا وُہ مجھے پہنچا دیا جائے گا
مُلّا علی قاری شرح شفاء میں اس جگہ فرماتے ہیں قبر شریف کے پاس پڑھنے والے
کا درُود آپؐ بغیر واسطہ کے سنتے ہیں، یعنی درمیان میں کوئی شخص پہنچانے والا
نہیں ہوتا اور جو شخص دُور سے پڑھے مجھے اس کا درُود فرشتے پہنچا دیں گے ص۱۴۲ ج۲

۳۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ساری زمین پر سیر کرتے رہتے ہیں جو مجھ کو میری اُمّت
کا سلام پہنچاتے ہیں۔ حدیث کے لفظ یہ ہیں ۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ
یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ ۔ یہ حدیث نسائی ص۱۴۳ ج۱ مسند دارمی ص۳۴۷
مشکوٰۃ شریف ص۸۶ البدایہ والنہایہ ص۵ ج۱ میں آئی ہے ۔ علامہ عزیزی فرشتے

Marfat.com

ہیں یہ حدیث صحیح ہے السراج المنیر صفحہ ۵۱۸ تقریباً اسی مضمون کی روایت حضرت اوس بن اوس سے بھی آئی ہے جو ابو داؤد شریف صفحہ ۱۵۱ دارمی صفحہ ۱۹۵ ابن ماجہ شریف صفحہ ۷۷ نسائی شریف صفحہ ۱۵۴ مستدرک حاکم صفحہ ۲۷۸ میں موجود ہے۔ امام حاکم، اور علامہ ذہبی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے علی شرط البخاری۔ امام ابن خزیمہ ابن حبان دارقطنی اور نووی بھی اس کی تصحیح کرتے ہیں ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۱۴ ۔ اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت ابو درداءؓ سے بھی آئی ہے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں هٰذَا مَخْصُوْصٌ بِمَنْ یَّبْعُدُ عَنْ حَضْرَةِ مَرْقَدِهِ الْمُنَوَّرِ یعنی فرشتوں کا درود وسلام پہنچانا صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو روضۂ شریف سے دور ہیں۔

بھائی مسلمانو! انصاف شرط ہے یہ حدیث کتنی معتبر اور پکی ہے اور بڑی بڑی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ دو جہان کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات بیان فرمائی ہے اس کو چھوڑ کر اپنے پاس سے ایک جھوٹا عقیدہ بنا لینا جس کی نہ جڑ ہے نہ بنیاد۔ نہ کہیں لکھا ہے، نہ اس کا کوئی ثبوت ہے کتنا ظلم اور کتنا جھوٹ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ماننا اور جھوٹ پر یقین کرنا خالص شیطان کی تابعداری ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی ایک حدیث سند کیساتھ کسی معتبر کتاب سے دکھا دیں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ میں ہر شخص کا درود اور سلام خود سنتا ہوں۔ جو لوگ ایسی پکی اور معتبر حدیثوں کی پروا نہیں کرتے اور اپنی بنائی ہوئی باتوں پر ایمان لاتے ہیں یہ شیطان کے شاگرد ہیں۔ شیطان ہمیشہ ایسے ہی پھندوں میں لوگوں کو پھانستا ہے۔ یہودی اور نصرانی

Marfat.com

اسی طرح گمراہ ہوئے ہیں۔
۴۔ ہر جمعہ کے دن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سلام پڑھو۔ کیونکہ وہ سلام ہر جمعہ کے دن لایا جاتا ہے۔ مُلّا علی قاری فرماتے ہیں یہ روایت نامعلوم ہے لیکن یہ روایت موجود ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درُود پڑھو کیونکہ میری اُمت کا درُود جمعہ کے دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ پس جس نے زیادہ درُود شریف پڑھا وہ درجہ میں مجھ کو قریب ہُوا۔
۵۔ ایک روایت میں ہے جو شخص مجھ پر درُود پڑھتا ہے اس کا درُود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے جب وہ فارغ ہوتا ہے۔
مُلّا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں جمعہ کے دن اسی وقت آپؐ کو پیش کیا جاتا ہے لیکن دُوسرے دنوں کا درُود شریف جمعہ کو پیش ہوتا ہے،
۶۔ تم جہاں بھی ہوا کرو مجھ پر درُود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درُود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ مُلّا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں یعنی فرشتوں کے ذریعے سے پہنچتا ہے۔
۷۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس فرماتے ہیں کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے جو درُود اور سلام پڑھتا ہے وہ آپؐ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔
حضرت مُلّا علی قاری نے شرح شفاء میں اس طرح ضبط کیا ہے اِلَّا بُلِّغَهٗ
۸۔ بعض نے کہا ہے کہ درُود شریف پڑھنے والے کا نام بھی آپؐ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔
۹۔ امام حسن بن علیؓ فرماتے ہیں جب تو مسجد میں جائے تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پرسلام پڑھ - کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے میرے گھر کو یعنی قبر شریف کو عید نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا - اور مجھ پر درود پڑھو جہاں بھی ہو (دور یا نزدیک) کیونکہ تمہارا درود شریف مجھے پہنچ جائے گا جہاں بھی تم ہوگے -

۱۰- حضرت اوس کی حدیث میں ہے جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا درود شریف میرے سامنے پیش کیا جائے گا - ابوداؤد - ترمذی نسائی - ابن ماجہ -

۱۱- سلیمان بن شحیم فرماتے ہیں مجھے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ جو روضہ شریف پر زیارت کے لئے آتے ہیں پس آپؐ پرسلام پڑھتے ہیں کیا آپؐ کو ان کے سلام کا پتہ چلتا ہے؟ فرمایا ہاں اور میں ان کو سلام کے جواب میں وعلیکم السلام بھی کہتا ہوں -

۱۲- ابنِ شہاب کہتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روشن رات اور روشن دن یعنی جمعہ اور جمعہ کی رات میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو - کیونکہ یہ دونو تمہارے درود کو مجھ تک پہنچاتے ہیں، اور زمین انبیاء علیہم السلام کے جسم نہیں کھاتی اور جو مسلمان مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کو اٹھا کر مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس شخص کا نام لیتا ہے یہاں تک کہ یہ بھی بتاتا ہے کہ فلاں شخص نے ان لفظوں سے درود پڑھا ہے،

بھائی مسلمانو! یہ سب روائتیں شفاء سے لی گئی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک بہت معتبر کتاب ہے - انصاف کی بات تو یہ ہے کہ مسلمان کا دین تو

Marfat.com

ایمان صرف اس بات پر ہونا چاہئے جو حدیث صحیح سے ثابت ہو، اور جو بات قرآن حدیث میں موجود ہو اس کو چھوڑ کر اپنی اٹکل سے اپنے عقل اور قیاس سے مسئلے بنانا کتنا ظلم ہے؟ دین کے ساتھ کتنی بے انصافی ہے۔ افسوس کہ ایسی صاف ہدایت اور بزرگانِ دین کی صاف صاف تعلیم کو چھوڑ کر جھوٹے قصے اور کہانیوں پر تسلی کر لیتے ہیں۔ اب یہ سوچو کہ بریلوی حضرات نے یہ عقیدہ کس طرح قائم کر لیا کہ ہر شخص جس جگہ بھی درود اور سلام پڑھتا ہے آپؐ خود سنتے ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

۱۔ چونکہ آپؐ عالم الغیب ہیں ہر ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں اس لئے درود شریف کا آپؐ کو ضرور پتہ چلتا ہوگا

جواب:۔ قرآن کریم، حدیث شریف، فقہ حنفی اور بزرگانِ دین میں سے کسی شخص نے بھی آپؐ کو عالم الغیب نہیں کہا۔ اگر کسی نے کہا ہو تو ہم کو بتا دیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ کوئی اینچ پینچ نہ ہو، صاف یہ لفظ دکھائیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں، بس اسی بات پر فیصلہ ہو جائے گا اگر آج تک کسی بزرگ نے بھی یہ نہیں کہا تو یہ لوگ خدا کا خوف کریں، نئے نئے مسئلے کیوں نکالتے ہیں۔ چلو یہی لفظ دکھا دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطائی طور پر عالم الغیب ہیں اور نہ دکھا سکیں اور قیامت تک نہ دکھا سکیں گے جس کا دل چاہے ان سے پوچھ لیوے۔ اس بات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے تو خدا کا خوف کریں۔ مسلمان قوم کو کیوں جھوٹی باتوں پر پریشان کرتے ہیں۔

Marfat.com

۲- دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ چونکہ آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اس لئے آپؐ ہماری ہر ایک بات سنتے ہیں درُود شریف کیوں نہیں سنتے؟

جواب:- صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپؐ نے فرمایا قبر شریف پر حاضر ہونے والے کا درُود اور سلام میں خود سُن لوں گا اور دُور سے پڑھنے والے کا درُود اور سلام مجھ کو فرشتے پہنچانے والے مقرر ہیں۔ اب بریلوی حضرات صرف یہ بتائیں کہ اللہ کے رسُولؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث پر ان لوگوں کو یقین کیوں نہیں آتا؟ کیا آپؐ کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی ہے؟ اور ان لوگوں کا عقیدہ سچا ہے؟ اگر حضوُر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ موجود حاضر ناظر ہوتے اور ہر شخص کا درود اور سلام سنتے ہوتے تو آپؐ اس بات کو فرما دیتے۔ اتنی بڑی بات کو آپؐ نے کیوں چھپایا؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپؐ حق کو چھپائیں اور غلط بات کو ظاہر فرمادیں؟ پھر آپؐ اگر ہر جگہ حاضر ہوتے تو یوُں فرماتے:- میں خود بھی دُور کا درُود شریف سُن لیتا ہوں اور فرشتے بھی پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث کے برخلاف عقیدہ رکھنا کتنا بُرا ہے مگر ان کو کچھ بھی خیال نہیں آتا۔

۳- تیسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ اولیاء اللہ جب ہر بات سُنتے ہیں اور ہر جگہ موجوُد ہوتے ہیں تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کیوں نہ حاضر و ناظر ہوں گے، اس کی دلیل تو کوئی نہیں لیکن ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیر ہر وقت مُرید کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ملفوظات حصّہ دوم ص۲۱۲ پر لکھا ہے کہ پیر اپنے مرید اور اس کی بیوی کی تنہائی بھی دیکھتا ہے، اور کسی وقت اپنے مُرید سے جُدا نہیں ہوتا۔

جواب :- حضرت امام مجدد الف ثانی رح مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ۲۱۰
میں اس عقیدہ کو گمراہی فرماتے ہیں۔ ایسے گمان کو فاسد گمان قرار دیتے ہیں
اور اسے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ میں داخل فرماتے ہیں۔ عبارت کا مفہوم
یہ ہے:- شیطان کے القاء سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے جب کہ انبیاء میں
القاءِ شیطانی تصوّر کیا جا سکتا ہے بلکہ واقع ہوا ہے تو اولیاء میں لبطریق
اولیٰ شیطان کا القاء ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو شیطان کی بات
سے باخبر کر دیا جاتا ہے اور باطل کو حق سے جدا کر دیا جاتا ہے........
اور اولیاء میں یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ان کو شیطان کے القاء سے ضرور باخبر
کیا جائے۔ کیونکہ ولی نبی کے تابع ہیں۔ ولی اپنے نبی کی شریعت سے دریافت کرے گا
لیکن جن باتوں سے شریعت خاموش ہو ولی کے لئے حق اور باطل میں قطعی
امتیاز کرنا مشکل ہے کیونکہ ولی کا الہام قطعی چیز نہیں ہے بلکہ ظنی ہے......
جاننا چاہئے کہ ولی کے کشف کا غلط ہونا صرف شیطان کے دخل پر ہی موقوف
نہیں ہے بلکہ کئی دفعہ خیال کی قوت میں جھوٹے مسائل نظر آتے ہیں مگر شیطان
کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ خواب میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور غلط مسئلے سیکھ لیتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں
اس صورت میں یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ شیطان آپؐ کی صورت بنا سکتا ہے،
کیونکہ علماء کا فیصلہ یہی ہے کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت
نہیں بنا سکتا کسی طرح سے بھی۔ پس اس صورت میں یہی کہا جائے گا کہ یہ
قوتِ متخیلہ کی غلطی ہے....... سمجھ لو کہ ولی ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے اخلاق حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو کچھ ایسی صفتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو خداوند تعالیٰ کی صفتوں سے نسبت رکھتی ہیں۔ لیکن وہ مناسبت (صرف) نام میں ہوتی ہے اور وہ شراکت صفات کے عموم میں ہوتی ہے، نہ کہ خاص معنوں میں کہ یہ محال ہے اور ناممکن ہے۔ خواجہ محمد پارسا اللہ کے اخلاق حاصل کرنے کے بیان میں فرماتے ہیں اللہ کی ایک صفت مَلِکؔ ہے جس کے معنی ہیں سب لوگوں پر تصرّف۔ جب سالک اپنے نفس پر قابو پائے اور دلوں پر تصرّف کرے تو اس میں بھی یہ صفت پیدا ہو گئی۔

دُوسری صفت سَمِیْعؔ ہے جس کے معنی سننے والا ہیں جب اللہ کی راہ میں چلنے والا حق کی بات ہر شخص سے خوش ہو کر سنتا ہے اور غیب کے راز سنتا ہے تو اس صفت سے موصُوف ہو گیا۔

تیسری صفت بَصِیْرؔ ہے۔ بصیر کے معنی دیکھنے والا۔ جب سالک دانائی کے نُور سے اپنے عیب دیکھنے لگے اور دُوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھے تو اس میں بھی یہ صفت پیدا ہو گئی۔ اللہ کی ایک صفت مُحْیِیْؔ ہے جس کے معنی ہیں، مُردوں کو زندہ کرنے والا۔ جب اللہ کی راہ میں چلنے والا چھوڑی ہوئی، اور مِٹی ہوئی سنّت کو زندہ کرنے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو یہ صفت اُس میں بھی پیدا ہو گئی۔ اللہ کی ایک صفت مُمِیْتؔ ہے یعنی مارنے والا۔ جب اللہ کا بندہ بدعتوں کو مِٹاتا اور مارتا ہے تو اس میں بھی یہ صفت پائی گئی۔

عوام النّاس نے اللہ کی صفات حاصل کرنے کا معنیٰ دُوسرے رنگ میں سمجھا ہے۔ لازماً گمراہی کے جنگل میں جا بیٹھے ہیں اور خیال کرتے ہیں، کہ

اولیاء مُردہ جسم کو زندہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ اکثر غیب کی چیزیں اَولیاءُ اللہ پر کشف ہو جاتی ہیں اور ایسی ایسی باتوں کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ جیسا کہ ظاہر ہے فاسد گمان ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے، بعضے گمان گناہ ہیں۔

بھائی مسلمانو! حضرت امام مجدّد الف ثانی رح کی اس عبارت میں کتنی باتیں معلوم ہوئیں غور سے پڑھئے۔

الف:۔ شیطان انبیاء اور اولیاء پر اپنی باتیں ڈال دیتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ پیغمبروں کو وحی سے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ بات شیطانی ہے جیسا کہ سورہ حج میں ارشاد ہوتا ہے فَیَنسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ترجمہ:۔ شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو خداوند تعالیٰ نبی کے دل سے مٹا دیتا ہے۔ لیکن اَولیاء کے پاس وحی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس لئے اَولیاء اپنے نبی کی شریعت سے شیطانی بات کو سمجھ جاتے ہیں اور بعض باتیں جو شریعت میں واضح نہیں ہیں اُن میں اَولیاء اللہ غلطی پر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اَولیاءُ اللہ کا کشف اور الہام یقینی چیز نہیں ہے۔ نبی کی تعلیم یقینی چیز ہے۔

(ب) کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اَولیاءُ اللہ کا کشف غلط ہو جاتا ہے، مگر اس میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے تخیّل یعنی تصور اور خیال کی قوّت میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مولُود کی محفلیں کرانے والے لوگ جو بدعات سے پرہیز نہیں کرتے کئی دفعہ ان کو خواب میں ایسا خیال اور تصور قائم ہوتا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت ہوئی یا کسی بزرگ کی

اور کوئی خلافِ شریعت بات اُن سے سیکھ لی۔ جاہل اس پر پکے ہو جاتے ہیں کہ ہم کو خواب میں یہ پیغام ملا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہاں شیطان کا دخل بھی نہیں ہوتا۔ صرف اپنے دماغی تصوّر اور تخیّل کی کارستانی ہوتی ہے۔ اور وہ شخص اپنے خواب میں خیال اور تصوّر کو حقیقت سمجھ لیتا ہے۔ یاد رکھو کہ حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت بہت بڑی بلند نعمت ہے جو صحیح عقیدہ کے سوا کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ اِس مسئلہ کی پوری تشریح حضرت امام مجدّد رح نے مکتوباتِ شریف دفتر اوّل ع ۲۷۳ صہ ۳۵۱/۱ پر بیان فرمائی ہے۔

(یج) حدیث شریف میں آیا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ ترجمہ:۔ اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

اللہ کے اخلاق کیا ہیں؟ اُس کے صفتی نام جو حدیثوں میں آئے ہیں، اِن صِفتوں کو جتنا ہو سکے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہمارا کام ہے، بزرگی اور قبولیت کا طریقہ یہی ہے۔ خداوند تعالیٰ کے اخلاق سب سے زیادہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔ پھر کاملین اولیاءُ اللہ میں درجہ بدرجہ یہ صفات اور اخلاق پائے جاتے ہیں۔ مدارج صہ ۱۵۲/۱

ان اخلاق اور صفات کو پیدا کرنے کا مقصد بندگی کی تکمیل کرنا ہے۔ یہ طریقہ خدا بننے کا نہیں ہے۔ اللہ کی صفت جس طرح اللہ کی شان کے لائق ہے بندہ میں ہرگز ہرگز نہیں پیدا ہو سکتی۔ ورنہ انسان بھی خدا بن جائے۔ بلکہ اس کی صفت کا عکس یا پرتو۔ جس طرح سورج کی روشنی زمین پر پڑتی ہے تو اس روشنی کو سورج نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح بندہ پر اللہ کے کاموں کی روشنی پڑتی ہے تو اس کو اللہ

کی صفات سے ایک قسم کا تعلق اور نسبت پیدا ہو جاتی ہے اس کو تخلق اور اتصاف کہتے ہیں یہ تعلق اور اتصاف بندوں کو حاصل ہو جاتا ہے اور یہ قربِ الٰہی کی دلیل ہے نہ کہ خدا بننے کی۔ اس تمہید کے بعد خواجہ محمد پارسا کا قول جو حضرت امام مجدد رح نے بیان کیا ہے غور سے پڑھئے۔ اللہ کی صفت ہے سمیع اور بصیر یعنی ہر وقت ہر بات کو سننے والا، اور ہر وقت ایک نظر سے ہر چیز کو دیکھنے والا۔ یہ صفت قرآنِ کریم کی سورۂ دہر میں انسان کو بھی بخشی گئی ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ترجمہ:۔ ہم نے انسان کو سننے والا دیکھنے والا بنا دیا۔ لیکن کہاں انسان کا دیکھنا سننا اور کہاں خدا کا دیکھنا سُننا۔ پھر اولیاء اللہ بھی سمیع ہیں اس طرح، کہ حق کا کلمہ سُن سکتے ہیں۔ اور بصیر ہیں اس معنٰی سے کہ اپنے نفس کے عیبوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ تو مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ مٹی ہوئی سنّت کو زندہ کرتے ہیں۔ اس مناسبت سے وہ بھی اِس صفت سے متصف ہیں۔ یعنی اس صفتِ الٰہی سے تعلق رکھتے ہیں کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ خداوند تعالیٰ بھی زِندہ کرنے والا ہے اور اولیاء اللہ بھی زندہ کرنے والے ہیں اِس لئے دونو ایک ہیں یا دونو کی ایک صفت ہے، یا دونو کا نام ایک ہے۔ خداوند تعالےٰ کا نام ہے مُمِيْتُ مارنے والا زِندوں کو، جانداروں کو، ہر چیز کو فنا کرنے والا ادھر اولیاء اللہ چونکہ بدعت کو فنا کرتے ہیں اور مارتے ہیں تو وہ بھی اللہ کے اخلاق سے متخلق یا متصف ہیں۔ مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ کی اس صفت کی ایک جھلک ان میں بھی ہے نہ یہ کہ اللہ کا مارنا اور اولیاء اللہ کا مارنا ایک جیسا ہے

Marfat.com

اس لئے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں کہیں خداوند تعالیٰ کا کوئی نام کسی بندہ کو بولا ہے، اُس بندہ میں وہ صفت جو خداوند تعالیٰ کی ذات میں ہے ہرگز ہرگز ذرہ برابر بھی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اس کا پرتو اور عکس پایا جاتا ہے۔ جس طرح سُورج کا عکس زمین پہ پڑتا ہے۔ صرف اس نسبت اور تعلق کی وجہ سے وہ نام بندہ پر بولا جاتا ہے لفظ وہی ہے اور حقیقت وہ نہیں ہے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو، کہ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ کے جو نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولے گئے ہیں ان کی حقیقت بھی یہی ہے کہ وہی لفظ رؤف، رحیم، عزیز وغیرہ جب خداوند تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا تو اس کی حقیقت اور ہے اور جب حضور علیہ السلام پر بولا گیا تو وُہ اللہ کی صفت نہیں ہے، بلکہ اللہ کی صفات کا پرتو ہے۔ قاضی عیاض رح نے شفاء شریف میں جہاں یہ ناموں کی بحث لکھی ہے اس کے آخر ایک فصل میں یہ سارا مسئلہ پوری طرح واضح کر دیا۔ فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے بعض نام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید میں بولے گئے ہیں۔ اس وجہ سے کوئی کمزور وہم والا بیمار سمجھ والا (بریلوی) یہ نہ سمجھ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں اللہ کی صفتوں جیسی ہیں۔ بلکہ یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بزرگی۔ بڑائی، بادشاہی اور اچھے ناموں بلند صفتوں میں کسی چیز سے مشابہ یعنی ملتا جلتا نہیں ہے، اور کوئی چیز اس جیسی نہیں کہی جا سکتی۔ اور بعض لفظ جو شریعت میں خالق اور مخلوق دونو پر بولے گئے ہیں تو درحقیقت حقیقی اور اصلی معنی کی وجہ سے خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کی

صفتیں اور ہیں، مخلوق کی صفتیں اور ہیں۔ پس جس طرح اس کی ذات کسی ذات جیسی نہیں ہے۔ اسی طرح اس کی صفتیں بھی کسی مخلوق کی صفتوں جیسی نہیں ہیں۔ کیونکہ مخلوق کی صفتیں کمزوریوں اور عرضوں سے خالی نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اس کی دلیل ہے۔ حضرت واسطی رحمہ نے اس نکتہ کو خوب بیان فرمایا ہے اور یہی ہمارا مطلب ہے۔ فرمایا:۔ اللہ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں ہے اور اللہ کے ناموں جیسا کوئی نام نہیں ہے۔ اللہ کے کاموں جیسا کسی کا کام نہیں ہے۔ اللہ کی صفت جیسی کسی کی صفت نہیں ہے فقط وہ لفظ ان لفظوں سے موافق ہیں۔ اور یہ سب اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے"۔ شفاء شریف ص ۱۵۶

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ نے مدارج النبوت میں یہ سارا بیان شفاء شریف کا فارسی ترجمہ کر کے لکھا ہے اور آخر میں فرماتے ہیں۔ ایں کلام اصل اصول دین است۔ یعنی یہ کلام دین کا بہت بڑا اصول ہے۔ مدارج ص ۱۵۲

زیادہ وضاحت کے لئے حضرت شیخ عبدالحق رحمہ کی ایک اور عبارت دیکھ لیجئے

"وہ جو کہتے ہیں کہ بندہ اللہ کی صفتوں سے موصوف ہو جاتا ہے اور اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بندہ میں خاص اللہ کی صفتیں پیدا ہو جاتی ہیں ہرگز نہیں۔ یا بندہ کی صفتیں اللہ کی صفتوں جیسی بن جاتی ہیں۔ اس لئے کہ مثل وہ چیز ہوتی ہے جو ہر درجہ سے اس کے ساتھ شریک ہو اور خداوند تعالیٰ کی شان ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ

Marfat.com

کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے کچھ روشنی اللہ کی صفتوں سے جو بندہ کے حال کے مناسب ہو وہ اس پر پڑ جاتی ہے۔ اس وجہ سے یہ نام بندہ پر بولا جاتا ہے اور حقیقت میں خالق اور مخلوق کے درمیان کچھ بھی شراکت نہیں ہے سوائے اس کے کہ ایک لفظ دونوں پر بولا گیا۔ مثلاً رحمت قدرت، عزت جو اللہ کی صفتیں ہیں ان کی حقیقت اور ہے اور جو بندہ میں پیدا ہوتی ہیں وہ اور ہیں تخلق یعنی اللہ کے اخلاق سیکھنا یہ صفاتی ناموں میں ہو سکتا ہے، اسم اللہ میں نہیں ہو سکتا اور تعلق تمام ناموں سے ہو سکتا ہے" اشعۃ اللمعات ص۲۰ ج۲

اس کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام پاک ناموں کے ساتھ تخلق کا طریقہ بتایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اَلْمَلِکُ بادشاہ جس کے قبضہ میں دونوں جہان ہیں یہ تو اللہ کی صفت ہوئی اور اس نام پاک کے ساتھ تخلق کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس، قلب اور بدن کی حکومت میں تصرف کرے اور ہاتھ پاؤں کو حکمِ شرع پر پابند رکھے۔ اسی طرح اَلْعَزِیْزُ اللہ کا نام ہے اس کے معنی ہیں زبردست طاقتور بے مثل۔ اور تخلق در اتصاف اس نام سے یہ ہے کہ نفس کی خواہشوں پر بندہ غالب آئے۔

اسی طرح اَلْجَبَّارُ اللہ کا نام ہے اس کا معنیٰ ہے شکستہ چیز کو باندھنے والا زبردستی کرنے والا وغیرہ۔ اس نام کے ساتھ تخلق یہ ہے کہ اپنے نفس کی کمی کو پورا کرے۔ (اشعۃ اللمعات کتاب الاسماء)

بھائی مسلمانو! معلوم ہوا کہ تخلق کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ کے کام بندہ کرنے

Marfat.com

لگ جاتا ہے، بلکہ تخلق اور اتصاف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں سے کچھ جھلک جو بندہ کے حال کے مناسب ہو بندہ پر پڑ جاتی ہے اور بندہ کو اس صفت سے نسبت اور تعلقِ عمومی پیدا ہوتا ہے نہ کہ خاص وہ صفت بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان زمین کا خالق کہنے سے بھی نہ ٹلے۔ الامن والعلیٰ صفحہ ۱۵

مدارج النبوت کے شروع میں اس عبارت پر غور کیجئے۔

"اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے تمام صفتی ناموں سے متخلق اور متصف ہیں۔ اِس کے باوجود بعض اللہ کے نام آپ کو بطور نام دیئے گئے ہیں"۔

یعنی خداوند تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ آپ کو تخلق تو حاصل ہے۔ لیکن اللہ کے سب نام آپ پر نہیں بولے جا سکتے۔ اور جو نام اللہ کے آپؐ کو بھی بطور نام عطا ہوئے ہیں۔ اُن میں صرف لفظی شراکت ہے۔ حقیقت اللہ کے ناموں کی اور ہے، آپؐ کے ناموں کی اور ہے۔ مثلاً رحیم خداوند تعالیٰ بھی ہے اور آپؐ بھی ہیں۔ لیکن جو رحمت اللہ کی صفت ہے وہ آپؐ کو حاصل نہیں ہے۔ اور جو آپؐ کو حاصل ہے وہ اللہ کی شان کے لائق نہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ رحیم ایک لفظ ہے جس کے دو الگ الگ معنی ہیں۔

اور مثال لیجئے۔ خداوند تعالیٰ عالم الغیب ہیں۔ یعنی ہر پوشیدہ چیز کو جانتے ہیں اس کے ساتھ تخلق اور اتصاف تو یہ ہوگا کہ بندہ چھپ کر بھی گناہ نہ کرے، لیکن تخلق یہ نہیں ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب ہی کہنا شروع

Marfat.com

کر دیں۔ اللہ کا نام تو آپؐ پر وہی بولا جائے گا۔ جس نام سے اللہ نے آپؐ کو نامزد فرمایا۔ عالم الغیب کہنے والے غور فرمادیں۔

تخلق کے معنی تو یہ ہیں۔ چنانچہ امام مجددؒ کی عبارت میں آپ نے پڑھ لیا، کہ خداوند تعالیٰ کا نام ہے زندہ کرنے والا، اور اس نام کے ساتھ تخلق یہ ہے کہ سنت زندہ کی جائے۔ مگر عوام جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ مردے زندہ کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے ناموں سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ اور آخری بات تو حضرت مجددؒ نے کیا خوب فرمائی کہ عوام الناس جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی اکثر چیزیں اولیاء کو کشف سے نظر آجاتی ہیں۔ یہی مصیبت ہے جس میں گیارھویں والے مبتلا ہیں۔ حضرت پیراں اور تمام اولیاء اللہ کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ اسی لئے ان کو ہر وقت پکارتے ہیں۔ لیکن حضرت امام مجددؒ نے بات کتنی صاف کر دی کہ یہ خراب اور فاسد گمان ہے اور یہ گمان رکھنا گناہ ہے۔ حضرت امام مجدد رحؒ کے زمانہ میں تو یہ بات گمان اور شک کے درجہ میں تھی اور عوام جاہلوں کا گمان تھا۔ آج یہ بات گمان سے گزر کر عقیدہ اور یقین بن چکی ہے۔ حضرت امام مجدد رحؒ یہ تو مانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو کشف ہو جاتا ہے لیکن یہ گمان بھی بُرا ہے کہ اکثر چیزوں کا اولیاء کو کشف ہوتا ہے۔

اب تو یہ عوام جاہل اور بھی آگے بڑھ گئے اور کشف کی بجائے خود اولیاء کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنے لگ گئے۔ اب کشف کا کیا جھگڑا ہے، اب تو حاضر ناظر کی بحث چلتی ہے۔ ہر شخص اپنے پیر کو حاضر ناظر سمجھتا ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب ملفوظات حصہ دوم ص۸۶ پر ایک شرمناک واقعہ بیان کرنے کے بعد ایک بزرگ کی زبانی بیان کرتے ہیں، پیر اپنے مرید سے کبھی وقت جدا نہیں ہوتا۔

خدا کے لئے ذرا غور کیجئے امام مجدد رح کے زمانہ تک بات کتنی بگڑی تھی اور بعد میں کتنی بگڑی اور دن بدن کتنی بگڑ رہی ہے۔ یہ بات اِس لئے وضاحت سے بیان کی گئی کہ بریلوی حضرات نے حاضر ناظر عالم الغیب کہنا شروع کر دیا ہے، اور بشریت کا بھی اسی وجہ سے انکار کرنے لگ گئے ہیں کہ جب اللہ کے بعضے نام آپؐ کے نام ہیں تو پھر آپؐ بشر کیوں ہوں اور حاضر ناظر کیوں نہ ہوں،

۴۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے درُود اور سلام پڑھنے والوں کا درُود اور سلام خود سنتے ہیں ان کی چوتھی دلیل یہ روایت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر پہ ایک فرشتہ قیامت تک کھڑا رہے گا جس کو اللہ نے تمام مخلوق کے کان دے دئے ہیں، جو شخص بھی مجھ پہ درُود پڑھتا ہے وہ فرشتہ سُن کر مجھے پہنچا دیتا ہے۔ چونکہ فرشتہ سُن لیتا ہے اس لئے آپؐ تو ضرور سُنتے ہوں گے۔ کیونکہ آپؐ تو تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

جواب:۔ عجیب بات ہے، حدیث کے لفظ تو یہ ہیں فرشتہ سُن کر مجھے پہنچاتا ہے۔ مگر یہ لوگ اُلٹا مطلب نکالتے ہیں کہ آپ خود سُن لیتے ہیں۔ اتنی بات اپنی اٹکل اور قیاس سے اور زیادہ کر لیتے ہیں۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ آپؐ کی شان ساری مخلوقات سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہُوا کہ جتنے کام سب فرشتے کرتے ہیں وہ آپؐ بھی کرتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام آسمان سے نبیوں کے پاس وحی لاتے تھے۔ ملک الموت رُوحیں قبض کرتا ہے۔ حضرت اسرافیلؑ صُور پھُونکنے پر مقرر ہیں۔ کیا یہ سب کام ہمارے حضورِ پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی

Marfat.com

کرتے ہیں؟ پھر یہ کس طرح معلوم ہوا کہ فرشتہ جو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو کام وہ کرتا ہے وہی کام آپؐ بھی کرتے ہیں۔ افضلیت کا معیار فضلِ کلی ہے، اور وہ صرف آپؐ کو حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت امام مجدد الف ثانی مکتوب ۱۹۴ میں فرماتے ہیں:۔ تجویز نمودہ اند کہ اگر...... الخ

ترجمہ:۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اگر دوسرے لوگوں کو انبیاء پر فضیلت حاصل ہو تو ہرج نہیں ہے۔ بلکہ یہ واقع ہے۔

اور قاعدہ اس کے متعلق یہ ہے کہ جو مخلوق جس کام کے لئے پیدا کی گئی ہے اُسے اپنی ضرورت کے مطابق اعضا اور آلات بخشے گئے ہیں۔ اسی قسم کا علم اور سمجھ دی جاتی ہے۔ وہ فرشتہ فقط درود شریف سننے کے لئے پیدا ہوا ہے اس کے پاس فقط اتنی ہی قوت ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے پیدا ہوا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جتنی قوتیں خادم کے پاس ہیں وہ ساری مخدوم اور آقا کے پاس بھی ہوں۔ لیکن سرداری تو ہر حال میں آقا کی ہے۔

مثال کے طور پر آپ گاڑی میں بیٹھتے ہیں انجن آپ کی خدمت کرتا ہے، لیکن کیا ضروری ہے کہ ہر مسافر کی بدنی طاقت انجن سے زیادہ ہو۔ لیکن فضیلت ہر حال میں مسافر کو حاصل ہے۔ کیونکہ انجن میں صرف ایک قوت مسافر سے زیادہ ہے اور انسان میں کئی علمی عملی قوتیں ہیں۔ جو انجن میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ملک الموت اور شیطان اپنے خاص خاص کاموں کے لئے پیدا ہوئے۔ ان کاموں کے متعلق تمام معلومات ان کو حاصل ہونا ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اس سے ہدایت کے متعلق تمام ضروری علوم آپؐ کو

Marfat.com

عطا کئے گئے اور یہی آپؐ کی سرداری کی دلیل ہے۔ کیونکہ شریعت کے علوم تمام دُنیا کے علموں سے افضل و اعلےٰ ہیں۔

اِس کے بعد یہ بھی غور کیا جائے کہ یہ حدیث کیسی ہے۔ اِس کا ایک راوی اسمٰعیل بن ابراہیم ابویحییٰ تیمی ہے محدث ابن نمیر کہتے ہیں یہ بہت ضعیف ہے ابن مدینی کہتے تھے یہ ضعیف ہے۔ علم حدیث کے مشہور ناقد علامہ ذہبی فرماتے ہیں تمام مُحدّثین اس کو ضعیف کہنے پر متفق ہیں (میزان الاعتدال ص ۹۹ ج ۱) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں تمام محدثین خاص طور پر امام بخاری، امام ترمذی، امام مسلم، امام نسائی، امام ابوحاتم، امام ابن مدینی، امام دارقطنی، امام ابواحمد حاکم امام ابن حبان اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ تہذیب التہذیب ص ۲۸۱ ج ۱ ایک راوی اس حدیث کا نعیم بن ضمضم ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۲۴۱ ج ۳ میں فرماتے ہیں بعض محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ومثلہ فی مجمع الزوائد ص ۱۶۲ ج ۱ ایک راوی ابن حمیری ہے۔ علامہ ذہبی میزان ص ۲۷۶ ج ۲ اس کو مجہول فرماتے ہیں یعنی نامعلوم شخص ہے۔ بتائیے ایسی کمزور حدیث جس کے راوی ایسے ایسے ہیں بریلویوں کی زندگی کا سہارا ہے۔

بریلویوں کا ایک سوال

یہ ٹھیک ہے کہ فرشتے آپؐ کو دُور کا دُرود شریف پہنچاتے ہیں لیکن آپؐ خود بھی سنتے ہیں۔ جیسا کہ مفتی احمد یار صاحب گجراتی نے اپنی کتاب جاء الحق کے ص ۱۴۳ پر دلائل الخیرات کے مقدمہ کا حوالہ دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جو لوگ آپؐ سے غائب ہیں اور جو بعد میں

آئیں گے اُن کے درُود شریف کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا میں اہلِ محبت کا درُود خود سُنتا ہوں اور دُوسروں کا درُود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یعنی فرشتے پیش کرتے ہیں۔ فرشتے بھی پہنچاتے ہیں اور آپؐ خود بھی سنتے ہیں۔ جیسا کہ فرشتے بندوں کے عمل اللہ کی جناب میں پہنچاتے ہیں تو کیا رَبّ کو خبر نہیں؟ جاء الحق صـ۱۴۳

جواب

دلائل الخیرات کی شرح مطالع المسرات میں اس روایت کی کوئی سند نہیں لکھی جس سے روایت کا نا معلوم ہونا ظاہر ہے۔ دلائل الخیرات کی روایت کیسی ہے؟ ہم اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یہ روایت آپ لوگوں کو مہنگی پڑے گی۔ اہلِ محبت کا درُود آپؐ سُنتے ہیں اور دُوسرے کا نہیں سُنتے یہ بات تو آپ نے مان لی۔ لیکن اب حاضر ناظر کا کیا بنے گا؟ سوچنا یہ ہے کہ کیا صحابہؓ حاضر ناظر پہ ایمان نہیں رکھتے تھے؟ اگر صحابہؓ آپؐ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے تو یہ لفظ کیوں کہتے جو لوگ آپؐ سے غائب ہیں اور جو آپؐ کے بعد آئیں گے۔ آج کل تو بریلوی عقیدہ یہ ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب نہیں ہے اور ہر جگہ ہر وقت آپؐ موجود ہیں۔ مگر یہ غائب کا لفظ کیا معنی دے رہا ہے۔ یہ روایت جیسی کیسی بھی ہے اس میں تو صرف اتنا ذکر ہے کہ اہلِ محبت کا درُود میں خود سُنتا ہوں۔ آپ لوگوں نے یہ مسئلہ کہاں سے بنا لیا کہ ہر وقت ہر شخص کی ہر بات آپ سُنتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی مثال دے کر تو مفتی صاحب نے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ چونکہ خداوند تعالیٰ کو ہر بات کی خبر ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہر بات کی خبر ہے۔ معاف رکھنا یہی تو شکایت ہے کہ آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اس مثال نے بریلوی عقیدہ خوب

Marfat.com

واضح کر دیا۔ بھائیو! اللہ کی شان بہت بلند ہے وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی

۵۔ پانچویں دلیل یہ دیتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی مسلمان کی بیوی اس سے دُنیا میں لڑتی ہے تو جنّت کی حُور جو اُس مَرد کے لیے پیدا ہوئی ہے، اس کی آواز سُن کر کہتی ہے۔ اپنے خاوند کو تنگ نہ کر یہ تو چند دِن کے لئے تیرا مہمان ہے معلُوم ہوا کہ جنّت کی حُور اتنی دُور سے بات سُن لیتی ہے اس لئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی دُرود شریف سُنتے ہوں گے کیونکہ سب سے افضل ہیں

جواب:- یہ ہیں بریلوی حضرات کے علمی دلائل۔ عقیدہ پہلے قائم کر لیا ہے، اور اب جو دلائل کی ضرُورت پڑی تو اندھیرے میں جو کچھ ملتا ہے لاکر پیش کر دیتے ہیں، جنّت کی حُور سے تو وہ مَردِ مسلمان بھی افضل ہے جس کے لئے وُہ پیدا ہُوئی تو کیا وُہ مردِ مُسلمان بھی حاضر ناظر اور عالم الغیب ہو گیا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ حدیث کیسی ہے؟ اس کا پہلا راوی عبدالوہاب بن ضحاک ہے۔ مُحدّث ابُو حاتم کہتے تھے وُہ جھُوٹا ہے امام نسائی کہتے تھے وہ متروک الحدیث تھا۔ امام دارقطنی اس کو منکرالحدیث فرماتے ہیں۔ امام بُخاریؒ کے نزدیک وہ صاحب عجائب ہے یعنی وہ عجیب وغریب اور غیر مشہور روایتیں بیان کرتا ہے میزان الاعتدال صفحہ ۱۶۱/۲ امام ابُو داؤد کہتے تھے وہ مَن گھڑت حدیثیں بناتا تھا۔ امام بیہقی کہتے تھے یہ شخص متروک ہے۔ امام صالح بن مُحمّد فرماتے تھے اس کی اکثر حدیثیں خالص جھُوٹی ہیں۔ امام حاکم اور ابُو نعیم کہتے تھے اس نے جعلی روایتیں بھی بنائی ہیں۔ میزان صفحہ ۱۶۱/۲ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۴۷/۶۔ اس حدیث کا دُوسرا راوی اسماعیل بن عیاش ہے اِس کے متعلق امام مُسلم نے صحیح مُسلم شریف صفحہ ۱۸/۱ اور امام ترمذی نے

Marfat.com

ترمذی شریف صہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ اس کی کوئی حدیث لکھنے کے قابل نہیں ہے۔ بتائیے ایسے راویوں کی حدیثیں بریلوی حضرات کے دین وایمان کا سہارا ہیں۔ پھر اس میں بھی تو یہی لکھا ہے کہ حور جس شخص کے لئے پیدا ہوئی ہے اُس کی بیوی کا جھگڑا سنتی ہے۔ بات تو اتنی ہے اس کو کدھر لئے جا رہے ہیں۔

۶۔ علامہ ابن قیم جوزی مشہور محدث امام اہل حدیث نے اپنی مشہور ومعروف کتاب جلاءُ الافہام فی الصّلوٰۃ والسّلام میں جو درود شریف اور سلام شریف کے متعلق جامع اور بے نظیر کتاب ہے صہ ۳۷ پر طبرانی سے یہ روایت نقل کی ہے:۔

حدّثنا یحیٰی بن ایّوب عن خالد بن زید عن سعید بن ہلالٍ عن ابی الدرداءِ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْہُوْدٌ تَشْہَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ الخ

ترجمہ:۔ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو بندہ جہاں بھی مجھ پر درود پڑھے مجھ کو اُس کی آواز پہنچ جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا آپؐ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا میری وفات کے بعد بھی۔ اللہ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

جواب:۔ بھلا ہو اہل حدیث کے امام اور پیشوا کا جنہوں نے یہ حدیث بریلویوں تک پہنچا دی۔ ورنہ اب تک تو ان کے پاس اتنا سہارا بھی کہاں تھا اب دیکھنا یہ ہے کہ اس روایت کے راوی کیسے ہیں۔ اِس سند میں ایک راوی

یحیٰی بن ایوب بلانسب مذکور ہیں جو کئی راویوں کا نام ہے جن میں سے ایک غافقی ہیں۔ ان کے بارہ میں علماء حدیث نے لکھا ہے بہت غلطی کر جاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہاں وہی ہوں۔ دوسرے ایک راوی خالد بن زید ہیں یہ بھی غیر منسوب ہیں اس نام کے کئی راویوں میں ایک کی عادت ارسال ہے مگر یہاں عنعنہ ہے اس لئے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں راوی متروک ہے اور شاید جو راوی چھوٹ گیا ہے وہ غیر معتبر ہو۔ ایک راوی سعید بن ہلال ہیں جن کو ابن حزم نے ضعیف اور امام احمد نے مختلط کہا ہے۔ یعنی یہ شخص روایات کو خلط ملط کر دیتا ہے (کلّہٗ من التّقریب) پھر کئی جگہ اس روایت میں عنعنہ ہے اس لئے اس حدیث کو متصل ثابت کرنے کے لئے ان راویوں کی ملاقات کا ثبوت درکار ہے۔ ورنہ یہ حدیث منقطع ہو گی دوسری طرف دیکھو تو یہ روایت یقیناً منقطع ہے کیونکہ سعید بن ہلال سنہ ھ میں پیدا ہوئے۔ تہذیب ص ۹۵ ج ۴ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۳۲ھ میں ہو چکی تھی۔ اکمال ص ۵۹۴ جب سعید بن ہلال کی ملاقات ہی ابو درداء سے نہیں ہوئی تو اس روایت کا کیا اعتبار رہ گیا۔ اور درمیان میں راوی نا معلوم ہے نہ معلوم وہ کیسا ہے؟ یہ تو اس حدیث کی روایت پر بحث تھی۔ اب اس حدیث کے متن پر غور کیجئے بَلَغَنِی صَوْتُکَ عربی زبان کا نہایت بھدا جملہ ہے ہمارے ہاں تو یہ کہتے ہیں کہ اس کی آواز مجھے پہنچ گئی۔ مگر عربی فصیح میں اس موقع پر سماع یعنی سننے کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم، حدیث شریف اور شعراءِ عرب کے کلام میں یہ محاورہ کہیں استعمال نہیں ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب ہیں۔ آپؐ کا کلام ایسا بھدا ہو سکتا ہی نہیں۔ یقیناً ان لفظوں

Marfat.com

میں تبدیلی کاتب کی غلطی سے ہوئی ہے۔ ایک بزرگ کی کشفی تحقیق ہے کہ یہ لفظ اصل میں بَلَغَنِي صَلٰوتُهٗ ہے۔ اس کا درود شریف مجھے پہنچ جاتا ہے۔ صَلٰوتُهٗ کا لام کاتب سے رہ گیا تو صَوْتُهٗ بن گیا بس پھر کیا تھا بریلویوں کی جان میں جان آ گئی۔ مثال مشہور ہے درزی کی بھول سے فیشن بن جاتا ہے۔ کاتب کی بھول سے بریلوی بن گیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے۔ اور فرشتے درود پہنچانے کے لئے ہی حاضر ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بارہ روائتیں شفاء شریف سے معتبر کتابوں کی بیان ہو چکی ہیں۔ بلکہ حضرت ابُو دَرداء کی روایت بھی اِس مضمون کی گزر چکی ہے۔ چونکہ سعید بن ہلال کو خلط ملط کرنے کا مرض ہے اس لئے انہوں نے حضرت ابُو درداء کی سابقہ روایت کو اس طرح بدل دیا۔ نیز یہ حدیث طبرانی کی ہے اور طبرانی معتبر کتابوں سے معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تیسرے درجہ کی کتاب ہے۔ اِس درجہ کے مصنفین کا مقصد صرف روایات کو جمع کرنا تھا۔ قابلِ عمل قرار دینا نہیں ہے حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۵ اِس لئے آواز پہنچنے کی تاویل یہ ہو گی کہ فرشتے اس درود پڑھنے والے کے الفاظ مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بھائی مسلمانو! اب یہ مسئلہ آپ نے سمجھ لیا ہے کہ درود شریف جو دُور سے پڑھا جائے اس کے متعلق سُننے کا لفظ تو کسی روایت میں نہیں آیا۔ بریلوی حضرات کے تمام دلائل بھی آپ نے دیکھ لئے۔ ان کے تھیلے میں جتنے تیر تھے وہ آپ نے دیکھ لئے کہ سب کے پَر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ اصلی اور سچا اور پکا ہے

Marfat.com

کہ دُور سے پڑھنے والے کا درُود شریف آپؐ کو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اِس مضمون کی حدیثیں یکّی کتابوں میں موجود ہیں۔ کوئی انکار کر کے دکھائے۔

حضرت امام غزالی رح احیاء العلوم کتاب اسرار الصلٰوۃ صفحہ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں وَاحْضُرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ الخ

ترجمہ:- حاضر کر تو اپنے دِل میں یعنی تصور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی شخصیت مبارک کو۔ اور کہہ تُو (التحیات میں) بہت بڑا اسلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ! اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اُس کی۔ اور تجھے بھی اُمید ہونی چاہیئے اس بات کی کہ تیرا درُود آپؐ کو پہنچ جائے گا۔ اور آپؐ تجھے بہتر جواب عطا فرما دیں گے۔

ناظرین لکیر والی عبارت پر غور کریں کہ بزرگانِ دین کا عقیدہ کیا ہے۔ پہنچ جانے اور پہنچا دینے کے لفظ حدیث میں آئے ہیں سُننے کا لفظ کہیں آیا ہی نہیں۔ اگر ہے تو ذرا دکھا دیں۔ میری بات اس کو پہنچ گئی اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ کسی نے پہنچا دی۔ علامہ ابنِ حجر مکی شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں اِذَا صَلّٰی وَسَلَّمَ عِنْدَ قَبْرِہٖ سَمِعَہٗ سِمَاعًا حَقِیْقِیًّا وَیَرُدُّ عَلَیْہِ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَۃٍ وَاِنْ صَلّٰی وَسَلَّمَ عَلَیْہِ مِنْ بَعِیْدٍ لَا یَسْمَعُہٗ اِلَّا بِوَاسِطَۃٍ یَدُلُّ عَلَیْہِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ ترجمہ:- جب کوئی شخص قبر شریف کے پاس درُود اور سلام پڑھتا ہے تو آپؐ اس کو حقیقتاً یعنی صحیح معنوں میں سنتے ہیں اور جب کوئی دُور سے درُود اور سلام پڑھتا ہے تو آپؐ فرشتوں کے واسطہ سے سنتے ہیں۔ اس پر بہت سی حدیثیں گواہ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:- سلام زائران

بے واسطہ سماع مے فرمایند و ردِ سلام نمایند و از دیگراں بواسطۂ ملائکہ تبلیغ می شود

ترجمہ:- قبر شریف کی زیارت کرنے والوں کا سلام آپؐ خود سنتے ہیں اور جواب عطا فرماتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کا سلام فرشتوں کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔

مدارج النبوت ص۱۸۵ پر شیخ فرماتے ہیں اگرچہ اُمت کا درود آپؐ پر ہمیشہ ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے زمین پر پھرنے والے پیدا کئے ہیں۔ جو آپؐ کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔ لیکن جمعہ کے دن اور رات میں درود شریف اللہ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرتا ہے۔

باب دُوم

درود شریف اور سلام کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھنے کا بیان

پنجاب میں تقریباً تیس چالیس سال سے ایک رواج چل گیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد اور بعض شہروں میں عشاء کے بعد بعض مسجدوں میں اونچی آواز سے درود اور سلام پڑھتے ہیں۔ پھر کہیں وعظ کی مجلس ہو تو مجلس ختم کرتے وقت اس عقیدہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس لئے ادب اور تعظیم کے لئے اُٹھ کر سلام پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اُٹھو! حضرت تشریف لائے اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ لیکن یہ دونوں لفظ مل کر عجیب بے ربط ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تشریف لانے کا مطلب تو یہ ہے کہ آپؐ یہاں نہیں تھے اور حاضر ناظر کا مطلب یہ ہے

Marfat.com

کہ آپؐ ہر وقت ہر جگہ موجود رہتے ہیں ۔ یہ مسئلہ بالکل چند سالوں کی پیداوار ہے ۔
اور قرآن وحدیث میں تو خیر، فقہ حنفی تک میں اس کی جڑیں نہیں ملتیں ۔ کسی
شخص کا یقین اگر سنی سُنائی باتوں پر جم جائے اور قصّہ کہانی پہ اپنا ایمان جمالے
تو یہ اس کی مرضی ۔ مگر یہ سوچنا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ یہ مسئلہ کب سے پیدا ہو
کر جوان ہُوا ہے ۔ ابھی تو مسلمانوں میں لاکھوں انسان ایسے زندہ ہیں جن کی آنکھوں
کے سامنے یہ مسئلہ پیدا ہُوا ہے ۔ وہ لوگ تو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بات اصلی
اور پکّی نہیں ہے ورنہ شروع سے جاری ہوتی ۔ لیکن آنے والی نسلیں اور ہمارے
معصوم بچے آنکھیں کھولتے ہی جو کچھ دیکھ رہے ہیں شاید یہ سمجھیں کہ یہ کوئی پُرانا
مسئلہ ہے جو باپ دادا سے جاری ہے اور شاید دینِ اسلام یہی ہے کیونکہ اِن مسائل نے
لوگوں کو اصلی رُوح اور عملی زندگی سے غافل کر دیا ہے ۔ کوئی نہیں پُوچھتا کہ سلام کا
طریقہ کب سے پیدا ہُوا ہے ؟ کیا صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور مجتہدین یعنی امام
ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام مالکؒ اور تمام فقہاءِ اُمّت جو نیک پاک
اور عاشقِ رسُول تھے ان سے ایسا کرنے کا ثبوت ملتا ہے ؟ نہیں، ہرگز نہیں ۔
پھر اولیاءُ اللہ کے مشہور سلسلے چار ہیں اور ان کی شاخیں بے شمار ہیں ، چشتیہ
قادریہ نقشبندیہ ۔ سہروردیہ ۔ چاروں گھرانوں کے مشہور و معرُوف اولیاء اللہ نے
اس طرح سے سلام کیوں نہ پڑھا ؟ کیا ان کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
محبت نہ تھی ؟ کیا یہ لوگ تعظیم کے قائل نہ تھے ؟ پھر اتنے بڑے بڑے کاملین اولیاء
کا طریقہ چھوڑ کر یہ لوگ کیوں نئے مسائل بناتے ہیں ؟ افسوس سے کہا جاتا ہے
کہ آج ایک بالکل نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جو تمام بزرگانِ دین کے دستور سے

Marfat.com

مخالف ہے اور اس پہ اتنا زور شور ہے کہ جو شخص ان کے ساتھ شامل نہ ہو، اُس کو بے ادب بناتے ہیں، وہابی اور دشمنِ رسول گستاخ بے ادب کہتے ہیں، حقیقت میں گستاخ تو وہ لوگ ہیں جو بزرگانِ دین کا طریقہ چھوڑ گئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس مضمون کو چند فصلوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

فصل اوّل: نماز کے بعد سُنّت طریقہ ذکر اذکار کا کیا ہے؟

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ استغفار پڑھنے تک اسی طرح بیٹھے رہتے تھے۔ استغفار کا ایک طریقہ تو یہ ہے۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تین بار۔ دوسرا طریقہ یہ ہے أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ تین بار اس کے بعد دائیں طرف یا بائیں طرف، یا نمازیوں کی طرف منہ پھیر کر یہ کلمات پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○ ہر فرض نماز کے بعد آپؐ یہ بھی پڑھتے تھے لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اُس کی بادشاہی ہے۔ اُس کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو چیز تو دے اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جو تو نہ دے وہ کوئی دے نہیں سکتا

Marfat.com

اور کسی شخص کو خوش بختی تیرے معاملہ میں فائدہ نہیں پہنچاتی۔

کبھی کبھی آپؐ یہ کلمات بھی پڑھتے تھے :۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

ترجمہ :۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں ہے گناہوں سے بچنا اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ کی مدد سے۔ کوئی نہیں معبود اللہ کے سوا۔ اور نہیں بندگی کرتے ہم مگر اُس کی۔ اُسی کی نعمت ہے، اور اُسی کا فضل ہے اور اسی کی اچھی تعریف ہے۔ کوئی نہیں معبود اللہ کے سوا، ہم صرف اُسی کی بندگی کرتے ہیں۔ خالص کرتے ہیں اُس کی عبادت، اگرچہ برا مانیں کافر

امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ تمام ذکروں سے پہلے استغفار پڑھنی چاہئے،

حضرت امام احمدؒ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے :۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّکَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ۔ اَللّٰھُمَّ

Marfat.com

رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَّكَ وَ اَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ترجمہ۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب! اور ہر چیز کے بادشاہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رب ہے، ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں اس بات کا کہ محمد کریم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ اے اللہ! اے رب ہمارے اور رب ہر چیز کے میں گواہی دیتا ہوں کہ سب بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں[1]۔ اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب! کر دے مجھ کو مخلص واسطے تیرے اور میرے گھر والوں کو دنیا اور آخرت کی ہر گھڑی میں۔ اے بزرگی والے، اور بزرگی دینے والے! میری دعا سن اور قبول کر۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ زمین آسمان کی روشنی ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا کام بنانے والا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔

واضح رہے کہ صحیح حدیثوں میں ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا بہت ثواب آیا ہے۔ نیز آخری دو سورتیں قرآن مجید کی بھی آئی ہیں،

[1] ناظرین بھائی بھائی کے لفظ پر غور کریں۔

نیز صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضؓ صحابی کو فرمایا - اے معاذ ! اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں - پس ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرنا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ ترجمہ :- اے اللہ میری مدد کر اپنے ذکر اور شکر اور خوبصورت عبادت پر -

نیز فرض نمازوں کے بعد بہت مشہور وظیفہ معقبات کا ہے - معقبات یہ کلمات ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اور اس کے کئی طریقے ہیں -

۱- ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳ بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار - کل ایک سو بار ہوا -

۲- سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار یہ بھی ایک سو ہوا -

۳- سُبْحَانَ اللّٰہِ ۲۵ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۲۵ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۲۵ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ سارا کلمہ ۲۵ بار - یہ بھی سو ہوا

۴- صحیح حدیثوں میں ہے کہ ایک دن حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کے کام کاج میں مدد لینے کے لئے ایک خادم حاصل کرنے کو حاضر ہوئیں - فرمایا - دنیا کی محنت مشقت آسان ہے ہر طرح

Marfat.com

گزر جاتی ہے۔ اے فاطمہؓ! اللہ کی بندگی کر اور اپنے گھر والوں کی خدمت کر اور میں تجھے ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے۔ سونے کے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھ لیا کر۔

۵۔ دس دس بار اور گیارہ گیارہ بار کی روایت بھی آئی ہے۔

واضح رہے کہ یہ تمام وظیفے سُنّت سے ثابت ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی پڑھا ہے کبھی کوئی۔ اس لئے سب کو جمع کرنا ضروری نہیں ہے۔ اپنی فرصت اور شوق کے مطابق ان میں سے کوئی وظیفہ مقرر کرلے، چاہے تین بار پڑھے یا پانچ سات، دس، گیارہ، پچیس، تینتیس، ستر، سو بار یہ سب گنتیاں سُنّت ہیں۔ اور اس کی پابندی کرے۔ کیونکہ پابندی میں برکت ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ اگر پانی کا ایک ایک قطرہ کسی پتھر پر ہمیشہ گرتا رہے تو پتھر میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک دفعہ جتنا پانی بھی گزر جائے اُس کا اثر نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ جن نمازوں میں فرضوں کے بعد سُنّتیں ہیں وہاں تھوڑا سا وظیفہ سلام کے بعد پڑھ لے۔ لہٰذا وظیفہ سُنّتوں اور نفلوں کے بعد پڑھنا چاہیئے۔ مدارج النبوت ص۲۰۹ ج۱ زاد المعاد ص۷۶ ج۱

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم ص۳۰۲ ج۱ میں نمازِ صبح کے بعد یہ دس وظائف لکھے ہیں۔

۱۔ کلمۂ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰ بار

Marfat.com

۱۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ دس بار
۳۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ دس بار
۴۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ دس بار
۵۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ
الْقَیُّوْمُ وَاَسْاَلُہُ التَّوْبَۃَ دس بار
۶۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ دس بار
۷۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ دس بار
۸۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ دس بار
۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ دس بار
۱۰۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ
رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝ دس بار

قرآن کریم کی بعض آیات جن کے پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے، یہ ہیں:۔
سورۃ فاتحہ۔ سورۃ اخلاص۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر تک۔ شَھِدَ اللّٰہُ
اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ دو آیتیں،

Marfat.com

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک - لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا آخر تک - سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ - سورۃ حدید کی پہلی پانچ آیات - سورۃ حشر کی آخری تین آیات

امام غزالی رحؒ نے وظائف کی چار قسمیں لکھی ہیں - دُعا - ذِکر - تلاوت - فکر - دُعَا، یعنی اللہ کو پکارنا، اللہ سے مانگنا - ذِکر، اللہ کی صفات بیان کرنا تلاوت قرآن مجید پڑھنا فِکر، دُنیا اور آخرت پر غور کرنا -

ناظرین! نماز کے بعد سُنّت وظائف یہ ہیں - اور اس کے علاوہ بھی ہیں بطور نمونہ یہ چند وظائف لکھے ہیں - ان میں برکت اور اتباعِ سُنّت ہے - لیکن نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ درود شریف پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے - چنانچہ مستحبات میں کہیں نہیں ہے - جیسا کہ آپ باب اوّل کی ساتویں فصل میں پڑھ چکے ہیں - البتہ عام قاعدہ یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ ہر جگہ درود شریف پڑھ لینا بہتر ہے اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ سے بھی یہ بات ثابت ہے - اس لئے نماز کے بعد جب وِرد وظائف پڑھ کر فارغ ہو تو اس نئی عبادت کے بعد درود شریف پڑھنے کا موقع پیدا ہو جاتا ہے - امام ابن قیم نے یہ نکتہ زاد المعاد ص۶۶ میں بیان فرمایا ہے - مگر آہستہ پڑھنا چاہئے - جیسا کہ آگے آئے گا

فصل دُوم - ذِکر اور دُعا میں فرق اور ان کے آداب بیان میں

ذکر کی کئی قسمیں ہیں - زبان سے، دِل سے، اعضاء سے -

زبان کا ذکر اللہ کی تعریف، تسبیح اور حمد و ثنا بیان کرنا، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ

Marfat.com

دل کا ذکر۔ خداوند تعالیٰ کی ذات اور صفات کی طرف متوجہ رہنا۔
اعضاء کا ذِکر یہ ہے کہ تمام اندام نیک کاموں میں مصروف ہوں۔ بُرائیوں سے دُور ہوں۔ رُوح المعانی ص ۱۹/۲

مگر یاد رہے کہ زبان کا ذِکر دِل کی توجُّہ کے سوا بیکار ہے۔ بلکہ اس بات پر عُلماء کا اتفاق ہے کہ غافل دِل سے ذِکرِ الٰہی قبُول نہیں ہوتا رُوح المعانی ص ۱۵۸/۲
اصلی ذِکر یہی ہے کہ انسان اپنے مالک کی بتائی ہُوئی راہوں پر ہمت اور شوق سے چلتا رہے اِس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے یہ خیال دِل میں بس گیا ہو۔ امام ابُوبکر جصاص رازیؒ نے اس کو اعلےٰ قسم کا ذِکر کہا ہے۔ یعنی اللہ کی قدرت، عظمت اور اس کی آیات و دلائل میں غور کرتے رہنا (احکام القرآن) درحقیقت یہ غور و فکر رُوح کی مَیل کچیل صاف کرنے کا بہترین صابُون ہے۔ دیکھئے پارہ ۴ رکوع ۱۱ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سارا رکوع ترجمہ کے ساتھ پڑھ جائیے۔

دُعَا۔ بُلانا، پُکارنا، سوال کرنا۔ یہ لفظ ایسا عام فہم اور مشہور ہے کہ تقریباً ہر اسلامی مُلک میں استعمال ہوتا ہے۔ ذِکر اور دُعا دونو لفظوں کو اچھی طرح پہچان لیجئے۔ یہ دونو لفظ مناسبت کی وجہ سے کبھی کبھی ایک دُوسرے پر بھی بولے جاتے ہیں۔ لیکن ان دونو کی حقیقت، دونو کے احکام اور مسائل جُدا جُدا ہیں۔ اللہ کا ذِکر، اللہ کی تعریف اور حمد و ثناء ہے۔ اللہ کو یاد کرنا۔ اس کی بزرگی بیان کرنا۔ اس کی توحید کا اقرار کرنا۔ سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلہِ اَللہُ اَکْبَرُ کہنا۔ اللہ کے پاک ناموں اور اعلےٰ صفتوں کو بیان کرنا۔ ثواب کے وعدوں اور

عذاب کی دھمکیوں کو بیان کرنا۔ اللہ کے احکام اور منع کی ہوئی چیزوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا، علم دین سیکھنا سکھانا۔ دوزخ سے ڈرانا۔ جنّت کی رغبت دلانا یہ سب چیزیں ذکرِ الٰہی میں داخل ہیں۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوّت کے انواعِ عبادات میں یہی بیان فرمایا ہے۔

قرآن کریم نے ذکرِ الٰہی کا طریقہ خود بتایا ہے۔ سورۃ اعراف کی آخری آیت

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝

ترجمہ:- یاد کرتا رہ اپنے ربّ کو اپنے دِل میں عاجزی کرتا ہُوا، اور ڈرتا ہُوا اور ایسی آواز سے جو بلند آواز سے کم ہو۔ صبح کے وقت اور شام کے وقت اور نہ ہو غافل۔

یعنی ذکر کرتے وقت دِل میں عاجزی، گڑگڑانا اور خوف کی کیفیت ہو آواز آہستہ ہو، اور اگر اُونچی آواز نکالے تو معمولی اُونچی ہو زیادہ بلند نہ ہو دُوْنَ الْجَهْرِ کا لفظ صاف ہے اور یہ قدرتی بات ہے کہ ذِکر کرنے والے کے دِل میں جب اللہ کا خوف اور عجز و نیاز پیدا ہو جائے تو زیادہ بلند آواز نکل سکتی ہی نہیں۔ جیسے کوئی خوشامد کرنے والا ڈرا ہُوا آدمی کسی کو بُلاتا ہے تو زیادہ بلند آواز نہیں نکال سکتا۔ ذِکر کرنے والے کے لہجہ میں آواز میں بلکہ ظاہری شکل و صورت میں عاجزی نہ ہو تو غفلت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ بلند آواز سے ذِکر کرنا منع کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں اِس کی مُمانعت صاف موجود ہے۔ ہاں آہستہ اور درمیانی آواز سے ذِکر کی اجازت ہے

Marfat.com

امام رازیؒ تفسیر کبیر ص۲۲۴ پر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ دِل میں یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ذِکر کرنے والا جو الفاظ زبان پہ لاتا ہے اُن کے معنی جانتا ہو۔ خداوند تعالیٰ کی عزّت، جلال، بزرگی، بلندی، اس کے سامنے ہو، اور یہ اس لئے ہے کہ زبان کا ذِکر جب دِل کے ذِکر سے خالی ہو تو بے فائدہ ہو جاتا ہے، چنانچہ فقہاء کا فتویٰ ہے۔ اگر کوئی شخص زبان سے کہے یہ چیز مَیں نے بیچی، یا خریدی، اور ان لفظوں کے معنی نہ جانتا ہو تو بیع نہیں۔ یعنی سودا نہیں ہُوا، معلوم ہُوا سمجھ کر کہنے سے بات پکّی ہوتی ہے۔

ع دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

فرماتے ہیں:۔ مَیں نے بعض بزرگانِ دین کے متعلق سُنا ہے کہ مُرید کو چالیس دِن تک اکیلا بیٹھ کر ذکر اذکار کا حکم دیتے تھے۔ جب چالیس دِن پُورے ہو جاتے تو اس کے سامنے اَللّٰہ تعالیٰ کے ننانوے نام پڑھنا شروع کر دیتے اَور فرماتے کہ سب ناموں پر غور کرتا جا۔ جس نام کی تاثیر تیرے دِل پر زیادہ ہو، سمجھ لے کہ اس نام سے تجھ پر فیض کا دروازہ کھُلے گا۔ پھر اسی نام کی مشق کراتے، معلوم ہُوا کہ جتنی تاثیر ہے سمجھنے میں ہے۔

بھائی مسلمانو! اصُول نہایت عمدہ ہے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ درود شریف اَور روزانہ وظائف کے معنی اچھی طرح سمجھ کر دل میں بٹھالے۔ کیا کیا جائے، لوگوں کو نماز کا ترجمہ بھی نہیں آتا، بلکہ کلمہ شریف کے معنی بھی نہیں آتے۔ سارا زور اس بات پر خرچ کر دیا کہ ہم ہیں سُنّی حنفی، وُہ ہے وہابی۔ بے فائدہ باتوں کا شغل بنا رکھا ہے اَور اصل دین سے غافل ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

ہر ذکر کے ساتھ دل کی توجہ ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص معنی نہیں جانتا، تو ذکر یا تلاوت کے وقت اپنے دل کو یونہی حاضر رکھے۔ عاجزی اور خوف کے ساتھ پڑھے امام رازیؒ فرماتے ہیں تضرع یعنی گڑگڑانا بھی ضروری ہے۔ سورۃ انعام میں حکم ہوتا ہے قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ معلوم ہُوا کہ عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھی عاجزی سے اور خفیہ پکارنا شرط ہے۔ خوف کی کئی قسمیں ہیں۔ عملوں میں کوتاہی اور سستی کا خوف۔ خاتمہ کا خوف، ناشکری کا خوف۔ انتہی

دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ میں جہر سے مُراد جہرِ فقہی نہیں ہے۔ بلکہ جہر عادی ہے۔ جیسا کہ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ میں ہے۔ اس آیت میں ذکر کے دو طریقے بیان ہُوئے ہیں آہستہ اور ذرا اُونچا، یعنی جہرِ معتدل اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا میں بھی اسی اعتدال کی تعلیم ہے۔

مفسر بیضاوی فرماتے ہیں ذکر کا لفظ یہاں عام ہے۔ تمام اذکار کا یہی طریقہ ہے۔ علامہ آلوسیؒ بغدادی تفسیر رُوح المعانی میں فرماتے ہیں:۔ ذِكْرًا فِيْ نَفْسِكَ وَذِكْرًا بِلِسَانِكَ دُوْنَ الْجَهْرِ۔ پھر فرماتے ہیں جہر سے مُراد زیادہ بلند آواز نکالنا ہے اور مَا دُوْنَ الْجَهْرِ سے مراد درمیانی آواز ہے ص ۱۵۴/۹ آگے فرماتے ہیں:۔ اس آیت سے یہ دلیل نکلتی ہے، کہ پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے، اور کچھ اُونچی آواز سے جائز ہے۔ اِس کی تائید میں وُہ حدیث ہے جو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں بیان کی ہے خَيْرُ الذِّكْرِ

Marfat.com

الخفی۔ بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو۔ اور یہ آیت ماتم کرتی ہے ہمارے زمانہ کے جاہل صوفیوں کا جو ذکر میں ایسی حرکتیں کرتے ہیں جو شرعاً، عقلاً عرفاً قبیح ہیں ص۱۵۵/۹

اب حدیث شریف کا فیصلہ سُنئے حضرت ابُو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، لوگوں نے (کسی ٹیلے پر چڑھتے یا اُترتے وقت) بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم جس کو پکارتے ہو وہ بہرا بھی نہیں اور نہ غائب ہے۔ تم جس کو پکارتے ہو وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے، اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ اور وہ جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواریوں کی گردن سے بھی قریب ہے۔ راوی کہتے ہیں میں آپؐ کے پیچھے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پڑھ رہا تھا۔ مجھے فرمایا، اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتائیے! فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص۲۰۱، صحیح بخاری مصری ص۱۹۵/۴، صحیح مسلم شریف ص۳۴۶/۲ ابوداؤد مجتبائی ص۲۲/۱، احیاءُ العلوم ص۲۷۵/۱۔

اسلام جس قسم کی سنجیدگی، متانت، اخلاص، عقل اور سمجھ پیدا کرنا چاہتا ہے وہ قرآن وحدیث کے ایک ایک لفظ سے ٹپک رہی ہے۔ فوجی جوش وخروش اور کامیابی کے نشہ میں آکر بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا ایک فطری بات تھی اس میں نہ کوئی ہلڑ بازی ہے، نہ ہی کسی قسم کا غرور وتکبر ہے۔ مگر قربان جائیے پیغمبر اسلام

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا پر کہ اس بے ضرورت نعرہ بازی کو کیسے معقول اور مدلل الفاظ سے ٹھنڈا کر دیا۔ لوگو! اپنی جان کو تکلیف میں کیوں ڈالتے ہو، جس کو تم پکارتے ہو وہ تو دل کی بات بھی سنتا دیکھتا ہے۔ اس کو پکارنے کے لئے گلا پھاڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ذکرِ جہر سے منع فرمایا تو دلیل کے ساتھ، اور دلیل بھی ایسی جو ذکرِ جہر کی ضرورت ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہے۔ اونچی آواز سے درود شریف پڑھنے والے اس حدیث کا جواب کیا دیتے۔ اور جو لوگ حدیث پر غور کرنے سے پہلے ہی چلانے کا فیصلہ کر چکے ہیں، ان کو کتابی علم سے کیا غرض؟ مفتی احمد یار صاحب گجراتی بریلوی نے ایک کتاب لکھی ہے جاء الحق اس میں فرماتے ہیں کہ یہ لڑائی کا موقع تھا، اونچی آواز سے تکبیر کہنے کا یہ نقصان تھا کہ دشمن کو مسلمان فوجوں کی آمد کا پتہ لگ جائے گا۔ اس لئے آپ نے منع فرما دیا۔

جواب:- ۱۔ کیا صحابہ رضؓ جنگی مسائل سے اس قدر بے خبر تھے؟

۲۔ کیا چھپ کر کہیں ڈاکہ ڈالنا تھا؟

۳۔ کیا اسلامی اخلاق اس کی اجازت دیتا ہے؟

۴۔ اگر یہی فوجی مصلحت تھی تو آپؐ اتنی بات فرما دیتے آہستہ دبے پاؤں چلو، یہاں خداوند تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کی تعلیم کیوں دی؟

لیکن بریلوی حضرات آج کل ایک نیا عقیدہ بنا رہے ہیں۔ کہتے ہیں خداوند تعالیٰ کے لئے خاص حاضر ناظر کا لفظ کہیں نہیں ہے، اور عالم الغیب تو خدا کس طرح ہو، جب کہ خدا سے کوئی چیز غائب ہی نہیں۔ ایسی باتیں عوام سے سنی گئی ہیں

Marfat.com

سرِ دست حضرت امام مجدد الفِ ثانی رح کا ارشاد سُن لیجئے :-

"حق سُبحانہٗ وتعالیٰ بر احوالِ جزوی و کلّی او مُطلّع است وحاضر ناظر"

(ص۱۰۱ مکتوب ۲۸)

ترجمہ :- خداوند تعالیٰ بندہ کے چھوٹے بڑے حال کی اطلاع رکھتا ہے اور حاضر ناظر ہے

نیز فرماتے ہیں، خداوند تعالیٰ نے عالم الغیب کے لفظ سے اپنی تعریف بیان کی ہے اس کا انکار کرنا قرآن کا انکار ہے۔ ص۱۲۲ مکتوب ۱۰۰

حضرت ابو مُوسیٰ اشعری کی روایت ابو داؤد شریف میں یوں ہے :

ہم ایک سفر میں تھے۔ پس جب ہم (واپسی کے وقت) مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے (خوشی میں آکر) نعرۂ تکبیر کہا ص۲۲

یہ غزوۂ خیبر کا واقعہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاد سے واپس ہوکر اسلامی فوجیں اپنے گھر کے قریب آچکی تھیں۔ یہاں کچھ رازداری کا معاملہ نہیں ہے اس لئے یہ حدیث ذکرِ جہر کے متعلق قاعدہ کُلیہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام سارا مغز ہی مغز ہے۔ لیکن جو لوگ اس کو نمائش اور چھلکا سمجھتے ہیں وہ کتنے دور ہیں۔ چونکہ یہ لوگ قرآن وحدیث کا نام لینے والوں کو وہابی کہہ کر بچنا چاہتے ہیں، اور ان کا دعویٰ ہے کہ ہم بزرگانِ دین کے طریقہ پر ہیں۔ اس لئے ہم ان کی خدمت میں حضرت امام مجدد الف ثانی رح قدس سرہٗ کا فرمان پیش کرتے ہیں۔ شاید کچھ سمجھ جائیں۔ امام مجدد رح فرماتے ہیں :-

"حضرات نقشبندیہ سُنّت کی پیروی ضروری سمجھتے ہیں اور بدعت سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس لئے اگر سُنّت کی تابعداری ان کو نصیب ہو اور دل کی

Marfat.com

کیفیات ان کو حاصل نہ ہوں تو خوش رہتے ہیں۔ اور اگر دل کی کیفیات کی موجودگی کے ساتھ سُنّت کی پیروی میں سستی آتی ہو تو ایسی کیفیت اور حال کو پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ سماع اور رقص یعنی ناچ (وہی وجد والوں کا ناچ) کو پسند نہیں کرتے۔ اور جو کیفیت اس سے حاصل ہو اُس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے۔ بلکہ بلند آواز سے اَللّٰہ کا ذِکر کرنا۔ بدعت سمجھ کر اس سے منع کرتے ہیں، اور اس پر جو نتائج مُرتّب ہوتے ہیں ان کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ ایک دن مَیں اپنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کی مجلسِ طعام میں حاضر تھا۔ شیخ کمال جو ہمارے خواجہ یعنی پیر بزرگوار کے خاص مُرید تھے۔ اُنہوں نے کھانا شروع کرتے وقت آپ کے سامنے بلند آواز سے اَللّٰہ کہ دیا۔ آپ کو یہ بات، سخت ناپسند آئی۔ اس حد تک کہ سختی سے منع کر دیا کہ یہ شخص آئندہ کھانے کی مجلس میں کبھی حاضر نہ ہو۔ اور مَیں نے آپ سے سُنا ہے کہ حضرت خواجہ علاؤالدّین نقشبند بخارا کے عُلماء کو جمع کر کے حضرت امیر کلال رح کی خانقاہ میں لے گئے تاکہ ان کو ذِکرِ جہر سے منع کریں۔ عُلماء نے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھایا کہ بلند آواز سے ذِکر کرنا بدعت ہے۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آئندہ نہیں کریں گے، جب حضرات نقشبندیہ ذِکرِ جہر سے منع کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کرتے ہیں تو سماع اور رقص اور وجد اور دیکھا دیکھی وجد کے متعلق کیا کہوں۔ جو دِل کی کیفیات غیر شرع کاموں سے حاصل ہوں، وُہ

Marfat.com

استدراج کی قسم سے ہیں (یعنی کافر جو جوگ کے طریقوں سے رُوحانی صفائی کی کوشش کرتا ہے اُس کے ہاتھ سے اگر کچھ عجائبات ظاہر ہوں تو اسے استدراج کہتے ہیں) کیونکہ استدراج والے کافروں کو بھی کشف ہو جاتا ہے۔ یُونان کے فلاسفہ افلاطُون ارسطوُ وغیرہ اور جوگی برہمن وغیرہ سب اِس بات میں ایک ہیں۔ دِل کو جو لذّت اور کیفیت حاصِل ہوتی ہے اُس کے سچّا ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ شخص شریعت سے موافق ہو، حرام اور شبہُ والی چیزوں سے پرہیز کرتا ہو۔ جہاں تک سماع اور رقص در حقیقت کھیل تماشے کی قسم سے ہے۔ اور قرآن کی آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ سرود منع کرنے کے لئے نازل ہُوئی ہے۔ مکتوبات شریف ص۳۳ مکتوب ۲۶۶

بھائی مسلمانو! یہ سُنّت اور بدعت فقہی الفاظ ہیں۔ اِس لئے یہاں حضرت امام مجدّد رح نے فتوٰی شریعت کا بیان فرمایا ہے کوئی نقشبندی سلوک کی بات نہیں۔ صاف لفظوں میں فرما دیا کہ بلند آواز سے خدا کا ذِکر کرنا بدعت ہے اور اس سے اگر بالفرض کچھ دِل کو سُرور حاصِل ہو تو بے قیمت چیز ہے قابلِ توجہ نہیں ہے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدّین نقشبند رح اپنے سلسلہ کے بانی ہیں۔ علماء کو ساتھ لے کر جاتے ہیں اور حضرت امیر کلال رح کو شرعی فتوٰی بتاتے ہیں۔ کہ بلند آواز سے ذِکر کرنا بدعت ہے۔ حضرت امیر کلال رح یہ فتوٰی قبول فرما کر ذِکرِ جہر کو ترک کر دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص یہ بہانہ بنائے کہ یہ مسئلہ نقشبندی سلوک کا ہے تو اس کی مرضی حضرت امام مجدّدی علومِ شریعت

Marfat.com

سے مجدد ہیں، اور مجددی لوگوں کے پاس تو یہ فتویٰ نہ قبول کرنے کا کیا عذر ہو سکتا ہے
آگے چلئے، میر محمد نعمان نے سوال کیا ہے کہ آپ ذکرِ جہر سے منع فرماتے ہیں حالانکہ اس سے ذوق شوق پیدا ہوتا ہے، اور اس کی وجہ آپ یہ بیان فرماتے ہیں کہ بدعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی۔ مگر اور کئی چیزیں بھی حضورؐ کے زمانہ میں نہ تھیں مثلاً فرجی شال اور سلوار وغیرہ۔
حضرت امام مجددرح جواب میں فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کام عبادت کے طور پر کئے ہیں، کچھ عادت اور رواج کے مطابق کئے ہیں، جو کام آپؐ نے عبادت کے طور پر کئے ہیں ان کی مخالفت کرنا بری بدعت ہے اور ہم اس سے سخت منع کرتے ہیں کیونکہ یہ دین میں نئی رسم، اور نئی پیداوار ہے اور یہ مردود ہے۔ باقی جو کام لباس وغیرہ آپؐ نے رواج کے مطابق کئے ہیں اُن کی پیروی کرنا بہتر تو ہے لیکن اس کی مخالفت بُری بدعت نہیں ہے کیونکہ وُہ دین سے تعلق نہیں رکھتے۔ مکتوب ۲۳ ص ۲۴۶

حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے فیصلہ کے بعد درحقیقت کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن مزید تسلی کے لئے چند حوالے فقہاء اور محدثین کے اور دیکھئے، حافظ ابنِ کثیر کی شخصیت مشہورِ آفاق ہے۔ آپ البدایہ والنہایہ ص ۲۷ پر فرماتے ہیں:۔ اَلْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰی عَدَمِ اِسْتِحْبَابِهٖ
ترجمہ:۔ چاروں مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ ذکرِ جہر مستحب نہیں ہے، جس بات پر چاروں امام متفق ہوں وہ کتنی مضبوط اور پکی ہو گی، حنفی شافعی

مالکی، حنبلی سب کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کبیری شرح منیۃ المصلی صہ ۵۵۶ پر ہے
وَلِاَبِی حَنِیْفَۃَ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ بِدْعَۃٌ ....الخ
امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور قرآن کریم
کی آیت اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
پارہ ۸ رکوع ۱۴ (پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ بے شک اللہ نہیں
محبت کرتا حد سے بڑھنے والوں کے ساتھ) کے مخالف ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں جو شخص بلند آواز سے ذکر کرتا ہے، وہ
اس حکم کی مخالفت کرتا ہے۔

یہاں تک عام ذکرِ جہر کی بحث تھی۔ اب مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنے
کا حال سنئے۔ مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعۃ میں ایک حدیث ہے جس
میں قیامت کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ جب مالِ غنیمت بڑے افسروں میں بٹنے لگے گا۔
۲۔ جب امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جائے گا
۳۔ جب زکوٰۃ کو چٹّی اور تاوان سمجھا جائے گا
۴۔ جب علم دُنیا حاصل کرنے کے لئے پڑھا جائے گا
۵۔ جب مرد اپنی بیوی کا حکم مانے گا گناہ کے کام میں اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا
۶۔ جب آدمی اپنے دوست کی قدر کرے گا، اور باپ سے بے سلوکی کرے گا
۷۔ جب مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی۔
۸۔ جب برادری کا سردار بدکار ہوگا۔

Marfat.com

۹۔ جب قوم کا رئیس اور نگہبان کمینہ خصلت ہو گا

۱۰۔ جب لوگ کسی شخص کی شرارت سے بچنے کے لئے اس کی تعظیم کریں گے

۱۱۔ جب گانے بجانے والی عورتیں عام اور ظاہر ہوجائیں گی کہ عام لوگوں سے میل جول کریں گی۔

۱۲۔ جب گانے بجانے کے ہتھیار یعنی طرح طرح کے باجے ظاہر ہوں گے جن کو مزامیر کہا جاتا ہے۔

۱۳۔ جب شراب یا نشہ آور چیزوں کا استعمال عام ہو جائے گا۔

پس انتظار کرو اس وقت ایک سرخ آندھی کا، اور بڑے بڑے زلزلوں کا، زمین میں دھنس جانے کے واقعات کا، اور صورت بدل جانے اور پتھر برسنے کا، اور انتظار کرو قیامت کی تمام قریبی نشانیوں کا جس طرح موتیوں کی لڑی ٹوٹ جاتی ہے تو موتی لگاتار گرتے ہیں۔

بھائی مسلمانو! اس حدیث میں قیامت نزدیک آنے کی تیرہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ ساتویں علامت یہ ہے کہ مسجدوں میں آواز بلند کی جائے گی، یا عام گفتگو مراد ہو سکتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگ مسجدوں میں زیادہ بلند آواز سے ذکر کریں گے، چنانچہ حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۱۷۲ ج۵ میں فرماتے ہیں وَھٰذَا اَمْرٌ قَدْ كَثُرَ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ وَقَدْ نَصَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّكْرِ حَرَامٌ۔ ترجمہ:۔ یہ بات یعنی مسجد میں بلند آواز اس زمانہ میں عام ہو گئی ہے۔ حالانکہ بعض علماء نے صاف کہہ دیا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو حرام ہے۔

Marfat.com

اسی طرح حضرت مُلّا علی قاری حنفیوں کے سرتاج محدّث فقیہہ شرح شفاء صفحہ ۱۶۰ پر فرماتے ہیں:۔ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتَ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَوْ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ

ترجمہ:۔ مسجدوں میں بلند آواز سے ذکر کرنا حرام ہے۔

صفحہ ۱۶۱ پر فرماتے ہیں:۔ فالصحیح من مذھبنا اِنَّہٗ یَکْرَہُ رَفْعَ الصَّوْتِ مُطْلَقاً فِیْ جمیع المساجد۔

ترجمہ:۔ حنفی مذہب میں صحیح فتویٰ یہ ہے کہ تمام دُنیا کی مسجدوں میں آواز بلند کرنا ہر صورت میں حرام ہے۔ یعنی گفتگو سے ہو یا ذکر سے۔

غور فرمائیے حنفی مذہب تو یہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ مدارج النّبوت باب الاذکار بعد الصّلوٰۃ صفحہ ۲۰۹ پر فرماتے ہیں:۔

"بعض عُلماء نے کہا ہے کہ تمام قسم کے ذِکر دل میں پوشیدگی افضل ہے، دُعا اور ذکر میں امام اور اکیلا پڑھنے والے کے لئے، اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اگر کوئی ذِکر بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے تو وہ صحابہ رض کو سکھانے اور تعلیم دینے کے لئے تھا تاکہ سُن کر سب لوگ سیکھ لیں۔ کسی جگہ اگر امام لوگوں کو کوئی ذِکر (سُنّت) سکھانا چاہتا ہو، تو بلند آواز سے پڑھنا امام کے لئے درست ہے بلکہ اچھا ہے"

یہاں یہ بات صاف ہوگئی کہ امام قوم کو تعلیم دینے کے لئے اتنی اُونچی آواز نکال سکتا ہے جس کو حاضرینِ مسجد سُن سکیں، اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی تعلیم اُمّت کے لئے بعض اوقات ایسا کیا ہے۔ لیکن ذِکر کے لئے زیادہ بلند آواز نکالنا ممنوع

ہو گا۔ فتاویٰ عالمگیری کتابُ الکراہیۃ ص۱۹۱ میں ہے کچھ لوگ کسی جگہ جمع ہو جائیں اور سورت فاتحہ بطور دعا بلند آواز سے پڑھیں تو انہیں منع نہ کیا جائے، کیونکہ عوام کی عادت ہو چکی ہے اور بہتر یہ ہے کہ آہستہ پڑھیں۔

معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ آہستہ پڑھنا افضل ہے۔ لیکن عوامی طرز کے لوگ جن کو شور و غوغا ہی میں لطف آتا ہے اگر بلند آواز سے پڑھنے لگیں تو زیادہ حرج نہیں ہے۔ لا باس بہٖ کا ترجمہ ہے۔ تشریح آگے آئے گی۔ لیکن درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کا تو کہیں ذکر نہیں ہے۔

نعرۂ تکبیر کا بیان

فتاویٰ عالمگیری ص۱۹۴ کتاب الکراہیۃ میں ہے:۔

وَالتَّكْبِيْرُ جَهْرًا فِيْ غَيْرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لَا يُسَنُّ اِلَّا بِازَاءِ الْعَدُوِّ وَاللُّصُوْصِ وَقَاسَ عَلَيْهِمَا بَعْضُهُمُ الْحَرِيْقَ وَالْمَخَاوِفَ كُلَّهَا ...... الخ

ترجمہ:۔ بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا ایام تشریق یعنی قربانی والی عید کے آس پاس دنوں میں سُنّت ہے۔ اس کے سوا کوئی موقع بھی سُنّت کا نہیں ہے۔ لیکن جب دشمن سامنے آئے یعنی کفار سے جہاد ہو، یا چور ڈاکو آجائیں تو پھر بھی سُنّت ہے۔ اصلی مسئلہ تو اتنا ہے لیکن بعض علمائے نے اسی پر قیاس کر کے کہا ہے کہ جب آگ لگ جائے یا خوف پیدا ہو تو وہ بھی اسی میں داخل ہے۔ فقیہ ابو جعفرؒ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگوں نے ایک جگہ کچھ وِرد وظیفہ پڑھا اور اس کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہہ دیا تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا اگر انہوں نے

نے اس وظیفہ پڑھنے کا شکر ادا کرنے کے لئے کہا ہے تو اس میں زیادہ حرج نہیں ہے فرمایا جب لوگ نماز کے بعد متصل بلند آواز سے بل کر اَللہ اکبر کہیں تو یہ مکروہ ہے اور یہ بدعت ہے، اور جب سرحدی چوکیوں میں رہنے والے فوجی سپاہی ایسا کریں تو مکروہ نہیں ہے۔ جب اپنی قوت اور دلیری ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا ہو، اور خوف کا وقت ہو یعنی دشمن کے حملہ کا خطرہ ہو، اور اگر سرحدی چوکیوں کی مسجدوں میں ایسا کریں جب کہ خوف کا موقع نہ ہو تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

فتاویٰ ہندیہ کی اس عبارت پر غور کریں، بلند آواز سے تکبیر کی اجازت کتنی جگہوں میں ہے

۱۔ ایامِ تشریق میں کیونکہ یہ تکبیر کے خصوصی دن ہیں۔

۲۔ میدانِ جہاد میں۔

۳۔ جب ڈاکو آ جائیں تو آبادی کو بلانے کے لئے۔

۴۔ آگ لگ جائے یا حملہ کا خوف ہو۔

۵۔ کوئی وظیفہ پڑھ کر ختم کیا ہو تو شکرانہ کے لئے

۶۔ باڈر پولیس کے سپاہی سرحدی چوکیوں پر قوت ظاہر کرنے کے لئے جب دشمن کا خوف ہو، اور خوف نہ ہو تو مکروہ ہے۔

ہمارے بریلوی دوست نعت سنتے سنتے، نعرۂ رسالت، نعرہ حیدری، اور نعرۂ غوثیہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی نعرے ہیں؟ بس ہر کام پر بدعت کی مہر لگا دیتے ہیں تاکہ پہچاننے والے کو آسانی ہو، ورنہ وعظ کی مجلس میں نعرۂ تکبیر بھی کس قدر بے موقع اور بے ربط ہے۔

بھائی مسلمانو! ہمارا دین آزاد نہیں ہے۔ اَللہ اکبر کس قدر با عظمت کلمہ ہے

Marfat.com

لیکن اس کو بھی بلند آواز سے پڑھنے پہ پابندیاں ہیں، آہستہ پڑھنا ہو تو کوئی پابندی نہیں ہے
یاد رہے کہ عام ذکر اذکار، کلمہ شریف سبحان اللہ الحمدللہ، اللہ اکبر، لاحول ولاقوۃ
وغیرہ کا یہی حکم ہے کہ بالکل آہستہ، یا درمیانی آواز سے پڑھا جائے، اور یہ دو درجے
اِس لئے مقرر فرمائے گئے ہیں کہ بعض لوگوں کو آہستہ پڑھنے سے وسوسہ دُور نہیں
ہوتا۔ لیکن قرآن مجید کی تلاوت سے چونکہ دُوسرے لوگوں کو مسائل کی تعلیم بھی حاصل
ہوتی ہے۔ اِس لئے آہستہ قرآن پڑھنے کی بجائے بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے"
بلند آواز سے مُراد درمیانہ درجہ ہے۔ کیونکہ زیادہ بلند آواز کی اجازت اذکار میں
نہیں ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:-

اَلْاَفْضَلُ فِی قِرَائَۃِ الْقُرْاٰنِ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ الْجَھْرُ

کیونکہ چیخنا تو مؤذن کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اذان فاسد ہو جاتی ہے۔
دُرِمختار مسئلہ اِقتداء میں فرماتے ہیں:-

"اور یہیں سے معلوم ہوا کہ اذان کہنے والا جمعہ وغیرہ میں آواز بلند کر سکتا
ہے یعنی بلند کرنے کا درجہ، لیکن ہمارے زمانہ میں اذان کہنے کا جو دستور بن
گیا ہے۔ بعید نہیں کہ یہ اذان کا مفسد ہو، کیونکہ چیخنا بات چیت سے جا ملتا
ہے۔

چونکہ بات چیت سے اذان فاسد ہو جاتی ہے اِس لئے نامناسب چیخنا بھی مفسد ہو گا"
اِس کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں:-

الامام اذا جھر فوق الحاجۃ فقد اَسَاءَ ترجمہ:- امام نے اگر

قرأت پڑھتے وقت ضرورت سے زیادہ بلند آواز نکالی تو بُرا کیا۔ صفحہ ۵۵۱ شامی

اذان ایک شرعی ضرورت ہے، جس کا مقصد ہی لوگوں کو بُلانا ہے۔ لیکن جب چیخ کے درجہ پر پہنچ جائے تو حدِ اعتدال سے گزر جاتی ہے۔ شاید نعت خواں کو چیخنا جائز ہو۔ اور راگ کی مدد سے نعت پڑھنا بھی کیا جائز ہے؟

قرآن کریم مناسب بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن باقی دوسرے لوگ جو اُس گھر میں یا مجلس میں ہوں، ان کو سُننے اور توجہ کرنے کا حکم ہے۔ مسئلہ کی تفصیل یہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں ہے:-

وَلَا يَقْرَءُ جَهْرًا عِنْدَ الْمُشْتَغِلِيْنَ بِالْاَعْمَالِ ...... الخ

ترجمہ:- جہاں لوگ اپنے کام کاج میں مصروف ہوں وہاں قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے، اور قرآن کا ادب یہ ہے کہ بازار میں چلتے ہوئے نہ پڑھے، اور اگر کسی مجلس میں دُنیا کے طمع کے لئے پڑھا تو مکروہ ہے اور اگر رضاءِ الٰہی کے لئے پڑھا تو مکروہ نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی جگہ اکٹھے ہو جاتے تو کسی ایک کو کہتے کہ قرآن کی کوئی سورت پڑھ کر سُنا۔ باقی سب سُنتے تھے۔ صفحہ ۱۹۱ ج ۴

آگے فرماتے ہیں:-

يُكْرَهُ لِلْقَوْمِ اَنْ يَقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ جُمْلَةً لِتَضَمُّنِهَا تَرْكَ الْاِسْتِمَاعِ وَالْاِنْصَاتِ الْمَامُوْرِ بِهِمَا صفحہ ۱۹۲ ج ۴

کسی مجلس میں سب لوگ قرآن مجید پڑھنا شروع کردیں، یہ مکروہ ہے کیونکہ اِس صورت میں قرآن مجید کے حکم وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

Marfat.com

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے :۔
جب قرآن پڑھا جائے تو دھیان سے سنو، اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان عبارتوں سے معلوم ہُوا کہ ختم قرآن مجید کا مروجہ طریقہ صحابہؓ کے زمانہ میں نہ تھا، ہمارے ہاں کچھ لوگ ایک جگہ مل کر بلند آواز سے قرآن مجید پڑھتے ہیں، کوئی دُوسرے کی آواز نہیں سُنتا، حضرات صحابہؓ کا طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص پڑھتا باقی سُنتے اور سوچتے تھے، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ قرآن کو سوچتے اور سمجھتے تھے، ہم صرف پڑھتے ہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص قرآن پڑھ رہا ہو اور باقی توجہ سے سُن رہے ہوں تو آہستہ پڑھنے سے بلند پڑھنا بہتر ہے، کیونکہ اِس طرح سے تعلیم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کچھ لوگ سو رہے ہوں، یا اپنے کام میں مشغول ہوں، یا باتیں کر رہے ہوں، یا ورد وظیفہ یا نماز میں مشغول ہوں تو بلند آواز سے پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ علامہ ابنِ نجیم فرماتے ہیں :۔

فیجب السکوت عند القرائۃ مطلقاً و لما کان العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص السبب وجب الاستماع لقرائۃ القران خارج الصلواۃ .... الخ

ترجمہ :۔ پس واجب ہوا کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے تو اس کو توجہ سے سُنا جائے، اور چونکہ اصولِ فقہ کا قاعدہ مشہور ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے، سبب کے خصوص کا نہیں ہوتا،

اس لئے نماز سے باہر جب کوئی شخص قرآن پڑھتا ہو تو اس کو توجہ سے سننا بھی ضروری ہو گیا۔ اسی لئے خلاصہ میں کہا ہے کہ ایک شخص فقہ کے مسائل لکھ رہا ہے اور اس کے پاس ایک شخص بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہے تو یہ گناہ پڑھنے والے کو ہے (کیونکہ وہ شخص بھی دین کے کام میں مصروف ہے، قرآن پڑھنے والے کو چاہئے کہ آہستہ پڑھے، اور اس کو کام چھوڑنے پر مجبور نہ کرے) لہٰذا اگر کوئی شخص رات کو مکان کی چھت پر بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے جب کہ لوگ سو رہے ہیں، تو گنہگار ہو گا۔ (لیکن جس گھر میں بچے پڑھتے ہوں، اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ) بچہ قرآن پڑھ رہا ہے اور گھر والے سننا چھوڑ کر اپنے کام میں مصروف ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں، اگر بچہ کے پڑھنے سے پہلے کام میں مشغول ہیں تو گنہگار نہ ہونگے، اور اگر پہلے بیکار تھے ادھر قرآن پڑھنا شروع ہوا، ادھر کام ہاتھ میں لے لیا تو گنہگار رہوں گے بحرالرائق صـ۳۴۳ جلد ۱

یہ مسئلہ واضح ہو چکا، اور احتیاط تو اسی میں ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے والے سب لوگ آہستہ پڑھیں، کیونکہ کوئی شخص قرآن پڑھے تو باقی لوگوں کو سننے کا حکم قرآن کریم نے دیا ہے۔ اسی دلیل سے حنفی امام کے پیچھے قرأت نہیں پڑھتے چنانچہ تفسیر دُرِ منثور میں بروایت ابو الشیخ عثمان بن زائدہ کے متعلق منقول ہے کہ "جب قرآن پڑھا جاتا تو آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ پر عمل کرنے کے لئے کپڑے سے اپنا منہ بھی ڈھانک لیتے تھے، کہ آنکھیں بھی کسی طرف مشغول نہ ہوں اور پوری توجہ سے قرآن سنا جا سکے"

Marfat.com

یہ تو کمالِ ادب ہے، ورنہ اتنی احتیاط لازم نہیں۔ لیکن مسئلہ میں کچھ اختلاف ضرور ہے۔ فتح القدیر بحث انصات میں اس کی تشریح اور وضاحت موجود ہے، اور اختلاف اس بات میں ہے کہ جو قرآن پڑھنا نماز سے باہر ثواب یا حفظ یا ناظرہ کے لئے ہو تذکیر و تبلیغ کے لئے نہ ہو کیا وہ بھی آیت میں داخل ہے یا نہیں، اس موقع پر وہ روایت بھی قابلِ ذکر ہے۔ جو عبداللہ بن مغفل سے دُرِ منثور میں بروایت ابن ابی شیبہ وغیرہ منقول ہے اِنَّہٗ سُئِلَ اَکُلُّ مَنْ سَمِعَ الْقُرْاٰنَ یُقْرَءُ وَجَبَ عَلَیْہِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ قَالَ لَا .... الخ

ترجمہ:۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا ہر وہ شخص جو قرآن پڑھنے کی آواز سُنے اُس پر توجہ کرنا اور چُپ رہنا واجب ہے؟ فرمایا نہیں۔

نیز السراج المنیر میں خطیب شربینی نے بیضاوی کا یہ قول نقل کیا ہے جو اس آیت کی تفسیر میں موجود ہے۔

"قرآن کے ظاہری لفظوں کا تقاضا تو یہ ہے کہ جہاں بھی قرآن پڑھا جائے توجہ اور خاموشی سے سُننا ضروری قرار دیا جائے، لیکن عامۃ العلماء یعنی جمہور، اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ نماز سے باہر جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو خاموشی سے سُننا مستحب ہے" واجب نہیں ہے

طحطاوی علی مراقی الفلاح کی یہ روایت بھی گنجائش دیتی ہے و فی الدُّرِّ المنیف عن القنیۃ یکرہ ..... الخ۔ مکروہ ہے کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر (بلند آواز) قرآن پڑھیں، کیونکہ توجہ اور خاموشی کا ترک ہے، اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ زیادہ ہرج نہیں ہے۔ لاباس بہ۔

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید میں چونکہ دین کی تعلیم ہے اس لئے سننے والے متوجّہ ہوں تو بقدرِ ضرورت بلند پڑھے، اور متوجہ نہ ہوں تو آہستہ پڑھے۔ لیکن عام ذِکر اذکار آہستہ یا درمیانی آواز سے پڑھنا قرآن کریم اور حدیث سے ثابت ہے۔ فقہ کی معتبر کتابیں گواہ ہیں امام مجدّد الفِ ثانی کے ارشادات نے بات کو بالکل صاف کر دیا پھر حنفی مذہب کے معتبر فتووں سے ذِکرِ جہر کی حقیقت معلوم ہو چکی۔ آگے چلئے فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتاب بحرالرائق میں ہے لِاَنَّ الْاَصْلَ فِی الذِّکْرِ الْاِخْفَاءُ صہ ۳۰۳/۱

ترجمہ:- ذِکرِ الٰہی میں اصلی قاعدہ یہی ہے کہ آہستہ اور پوشیدہ کیا جائے، پھر باب الجنائز میں فرماتے ہیں:-

وَلَا یَجْھَرُ بِمَا یَقْرَءُ عَقِبَ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ لِاَنَّہٗ ذِکْرٌ وَالسُّنَّۃُ فِیْہِ الْمُخَافَتَۃُ صہ ۱۸۴/۲

ترجمہ:- جنازہ کی تکبیروں کے بعد جو کچھ پڑھا جاتا ہے آہستہ پڑھے اس لئے کہ یہ ذکر ہے، اور ذِکر کے متعلق سُنّت طریقہ یہی ہے کہ آہستہ ہو۔

عنایہ شرح ہدایہ شریف کتاب الحج باب الاحرام میں وَیَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالتَّلْبِیَۃِ کی شرح میں فرماتے ہیں اَلْمُسْتَحَبُّ عِنْدَنَا فِی الدُّعَاءِ وَالْاَذْکَارِ الْاِخْفَاءُ ...... الخ ہم حنفیوں کے نزدیک دُعا اور ذِکر اذکار میں آہستہ آواز نکالنا مستحب ہے لیکن جب ذِکر ایسا ہو کہ اس کے اعلان میں کوئی مقصود ہو جیسے اذان اور خطبہ وغیرہ، اور لبیک کو بلند آواز سے کہنے کا مقصد بھی لوگوں کو بتانا ہے کہ مَیں نے احرام باندھ لیا (کیونکہ حاجی کے جان مال سے کوئی تعرّض نہیں کرتا) اس لئے لبیک بلند آواز سے کہنا مستحب ہُوا صہ ۱۴۶/۲ برحاشیہ فتح القدیر۔

حضرت مُلّا علی قاری فرماتے ہیں ،۔ وَاسْتَدَلَّ الْبَیْھَقِی وَغَیْرُہٗ لِطَلَبِ الْاِسْرَارِ بِخَبَرِ الصَّحِیْحَیْنِ ..... الخ ترجمہ :۔ امام بیہقی وغیرہ بزرگوں نے آہستہ ذکر کرنے کے لئے صحیح مسلم شریف اور صحیح بخاری شریف کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو (کسی سفر میں) بلند آواز کے ساتھ تکبیر، اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے منع فرمایا ، اور یوں فرمایا کہ لوگو تم جس کو پکارتے ہو ، وہ بہرا اور غائب نہیں ہے بے شک وہ تمہارے پاس ہے ، سُننے والا دیکھنے والا اور سُنت ہے پوشیدہ پڑھنا سب ذکروں کو سوائے لبّیک کے صہ ۱۸/۲ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ العیدین میں ہے فَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَہ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ بِدْعَۃٌ یُخَالِفُ الْاَمْرَ - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور اللہ کے حکم وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ کے مخالف ہے ، مرقاۃ صہ ۲۵۶/۲

پھر فرماتے ہیں :۔ قَالَ النَّوَوِی یُکْرَہُ رَفْعُ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ بِالْعِلْمِ وَغَیْرِہٖ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ سُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ ...... الخ

ترجمہ :۔ امام نوویؒ نے فرمایا مسجد میں بلند آواز نکالنا مکروہ ہے ، اگرچہ علم کا بیان ہو ، یا کچھ اور ہو - ابن حجرؒ مکّی نے فرمایا ہے ، امام مالکؒ سے پُوچھا گیا کہ مسجد میں علم پڑھانے کے لئے بلند آواز نکالنا کیسا ہے ؟ فرمایا اس میں کوئی بہتری نہیں ہے ، نہ علم کی بات میں نہ دُوسری باتوں میں ، اور میں نے پہلے زمانہ کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی مجلس کو عیب دار سمجھتے تھے - اور میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں اور اس میں کوئی خیر نہیں سمجھتا - بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ نہیں ہے اور اس میں کئی وجہ سے سوچ بچار کا موقع ہے

Marfat.com

کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مسجد میں ہر قسم کی بلند آواز کو مکروہ نہیں سمجھتے جھوٹ اور بہتان ہے۔ بلکہ آپ کا مسلک یہ ہے کہ مسجد میں بلند آواز نکالنا اگرچہ ذکرِ الٰہی سے ہو مکروہ ہے۔ ہاں امام صاحب نے مسجد میں درس تدریس کو جائز کہا ہے اور اس دوران میں مسائل پر بحث کی بھی اجازت دی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ نمازیوں کے لئے تشویش اور پریشانی کا باعث نہ ہو۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف

خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ دل کا ذکر اور زبان کا ذکر، دل کا ذکر مراقبہ ہے اور اس کے بھی درجات ہیں۔

۱۔ محض ذاتِ الٰہی کی طرف توجہ کرنا

۲۔ خداوند تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت خالق مالک میں غور کرنا۔

اور زبان کا ذکر جو دل کے ذکر سے خالی ہو تقریباً بے فائدہ ہے۔ لیکن جب زبان کے ساتھ دل بھی حاضر ہو تو اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ذِکرِ خفی، پوشیدہ ذکر، یہ بہت عمدہ اور افضل ہے، قرآن کریم، اور حدیث شریف میں اس کی فضیلت بہت آئی ہے حدیث خَیرُ الذِّکرِ الخَفِی اس کی دلیل ہے۔

۲۔ درمیانہ آواز سے ذکر کرنا۔ یہ جائز ہے، تعلیم مقصود ہو تو افضل ہے، ورنہ پوشیدہ ذکر سے اس کا درجہ کم ہے۔

۳۔ زور زور سے چلاّ کر ذکر کرنا اس کی اجازت صرف اعلان کے موقع پر ہے جیسے اذان، خطبہ، لبیک وغیرہ، عام حالات میں منع ہے۔

ذکر کا بیان بقدرِ ضرورت ہوچکا، اب دُعا کا بیان آتا ہے۔

واضح رہے کہ اس رسالہ کا موضوع فقط صلوٰۃ وسلام ہے، چونکہ درود اور سلام دُعا کی قسم سے ہیں اس لئے دُعا کا ذکر بھی آگیا، اور چونکہ اونچی آواز سے درود اور سلام پڑھنے والے اس کو ذکرِ الٰہی کہتے ہیں اس لئے ذکر کا بیان، آداب اور احکام بھی بیان ہوئے

دُعا کے آداب کا بیان

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○

ترجمہ:۔ بلاؤ اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ، بے شک وہ نہیں محبت کرتا حد سے بڑھنے والوں سے۔ اور نہ فساد کرو زمین میں اصلاح کے بعد، اور اور پکارو اس کو خوف اور امید سے بے شک رحمت اللہ کی قریب ہے نیکی کرنے والوں سے۔

امام رازی رحؒ فرماتے ہیں یہاں ایک سوال ہے کہ جس چیز کی ہم دُعا کرتے ہیں، اگر تقدیر میں لکھی ہوئی ہے تو خود ٹل کر رہے گی، اگر تقدیر میں نہیں ہے تو ہرگز نہیں ٹل سکتی، پھر دُعا کا کیا فائدہ ہے؟

جواب:۔ یہ اعتراض صرف دعا پر کیوں ہے؟ ہر کام اور ہر عبادت پہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر اس شخص کے حق میں عذاب سے خلاصی مقدر ہے تو ہوجائیگی ورنہ ہزار نماز کا بھی کیا فائدہ؟ اسی طرح روٹی کھانے اور پانی پینے پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ بھوک اور پیاس کا ختم ہونا اگر مقدر نہیں ہے تو روٹی سے کیا فائدہ؟ پس جس طرح یہ خیال فضول ہے، کیونکہ کوشش نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے، اسی طرح

Marfat.com

دُعا نہ مانگنا بھی نافرمانی ہے، کیونکہ دُعا بھی ایک کوشش ہے، بلکہ دُعا کا اصلی فائدہ یہ ہے کہ دُعا مانگتے وقت صفاتِ الٰہی علم قدرت رحمت کی یاد تازہ ہوتی ہے اس سے معرفت بڑھتی ہے۔ جب روٹی مانگنے والے کی طرح ہاتھ پھیلاتا ہے، جب رونی سی صورت بناتا ہے، جب سر جھکاتا ہے، جب آنسو گراتا ہے تو رحمت کا دریا جوش میں آجاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میرا اور اپنا درجہ پہچان لیا۔

آنسوؤں کی لڑی بھی کتنے قیمتی موتی ہیں کہ قبولِ الٰہی خرید لیتے ہیں۔

ع یک آہِ گرم صیقلِ زنگارِ عالم است

۱۔ عاجزی سے بندہ کو اپنا مقام معلوم ہو جاتا ہے اور آہستہ دُعا سے اخلاص کی خوشبو آتی ہے۔

۲۔ دُعا کا خُفیہ اور پوشیدہ ہونا بہت ضروری ہے اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے آہستہ دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے، اور اس کے بعد فرمایا حد سے بڑھنے والے مجھے پسند نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ بلند آواز سے دُعا مانگنا بھی حد سے بڑھنا ہے اور محبت سے مراد ثواب ہو تو پھر مطلب یہ ہو گا کہ بلند آواز سے دُعا مانگنے کا ثواب بھی نہیں ملتا نہ دُعا قبول ہوتی ہے اور اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف بیان کی ہے اس بات پر کہ انہوں نے خُفیہ دُعا کی تھی، اور اس لئے کہ آپؐ نے صحابہؓ کو ایک سفر میں بلند آواز سے تکبیر کہنے سے روکا، اور اس لئے کہ حدیث میں ہے خُفیہ دُعا اعلانیہ دعا سے ستر بار افضل ہے اور اس لئے کہ آپؐ نے فرمایا بہترین دُعا وہ ہے جو

Marfat.com

خفیہ ہو، اور بہترین رزق وہ ہے جس سے ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ اور اس لئے کہ امام حسن بصری نے فرمایا ہے کہ صحابہؓ کی حالت یہ تھی کہ ایک شخص قرآن جمع کر لیتا مگر اس کے ہمسایہ کو خبر تک نہ ہوتی۔ ایک شخص بڑا عالم بن جاتا مگر لوگوں کو خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک شخص رات کو لمبی لمبی نماز پڑھتا مگر اس کے مہمانوں کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عملوں کو چھپانے کی بہت کوشش کرتے تھے۔ بڑی کوشش سے دعائیں مانگتے تھے مگر ان کی آواز دوسرا نہ سن سکتا تھا، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ آہستہ۔

۳۔ امام ابو حنیفہ رحؒ نے فرمایا ہے کہ نماز میں آمین آہستہ پڑھنی چاہئے۔ وجہ یہ کہ آمین یا تو دعا ہے یا ذکر ہے۔ اگر دعا ہے تو دعا پوشیدہ مانگنے کا حکم قرآن میں آیا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا نام ہے تو ذکر بھی آہستہ کرنے کا حکم ہے اللہ نے فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ الآیۃ ان دلائل سے تو وجوب ثابت ہوتا ہے۔ کم از کم آمین آہستہ کہنا مستحب تو ہوگا۔

امام رازی فرماتے ہیں نحن بھذا القول نقول اتنی بات ہم بھی مانتے ہیں۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ آداب کی پروا نہ کرے، یا اپنی ہستی سے بڑھ کر مانگے، کلبی اور ابن جریج نے کہا ہے حد سے بڑھنا یہی بلند آواز سے دعا کرنا ہے۔ زمین میں فساد کرنے کے طریقے پانچ ہیں۔

ا۔ کسی کی جان یا اعضا کو ضائع کرنا۔

Marfat.com

۲۔ حیلہ بازی، چوری، ڈاکہ سے مال کا نقصان کرنا۔

۳۔ کفر اور بدعت سے دین کو تباہ کرنا۔

۴۔ زنا۔ لواطت، تہمت سے نسلوں کو بگاڑنا۔

۵۔ نشہ آور چیزوں سے عقل کو برباد کرنا۔

کیونکہ دُنیا میں قابلِ قدر چیزیں یہی پانچ ہیں۔ جان۔ مال، نسب، دین، عقل پھر یہ بھی شرط ہے کہ دُعا کرنے والے کے دل میں اپنے گناہوں کا خوف ہو، اور رحمت کی امید بھی ہو۔ (تفسیر کبیر اسی آیت کی تفسیر)

دُعا کے عام آداب

۱۔ دُعا کے لئے بہتر وقت تلاش کرے جیسے ۹۔ ذی الحجہ عرفات کا دن ماہ رمضان، جمعہ کا دِن، سحر کا وقت۔

۲۔ خاص حالات تلاش کرے مثلاً جب میدانِ جنگ میں کفر و اسلام کی ٹکر ہو، جب بارش برس رہی ہو۔ جب نماز کی صفیں کھڑی ہونے لگیں، فرض نماز کے بعد، وظائف اور درود شریف کے بعد، اذان اور تکبیر کے درمیان، روزہ کی حالت میں، سب وقت اچھے ہیں۔

۳۔ دُعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے، دونوں ہاتھ اچھی طرح اُٹھائے، پھر دونوں ہاتھ مُنہ پر پھیر دے، دُعا مانگتے وقت نیچے دیکھے آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے۔

۴۔ دُعا کے وقت آواز بلند نہ ہو، اور بے آواز بھی نہ ہو۔

۵۔ دُعا کے وقت الفاظ میں بناوٹ نہ ہو۔ سادہ لفظوں میں اپنی ضرورت

Marfat.com

بے تکلف پیش کرے۔ بنائے ہوئے شعر اشعار اور پُر تکلف آواز مناسب نہیں ہیں۔ کیونکہ عاجزی کا سادگی میں ہے۔ حدیث میں ہے دُعا میں تکلف نہ کرو بس اتنی دُعا کافی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور ایسے کام ایسی بات جو جنت کے قریب کرے۔ اے اللہ! میں دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں، اور ایسے عمل ایسے کام سے بھی پناہ مانگتا ہوں،

۶۔ عاجزی اور جھکاؤ، امید اور خوف کی حالت میں دُعا مانگنی چاہیے، حدیث میں ہے کہ اللہ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس پر مصیبت بھیجتا ہے تاکہ عاجزی اور زاری سے دعائیں مانگے۔

۷۔ دُعا مانگتے وقت قبولیت کی پختہ اُمید اور یقین ہونا چاہیے، اور دُعا میں اس طرح کہے کہ اے اللہ! مجھ کو یہ چیز ضرور دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر جبر کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ جب دُعا مانگو اس یقین کے ساتھ مانگو کہ ضرور قبول ہو جائے گی، اور غافل دل کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

۸۔ ایک چیز کو بار بار مانگے کم از کم تین دفعہ، اور یہ خیال کبھی نہ کرے کہ اتنی دفعہ دُعا کی ہے قبول کیوں نہیں ہوئی، بلکہ مانگتا رہے۔ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ بیس سال سے ایک حاجت مانگ رہا ہوں اب تک نہیں ملی، مگر مجھے امید ہے کہ ضرور مل جائے گی۔ جب قبول ہو جائے تو شکر کرے، اور نہ قبول ہو تو بھی ہر حالت میں شکر کرے۔

۹۔ دُعا سے پہلے اللہ کا ذکر کرے، اور اوّل آخر درُود شریف پڑھے

Marfat.com

۱۰۔ دُعا کا سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ گناہوں سے سچی توبہ کرے، کسی پر ظلم کیا ہو تو اس کا حق واپس کرے، سچے دِل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو یہی قبولیت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، احیاء العلوم ص ۲۷۳ ج ۱

اِس کے علاوہ دُعا کے آداب اور بھی ہیں۔ مثلاً

دِل حاضر ہو، عاجزانہ صُورت بنائے، بدن، جگہ، لباس پاک صاف ہوں، دِل میں اللہ کے سوا کسی کی طرف توجہ اور دھیان نہ ہو۔ دُعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے، صدقہ خیرات اور نوافل پڑھے، لقمہ حلال کا کھایا کرے، نگاہ نیچی رکھے، دُعا سے پہلے اور پیچھے اللہ کی تعریف بیان کرے، حدیث کی دعاؤں میں عموماً ایسا ہے، اللہ کی رحمتوں اور اپنے گناہوں کو یاد کرکے شرمندگی اور ندامت وافسوس اپنے دِل میں پیدا کرے، کیونکہ ٹوٹا ہُوا دِل اللہ کو پسند ہے دُعا میں اللہ کے مقبول بندوں کا وسیلہ پکڑنا بھی اچھا ہے۔ ہاتھ اُٹھانا، ہتھیلیاں پھیلانا، ہاتھوں کو کپڑے سے باہر رکھنا بہتر ہے، کیونکہ اس میں عاجزی کا اظہار ہے، زور دار لفظوں میں دُعا مانگے۔ اے اللہ! میں تیرا دَر نہ چھوڑوں گا، میں تجھ سے لے کر رہوں گا، بار بار سوال کرے، اے اللہ مجھے دے، مجھے دے مجھے دے، دُعا عربی ہو تو معنی سمجھے، ورنہ اپنی زبان میں دُعا مانگے آنسوؤں کے کچھ قطرے نصیب ہو جائیں تو بہتر ہے، تمام مسلمانوں کو اپنی دُعا میں شریک کرے تو اچھا ہے، دُعا ختم کرتے وقت آمین کہے۔ دُنیا والے اپنے مقاصد میں کتنی ہمت دکھاتے ہیں، کتنی خوشامد کرتے ہیں، اور خالی امید میں کتنا وقت ضائع کر دیتے ہیں، اللہ سے مانگنے والا کیوں اپنا دِل توڑ دیتا ہے،

Marfat.com

یہ خیال نہ کرے کہ میں گنہگار ہوں، میری زبان ناپاک ہے، میری دُعا قبول نہ ہوگی
شیطان نے جب غضب برس رہا تھا مُہلت کی دُعا مانگ لی، اور قبول بھی ہو گئی
کئی کاموں کا نتیجہ اس کے حق میں بُرا ہوتا ہے اس لئے یُوں دُعا مانگے، اے اللہ
اگر یہ کام میرے لئے بہتر ہے تو مجھے عطا فرما۔

حدیث :۔ دُعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے، زمین آسمان
نور ہے، عبادت کا مغز ہے۔

مسلمان بھائیو! یہاں تک آپ ذکرِ الٰہی اور دعا کا بیان پڑھ چکے ہیں، آپ
جانتے ہیں کہ اس رسالہ کا موضوع درُود اور سلام ہے، اب یہ غور کرنا ہوگا کہ
اور سلام ذکر کی قسم سے ہیں یا دُعا کی قسم ہے۔ اگر ذکر کی قسم سے ہو تو ذکر
احکام اس پر آئیں گے، یعنی ذِکر دِل میں بھی ہوتا ہے، زبان کے ساتھ پو
ذِکر بھی ہوتا ہے اور درمیانی بلند آواز سے بھی ہوتا ہے۔ آپ پڑھ چکے
یہ تین طریقے ذِکر کے درست اور صحیح ہیں، چوتھا طریقہ چلّا کر بولنا زیادہ
آواز نکالنا ذِکرِ الٰہی میں بھی منع ہے۔ لیکن اگر درُود شریف دُعا کی قسم سے ہو
اس کا طریقہ فقط ایک ہوگا کہ زبان ہلا کر پڑھا جائے اور پوشیدہ پڑھا جا
دیکھئے دُعا کے آداب ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ درُود اور سلام کیا ذ
قسم میں شمار ہوتے ہیں، یا دُعا ہیں؟ اس کے متعلق بزرگان کی تصریحا
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ فِی لِسَانِ الْعَرَبِ
اَلتَّرَحُّمُ وَالدُّعَاءُ شفا شریف ص۶۵
ترجمہ:۔ عربی لغت کی مشہور و معروف کتاب لسان العرب میں درُود کے

رحمت مانگنا اور دعا کرنا۔ نیز صفحہ ۵۹/۲ پر صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے لئے برکت اور رحمت کی دعا ہے۔ بحث درود شریف

فتاویٰ شامی میں ہے وَلَمَّا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ دُعَاءً چونکہ درود شریف دعا ہے
صفحہ ۱/۴۸۶۔ نیز اِنَّھَا دُعَاءٌ درود شریف ایک دعا ہے صفحہ ۱/۴۸۱

بحر الرائق میں ہے۔ درود شریف کے آخر میں حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کا لفظ اس لئے
ہے کہ دعا کرنے والے کو چاہئے کہ دعا کو اللہ کے ناموں پر ختم کرے لِاَنَّ الدَّاعِیَ
یُشْرَعُ لَہٗ اَنْ یَّخْتِمَ دُعَائَہٗ بِاسْمٍ مِّنْ اَسْمَاءِ اللہِ تَعَالٰی صفحہ ۱/۲۲۹
نیز فرماتے ہیں درود شریف میں بندہ خداوند تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت برکت نازل کرے۔ اِنَّ الْعَبْدَ یَسْئَلُ اللہَ
اَنْ یُّصَلِّیَ صفحہ ۱/۳۲۹ معلوم ہوا کہ درود ذکر نہیں ہے بلکہ دعا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی امام لغت مفردات القرآن میں فرماتے ہیں:۔
وَالصَّلٰوۃُ قَالَ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ اللُّغَۃِ ھِیَ الدُّعَاءُ بہت سے
علماء لغت نے کہا ہے کہ صلوٰۃ دعا ہے صفحہ ۲۸۷ آگے فرماتے ہیں:۔
وَمِنَ الْمَلٰئِکَۃِ ھِیَ الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ کَمَا ھِیَ مِنَ النَّاسِ
درود شریف فرشتوں کی طرف سے دعا اور استغفار ہے جیسا کہ انسانوں کی
طرف سے۔ اور اس کے بڑھ کر دلیل کیا ہوگی کہ بریلویوں کے پیر و مرشد مولوی
احمد رضا خاں صاحب اپنے رسالہ احسن الوعا کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں بے شک
درود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا ہے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں
درود بھی دعا ہے۔ نیز صفحہ ۸۰ پر درود اور ذکر کو دو چیزیں قرار دیا، علمائے اسلام

Marfat.com

میں سے آج تک کوئی شخص بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ درُود شریف ذِکرِ الٰ
ہے، کیونکہ دُعا اور ذِکر میں اِتنا واضح فرق ہے جس کو ایک مسلمان بچّہ بھی سمجھتا
لیکن آپ لوگ تعجب کریں گے کہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے ایک کتا
لکھی ہے، جاءَ الحق و زھق الباطل، اس میں بلند آواز سے درُود شریف
کے لئے جب کوئی دلیل میسّر نہ ہوسکی تو انہوں نے ایک دُنیا بھر سے نیا را
اختیار کیا کہ درُود شریف ذِکرِ الٰہی ہے، یعنی کہ دُعا نہیں ہے، اور پھر ذکر
کے متعلق کمزور دلائل پیش کر کے جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آ
پڑھ چکے ہیں کہ زیادہ بلند آواز سے تو ذکر بھی منع ہے، اور اس کے متعلق ایک
بھی ہمارے پاس موجود ہے جس کا نام ہے القول القوی فی الذکر الخفی وا
اِس رسالہ میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے مکتوب ۱۲ کی شرح لکھی ہے،
اس پر مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور اس درجہ کے عُلماء کی تصد
موجود ہیں، اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ زیادہ بلند آواز کے ساتھ اَللہ کا
کرنے سے تمام عُلماء متفق ہو کر منع کرتے ہیں، چہ جائیکہ درُود اور سلام اتن
آواز سے پڑھا جائے کہ سارا شہر سُنے۔ وجہ یہ کہ درُود چونکہ دُعا ہے،
دُعا جتنی خفیہ ہو بہتر ہے، جیسا کہ ابھی ابھی اس کے دلائل، قرآن کریم، حد
اور فقہ حنفی سے آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہاں اتنی بات ضرور ہے کہ امام مسجد
کو تعلیم دینے کے لئے کچھ دن اُونچی دُعا مانگ سکتا ہے، لیکن جب دُعا
ان کو یاد ہو جائے تو پھر سب آہستہ پڑھیں۔

فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیتہ میں ہے:- اذا دعا بالدّعاءِ تو

جَهْرًا وَمَعَهُ الْقَوْمُ اَيْضًا لِيَتَعَلَّمُوا الدُّعَاءَ لَا بَأسَ بِهٖ وَاِذَا
تَعَلَّمُوا حِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ جَهْرُ الْقَوْمِ بِدْعَةً ..... الخ ص۱۹۴

ترجمہ :- ” جب امام ایسی دعائیں جو حدیث میں آئی ہیں بلند آواز سے مانگے، اور نمازی بھی اس کے ساتھ ساتھ سبق سیکھنے کے لئے بلند آواز سے وہی لفظ پڑھیں تو ہرج نہیں ہے اور جب وہ دعا سیکھ لیں تو پھر بلند آواز سے دعا مانگنا بدعت ہے۔“ کیونکہ تعلیم ختم ہو چکی ہے۔ آگے فرماتے ہیں :-

” جب کوئی واعظ منبر پر منقول دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور لوگ بھی اس کے ساتھ وہی دعا مانگیں، پس اگر قوم کی تعلیم کے لئے ہے تو ہرج نہیں ہے اور اگر تعلیم کے لئے نہیں ہے تو مکروہ ہے“ ص۱۹۴

اصول کی حد تک تو مسئلہ صاف ہو چکا ہے تمام محدثین درود شریف کو دعا کا درجہ دیتے ہیں یہ بات ان کی ترتیب و تبویب سے ظاہر ہے، خود بریلویوں کے پیشوا بھی اس کے قائل ہیں۔ بڑے بڑے بزرگان دین کے حوالے آپ نے دیکھ لئے کہ درود شریف دعا ہے۔ اب جو لوگ لاؤڈ سپیکر پر درود شریف پڑھتے ہیں، جو نمازوں کے بعد مسجدوں کو سر پر اٹھا لیتے ہیں یہ ثابت کرنا ان کے ذمہ پر آتا ہے کہ دعا اتنی بلند آواز سے کیوں اور کہاں سے ثابت ہے؟ دعا تو ایک راز و نیاز کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں یہ تکلف، یہ گلا پھاڑنا، یہ گردن کھینچنا، اور یہ سکون کے موقع میں حرکت کہاں سے پیدا ہوئی؟

انصاف تو یہ ہے کہ یہ لوگ چونکہ اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں، اور اہل سنت کے چار ہی مسلک ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور ان کا دعویٰ ہے کہ ہم حنفی ہیں، تو

Marfat.com

پھر کیا ان لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ حنفی فقہ سے بلند آواز کے ساتھ درود شریف، اور سلام پڑھنا ثابت کریں۔ اگر شافعی وغیرہ ہیں تو ان مذاہب کی کتابوں سے یہ مسئلہ ثابت کریں اور اگر غیر مُقلّد ہیں تو پھر حدیث سے ثابت کریں، اور اگر حدیث کے بھی منکر ہیں، تو پھر قرآن سے ثابت کریں، لیکن اللہ کی قسم یہ آزاد فرقہ ہے جو غیر مقلدوں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں، کیا مسئلہ انکارِ بشریت، حاضر ناظر، علم غیب کُلّی، گیارھویں اور تیجا چوتھا امام ابو حنیفہؒ کی فقہ سے ثابت ہو سکتا ہے؟ یا آج تک کسی بریلوی نے یہ جُرأت کی ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کی ہے کہ حنفی کتابوں کی عبارتیں جو ان کے مخالف پڑتی ہیں اُن کی تاویلیں کرتے ہیں، لیکن اگر حنفی ہیں تو فقہ حنفی سے ان مسائل کو ثابت کریں، یا غیر مقلد کہلائیں۔ کیا ظلم ہے کہ ان کے تمام مسائل فقہ حنفی کے مخالف ہیں پھر بھی یہ لوگ حنفی ہیں، لیجئے یہی درود شریف بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کا مسئلہ، آج تک کوئی بریلوی فقہ حنفی کی کسی کتاب سے ثابت نہیں کر سکا، مولوی محمد عمر صاحب کی کتاب مقیاس حنفیت ایڈیشن اوّل ص۴۹۲ اور مفتی احمد یار صاحب گجراتی کی کتاب جاءالحق ص۳۲۹ تا ص۳۴۱ دیکھو اور بھائی مسلمانو خود تحقیق کرو۔ ایمان بہت قیمتی چیز ہے، کسی ایک حنفی فقہ کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، کیا پھر بھی یہ حنفی ہیں؟

اِنصاف کی بات تو یہ ہے کہ ان مسائل کو ثابت کرنا ان کے ذمّہ ہے، کیونکہ یہ لوگ اِن چیزوں کو دین میں داخل کرتے ہیں، بلکہ جو شخص ان باتوں کو نہ مانے اس کو بے ادب اور وہابی غیر مقلد کہتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی عادت ہے کہ ہمیشہ ثبوت ہمارے ذمّہ پر ڈالتے ہیں، بس یہی کہتے ہیں کہ چلو بلند آواز سے پڑھنے کا ثبوت نہ سہی مگر تم ہی بتاؤ کہ یہ کہاں لکھا ہے درود شریف آہستہ پڑھنا چاہئے؟

Marfat.com

سُنیئے فتاویٰ عالمگیری میں ہے وَالسُّنَّۃُ اَنْ یُّخْفِیَ صَوْتَہٗ بِالدُّعَاءِ ا صلہ۲۳
سُنت طریقہ یہ ہے کہ دُعا پوشیدہ مانگے۔ نیز کتاب المناسک عالمگیری میں جہاں روضۂ اقدس انور پر سلام عرض کرنے کا بیان ہے فرماتے ہیں وَلَا یَرْفَعُ صَوْتَہٗ وَلَا یَقْتَصِدُ صلہ۲۷۲ روضہ شریف پر سلام عرض کرنے والا نہ بلند آواز نکالے، نہ درمیانی آواز نکالے یعنی بالکل آہستہ سلام عرض کرے۔
وجہ یہ ہے کہ روضۂ مبارکہ ادب اور ہیبت کا مقام ہے۔ بلکہ روضہ شریف کے آداب وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے آداب تھے آپؐ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا خود قرآن کریم نے سختی سے بند کر دیا ہے، فرمایا جو ایسا کرے گا اس کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ سورۃ حجرات یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِالْاٰیَۃِ عَلَی الْمَنْعِ .... الخ
ترجمہ:۔ عُلماء نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ آپؐ کی قبر شریف کے پاس اور آپؐ کی حدیث پڑھتے وقت بلند آواز نکالنا منع ہے۔ اِس لئے کہ وفات کے بعد بھی آپؐ کا ادب اُتنا ہے جتنا دُنیا کی زندگی میں تھا۔

مُلّا علی قاریؒ شرح شفاء صلہ۶۲ میں فرماتے ہیں:۔
وَاعْلَمْ اَنَّہٗ تَنْبَغِیْ ھٰذِہِ الْمُرَاعَاۃُ .... الخ
ترجمہ:۔ آپؐ کے ساتھ آہستہ بولنے کا حکم جو اللہ نے دیا ہے، مناسب ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی مسجد میں خصوصاً روضہ شریف کے نزدیک

Marfat.com

اور اسی طرح آپؐ کی حدیث سُنتے وقت، اور اسی طرح قرآن اور اس کی تفسیر سنتے وقت ادب کے خیال سے آہستہ بولنا چاہیئے، کیونکہ آپؐ کا ادب زندگی اور وفات میں ایک جیسا ہے۔

قاضی عیاض رح فرماتے ہیں وَاعلم اَنَّ حُرْمَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم بَعْدَ مَوْتِہٖ وَتَوْقِیْرَہٗ وَتَعْظِیْمَہٗ لَازِمٌ .... الخ

ترجمہ:۔ سمجھ لو کہ ادب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپؐ کی وفات کے بعد، اور آپؐ کی تعظیم اسی طرح ضروری ہے جس طرح زندگی (دُنیا) کی حالت میں ضروری تھی، اور یہ ادب اس وقت بھی ہے جب آپؐ کی حدیث اور سُنّت اور آپؐ کا نام مبارک، اور آپؐ کی سیرت سُنی جائے، جب آپؐ کے گھر والوں اور صحابہ رض اور اولاد سے کوئی معاملہ کیا جائے۔ نیز اہلِ بیت اور صحابہ رض کی تعظیم،

ابو ابراہیم نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے جب آپؐ کا ذِکر کرے، یا اس کے پاس آپؐ کا ذِکر کیا جائے کہ خشوع خضوع کرے، اور با وقار صورت بنالے، اور ہلنا چھوڑ دے، پُورے سکون سے بیٹھے اور آپؐ کا ادب و احترام اس حد تک کرے جتنا بالفرض آپؐ ہمارے سامنے ہوتے تو ادب کرتا، شفا شریف صہ ۳۲/۲

ناظرین! اس عبارت میں ایک تو یہ لفظ قابلِ غور ہے وَیَسْکُنُ مِنْ حَرَکَتِہٖ یعنی یعنی آپؐ کا ذِکر مبارک سُنتے وقت کوئی حرکت نہ کرے۔ ادب کا طریقہ بزرگانِ دین نے تو یہ بتایا ہے مگر ہمارے زمانہ کے بناوٹی صُوفی نعت سُنتے سُنتے اُٹھ کر ناچنے لگتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیۃ صہ ۳۲/۲ میں ہے:۔

" امام شمس الدین حلوائیؒ سے پُوچھا گیا جن لوگوں نے اپنا نام صُوفی رکھ

لیا ہے اور خاص طرز کا لباس پہنتے ہیں اور ناچ میں مشغول رہتے ہیں، اور اپنے لئے بلند مقام کا دعویٰ کرتے ہیں یہ کیسے لوگ ہیں ؟ آپ نے فرمایا یہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا اگر یہ لوگ شریعت کی راہ سے پھرے ہوئے ہوں، کیا ان کو جلا وطن کیا جا سکتا ہے ؟ یعنی اس جرم کی سزا میں ان کو شہر بدر کرنا جائز ہے ؟ فرمایا تکلیف دہ چیز کو دور کرنا حفاظت کا اچھا طریقہ ہے، اور دیانت کی اچھی مثال ہے، اور پلید کو پاک سے الگ کرنا بہت پاکیزہ اور بہتر کام ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے مؤلف شیخ نظام فرماتے ہیں، سادہ قوالی سننا، اور کرنا اور ناچنا جو ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفی کرتے ہیں حرام ہے، اہلِ دل کی بات اور ہے۔ اس کی طرف جانا اور بیٹھنا جائز نہیں اور یہ سرود اور باجے کے برابر ہے لیکن بناوٹی صوفی اس کو جائز کہتے ہیں اور پہلے بزرگوں کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ شیخ نظام فرماتے ہیں میری رائے یہ ہے کہ پہلے بزرگوں نے جو کچھ کیا وہ اور چیز ہے، یہ اور چیز ہے کیونکہ پہلے زمانہ کے بزرگوں کا طریقہ یہ تھا کہ مجلس میں کوئی شخص کسی وقت کوئی شعر پڑھ دیتا جس میں ان کے حال سے موافق کوئی مضمون ہوتا تو اُن کو پسند آجاتا اور جس شخص کا دل نرم ہو جب کوئی کلمہ حسبِ حال سُن لے تو کئی دفعہ اس کی عقل پر پردہ بن جاتا ہے، پھر وہ بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اس سے غیر اختیاری حرکتیں ظاہر ہو جاتی ہیں، اور ایسی چیز بعید نہیں کہ ان پر جائز ہو اور انہیں اس سے مواخذہ نہ ہو، لیکن بزرگانِ دین

Marfat.com

کے متعلق یہ گمان نہ کیا جائے کہ وہ وہی کچھ کرتے تھے جو ہمارے زمانہ کے فاسق، دین سے آزاد اور بے علم لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ دیندار لوگوں کی بات سے دلیل پکڑی جاتی ہے (بے دینوں کا کیا ہے)

وجد کے متعلق مزید تحقیق فتاویٰ ہٰذا کے صفحہ ۱۹۲ صفحہ ۱۹۴ پر موجود ہے۔ واضح رہے کہ شریعت کا گرفت فقط بناوٹی وجد پر ہے، اور یہی آج کل مروّج ہے، دُوسری بات یہ ہے کہ روضہ شریف پر آہستہ پڑھنے کا حکم اِس لئے ہے کہ وہاں آپ صلعم خود سنتے ہیں جیسا کہ حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔ اِس لئے اُس جگہ کو آپ صلعم کی مجلس کا درجہ حاصل ہے، اس لئے کہ آپ صلعم وہاں موجود ہیں، حاضر ہیں، لیکن جو لوگ آپ صلعم کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے ہیں ان کی عقل پر افسوس کہ وہ اتنی اونچی آواز سے درود اور سلام پڑھنے کی گستاخی کیوں کرتے ہیں؟ اگر یہ عقیدہ بنایا ہے تو اس کے آداب کا بھی حق ادا کریں۔

سوال:- خداوند تعالیٰ تو یقیناً حاضر ناظر ہے پھر دیوبندی کیوں اُونچا بولتے ہیں؟

جواب:- بے شک خداوند تعالیٰ حاضر ناظر ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے یہ حکم کہیں نہیں دیا کہ میرے ادب کے لئے آہستہ بولو، ورنہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے جو بھی اُونچا بولے گا اس کے عمل ضائع ہوں گے، اسی اصول کے مطابق قبر شریف پر آہستہ سلام پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ادب وفاتِ شریف کے بعد ختم ہو چکا ہے، پھر جو چاہیں کریں۔ اگر ادب بھی باقی ہے اور آپ صلعم ہر جگہ سنتے بھی ہیں تو پھر سورۃ حجرات کی آیت پر غور کریں کہ آپ لوگوں کے

پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

فتاویٰ عالمگیری ص۱۸۹ وَالْاِخْفَاءُ اَفْضَلُ عِنْدَ الْفَزَعِ فِی السَّفِیْنَةِ مُلَاعَبَتِہِمْ بِالسُّیُوْفِ وَکَذَا الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ :- کشتی میں گھبراہٹ کے وقت آہستہ ذکرِ الٰہی بہتر ہے، اسی طرح لڑائی کے وقت، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آہستہ درود شریف پڑھنا افضل ہے۔

حج اور عمرہ میں لبیک بلند آواز سے کہنا سُنّت ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں لیکن لبیک کے بعد درود شریف کا بھی موقع ہے۔ لیکن جہاں درود شریف کا لفظ آیا ساتھ ہی آہستگی کا حکم آگیا۔

فتاویٰ عالمگیری کتاب المناسک ص۲۲۳ پر فرماتے ہیں :-

ثُمَّ اِذَا لَبّٰی یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُعَلِّمِ لِلْخَیْرَاتِ وَدَعَا بِمَا شَاءَ اِلَّا اَنَّہٗ یَخْفِضُ صَوْتَہٗ اِذَا صَلّٰی عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- پھر جب لبیک کہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نیکیوں کا سبق دینے والے ہیں درود شریف پڑھے۔ لیکن جب درود پڑھے، تو آواز آہستہ کرے۔

حنفی فقہ کی مشہور و معروف اور مستند کتاب فتح القدیر میں جو ہدایہ شریف کی شرح ہے، فرماتے ہیں :-

وَیُسْتَحَبُّ اَنْ یُصَلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ الْمُعَلِّمِ لِلْخَیْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنَ التَّلْبِیَةِ وَیَخْفِضُ صَوْتَہٗ بِذٰلِکَ فتح القدیر ص۳۲۷

ترجمہ:۔ مستحب ہے کہ لبیک سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خیر کے معلم ہیں درود پڑھے اور درود آہستہ آواز سے پڑھے۔

مزید تسلی کے لئے اور دیکھئے،

ثُمَّ إِذَا أَحْرَمَ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ عَقِبَ إِحْرَامِهٖ سِرًّا وَهٰكَذَا يَفْعَلُ عقب التَّلْبِيَةِ بحر الرائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ:۔ پھر جب احرام باندھے تو احرام باندھ لینے کے بعد پوشیدہ درود شریف صفحہ ۳۴۳ ج ۲ پڑھے اور اسی طرح لبیک کے بعد بھی پوشیدہ درود شریف پڑھے۔

واضح ہو کہ سِرّ بھید کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ اتنا پوشیدہ درود شریف پڑھے جو راز کے درجہ میں ہو، کیونکہ درود شریف درحقیقت ایک پوشیدہ راز ہے،

بھائی مسلمانو! یہ کتابیں فقہ حنفی کی جان ہیں، کتنے زور زور سے پکار رہی ہیں کہ درود شریف آہستہ بلکہ پوشیدہ پڑھو، لبیک کے بعد خصوصیت سے آہستہ پڑھنے کی تعلیم اس لئے ہے کہ لبیک ذکرِ الٰہی ہے اور بلند آواز سے پڑھنا سُنّت ہے، ایسا نہ ہو کہ درود شریف پڑھنے والا لبیک لبیک کے جوش میں درود شریف بھی اُونچا پڑھ دے، اس لئے اس موقع پر خاص طور پر بتایا گیا کہ لبیک بلند آواز سے پڑھو مگر درود شریف آہستہ پڑھو۔

دُرِّ مختار حنفی فقہ کی سردار ہے۔ فتاویٰ شامی اس کی شرح ہے۔ بھائی مسلمانو تسلی کے لئے کسی سے پوچھ لینا کہ یہ کتنی معتبر کتاب ہے۔ دُرِّ مختار بحث درود شریف میں فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ عَاجَ الْاَعْضَاءِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ جَهْلٌ وَاِنَّمَا هِيَ دُعَاءٌ

وَالدُّعَاءُ يَكُوْنُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَ الْمُخَافَتَةِ -

ترجمہ:- درُود شریف پڑھتے وقت اعضا کو ہلانا بلند آواز کے ساتھ جاہلوں کا کام ہے۔ کیونکہ درُود شریف تو دُعا ہے اور دُعا ہوتی ہے اونچی آواز اور پوشیدہ کے درمیان -

مخافتۃ کے معنی لغت کی مشہور کتاب منتہی الارب وغیرہ نے لکھے ہیں پنہانی گفتن یعنی پوشیدہ بات کرنا -

اس عبارت سے معلوم ہُوا کہ درُود اور سلام پڑھتے وقت ایک سکوُن اور ٹھہراؤ پسند کیا گیا ہے - اعضاء کی حرکت گردن ہلانے پر بھی بولی جائیگی، اور بلند آواز سے پڑھنے والا گردن ضرور اُٹھاتا ہے - ہمارے ہاں عجیب طریقہ ایجاد ہُوا ہے، درُود اور سلام بھی ختم کی طرح ایک معمہ بن گیا ہے۔ ایک نعت خواں جہارنی کہلاتا ہے، سب اس کے پیچھے آسمان کو سر پہ اُٹھا لیتے ہیں، مسلمانی در کتاب، مُسلمانان در گور کا نظارہ نظر آتا ہے - یہ عبارت کتنی واضح ہے کہ بلند آواز کے ساتھ درُود شریف یا سلام پڑھتے وقت ہلنا حرکت کرنا جہالت ہے، بے علمی اور بے خبری ہے، دین سے ناواقفیت ہے، پھر دلیل سے ثابت کیا ہے، کہ درُود شریف ذکر کی قسم سے نہیں ہے بلکہ دُعا ہے، اور دُعا کا قاعدہ یہ ہے کہ اُونچی اور پوشیدہ آواز کے درمیان مانگی جاتی ہے، یعنی سُننے والوں کو دھیمی سی آواز معلوم ہو، پتہ نہ چلے کہ کیا کہتا ہے، اور جب دُوسروں نے آواز سُن لی، تو جہر کا درجہ شروع ہو گیا۔ کیونکہ جہر کے کئی درجے ہیں - یہ جہالت اور بے علمی کا طعنہ ان کو کس نے دیا ہے؟ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے -

Marfat.com

بھائی مسلمانو! اب یہ تسلّی کرنا آپ کا کام ہے کہ یہ کتابیں جن کا حوالہ اس کتاب میں جابجا دیا گیا ہے۔ بحرالرائق، فتح القدیر، فتاوی عالمگیری، دُرِّمختار، فتاوی شامی شفاء شریف اور اس کی شرح ملّا علی قاری ؒ۔ کیا یہ حنفیوں کی معتبر کتابیں ہیں یا نہیں؟ یا تو ایک خط لکھ کر بریلی شریف سے فتویٰ منگا لو، یا مولوی احمد رضا خاں صاحب کی کوئی تصنیف فقہ کی دیکھ لو، مثلاً احکام شریعت بس انہی کتابوں پر حنفی مذہب کی بنیاد ہے۔ اب بھی اگر نہ مانیں تو یہ کتنی بڑی جہالت ہو گی، لیکن یاد رکھنا کہ نہیں مانیں گے کیونکہ دُکان بند کرنا بہت مشکل کام ہے۔

اور لیجئے! حضرت مُلّا علی قاری رح حنفیوں کے مشہور محدّث ہیں، اُن کا نام یہ لوگ اپنے وعظوں میں بہت لیتے ہیں۔ آپ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:۔

رَوَی الدَّارقُطنِی وَالبَیہقِی اَنَّہٗ علیہ السّلام کَانَ یُصَلِّی عَلٰی نَفسِہٖ بَعدَ تَلبِیَتِہٖ .... وَیُستَحَبُّ اَن یَّکُونَ صَوتُہٗ بِہٖ اَخفَضَ مِنَ التَّلبِیَۃِ مرقاۃ ص ۱۸۶/۳

ترجمہ:۔ دارقطنی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہنے کے بعد اپنی ذات پر درُود شریف پڑھتے تھے ....

(اس لئے ہم کو بھی پڑھنا چاہیئے) اور مستحب ہے کہ دُرُود پڑھنے کی آواز لبّیک کی آواز سے بہت نیچی ہو۔

اب آپ سمجھ چکے کہ دُرُود شریف آہستہ پڑھنے میں حنفی بزرگانِ دین نے کتنی احتیاط فرمائی ہے۔

حنفی فقہ کی مشہور کتاب طوالع الانوار حاشیہ دُرِ مختار میں حضرت عبداللہ ابن مسعود

Marfat.com

کے متعلق روایت ہے :-

اَنَّهٗ سَمِعَ قَوْمًا اجْتَمَعُوْا فِیْ مَسْجِدٍ یُّهَلِّلُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَهْرًا فَرَاحَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ مَا عَهِدْنَا ذٰلِكَ عَلٰی عَهْدِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرَاكُمْ اِلَّا مُبْتَدِعِیْنَ فَمَا زَالَ یَذْكُرُ ذٰلِكَ حَتّٰی اَخْرَجَهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ - انتهی وهٰكذا فی مجالس الابرار وفتاوٰی بزازیه بحواله اَلْجُنَّة ص۱۴۱

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن مسعود صحابی رضؓ نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں بلند آواز سے کلمہ شریف اور درود شریف پڑھ رہے ہیں، پس آپؓ نے ان کے پاس جا کر فرمایا، ہم نے یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں نہیں دیکھا، اور میری سمجھ میں تم بدعت نکال رہے ہو۔ بار بار ان کو ایسا کہا، یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔ انتہی اسی طرح مجالس الابرار اور فتاوٰی بزازیہ میں بھی ہے۔

صحابہ رضؓ آہستہ ذکرِ الٰہی کرنے کے لئے آپ کے مبارک زمانہ میں مسجد، اور دوسری جگہ میں جمع ہو جاتے تھے، یہ اجتماع کبھی تو مسائل کی تعلیم کے لئے ہوتے تھے۔ ایک دوسرے سے مسائل سیکھتے اور سکھاتے تھے، یا آہستہ ذکرِ الٰہی کرتے تھے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف باب العلم کی ایک حدیث میں ہے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں صحابہ رضؓ کی دو جماعتیں الگ الگ بیٹھی ہیں، فرمایا دونوں اچھے ہیں، یہ لوگ تو اللہ سے دعا مانگتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ اگر چاہے گا

Marfat.com

تو ان کی دُعا قبول کرے گا، نہ چاہے گا تو نہ دے گا، اور یہ دوسرے مسائل سیکھتے اور سکھاتے ہیں، پس یہ افضل ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپؐ تعلیم والوں کے پاس بیٹھ گئے"

معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنے اور درس تدریس کی محفلیں بھی ذکر کی محفلیں ہیں، اور ان مجلسوں میں بیٹھنے سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوحانی معیّت نصیب ہوتی ہے۔ امام نووی کتاب الاذکار ص۵ پر فرماتے ہیں:۔

ذکر کی فضیلت صرف سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، اور کلمہ شریف وغیرہ زبانی اذکار میں ہی بند نہیں ہے، بلکہ ہر شخص جو عبادت اور نیک کام کرتا ہے وہ بھی ذکر کرنے والا ہے۔ سعید بن جبیر وغیرہ علماء نے یہی فرمایا ہے عطاؒء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ذکر کی مجلسیں وہ ہیں جن میں حلال حرام کی تعلیم دی جائے کہ خرید نے بیچنے، نماز روزہ نکاح طلاق اور حج کا طریقہ کیا ہے۔

مُلّا علی قاری مشکوٰۃ شریف باب الذکر کی حدیث حِلَقُ الذکر میں یہی فرماتے ہیں، لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جب کچھ زمانہ گزرا تو کچھ لوگوں نے مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ شریف اور درُود شریف پڑھنا شروع کر دیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی اُس وقت زندہ تھے، علومِ نبوّت کے تربیت یافتہ تھے، دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ بدعت سر نکال رہی ہے اور خدانخواستہ اس مقدّس زمانہ میں اگر یہ چیزیں رواج حاصل کر لیتیں تو اِسلام کی سنجیدگی اور متانت اسی زمانہ میں ختم ہو جاتی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان لوگوں کو ڈانٹا کہ تم یہ کیا بدعت نکال رہے ہو، اور اس قدر اصرار کیا کہ آخر ان لوگوں کو مسجد سے نکال کر چھوڑا،

Marfat.com

چودہ صدیوں کے بعد وہی مُردہ آج پھر زندہ ہونا چاہتا ہے، اور وہ لوگ تو بیٹھ کر بلند آواز سے درود شریف پڑھ رہے تھے آج یہ لوگ کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں؛ یہ بات بھی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہؓ میں فقہ حنفی کے بانی اور سرچشمہ ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی حضرت حماد کے شاگرد ہیں، اور حضرت حماد حضرت ابراہیم نخعی کے شاگرد ہیں، حضرت ابراہیم نخعی حضرت علقمہ تابعی کے شاگرد ہیں، اور حضرت علقمہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی صحابی کے شاگرد ہیں، جو بقول مُلّا علی قاریؒ خلفائے اربعہ کے بعد تمام صحابہؓ سے زیادہ فقیہ ہیں مرقاۃ ص۱۱/۲ جنہوں نے مسجد میں جمع ہو کر درود شریف بلند آواز سے پڑھنے والوں کو مسجد سے باہر نکالا تھا۔ ابونعیم رحؒ نے بحر میں بھی روایت حضرت عبداللہ ابن مسعود والی نقل کی ہے بحوالہ نظم البیان ص۳۷ تبرید ص۱۲

واضح رہے کہ حدیث میں جو ذکر کے حلقوں اور جنت کے باغوں یعنی ذکر کی محفلوں کا ذکر آتا ہے وہ بلائی ہوئی محفلیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ ان پاک زمانوں میں لوگوں کا دل مسجد سے باہر نہیں لگتا تھا۔ آتے آتے ایک مجلس بن جاتی تھی، اور کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہؓ اکٹھے ہو کر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے تھے، یا کوئی اور ذکر اجتماعی طور پر بلند آواز سے کرتے تھے،

حضرت مُلّا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الاعتصام کی روایت میں اَقَلُّهَا تَكَلُّفًا کے نیچے لکھتے ہیں، صحابہؓ میں بناوٹ اور تکلف نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ پیدل چل لیتے تھے، زمین پر نماز پڑھ لیتے تھے ہر قسم کے (سادہ) برتنوں میں کھا لیتے تھے، لوگوں کا جھوٹا پی لیتے تھے

Marfat.com

یہ تو ان کے عمل کی سادگی ہے، اور علم میں سادگی یہ ہے کہ غیر ضروری بات میں کلام نہیں کرتے تھے جس بات کا علم نہ ہوتا کہتے تھے یہ مسئلہ مجھے معلوم نہیں ہے، کوئی فتوے آئے تو دوسرے کی طرف بھیج دیتے تھے۔ اسی طرح وہ لوگ قرآن پڑھنے میں سادہ تھے، قرآن کو عربی لہجہ میں بغیر کسی راگ اور تال کے پڑھتے تھے اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم باطنی حالات میں سادہ اور بے تکلف تھے، نہ وہ وجد کے طور پر ناچتے تھے، نہ چیختے تھے، نہ بالوں کو بکھیرتے تھے، نہ سر جھکا کر مراقبہ میں بیٹھتے تھے، نہ راگ باجے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے، نہ ہی ذکر اور درود شریف کو مسجد میں یا اپنے گھروں میں حلقہ بنا کر بلند آواز کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ان کے جسم نہ ایسے تھے، اُوچھیں عرشی بھئیں ...... جیسا کپڑا اچھا برا میسر آتا پہن لیتے تھے، اون کا ہو، یا کھدر، یا کتان کا، نہ کوئی مخصوص صفات رکھتے تھے، نہ ہی منقش گودڑیاں پہنتے تھے، حلال کھانا اور لذیذ چیزیں جیسی میسر آئیں، کھا لیتے تھے، نہ گوشت سے پرہیز کرتے، نہ دودھ اور پھلوں سے، یہ تمام کمالات ایک کامل مکمل اُستاد کی تربیت سے انہیں نصیب ہوئے تھے مرقاۃ ص ۱۲۱

فصل سوم
بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کے دلائل کے بیان میں

بھائی مسلمانو! آہستہ درود شریف پڑھنے کا یہ سارا بیان دیکھ لینے کے بعد آپ کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہوگا کہ جو لوگ بلند آواز سے درود اور سلام پڑھتے ہیں ان کے پاس بھی کچھ دلائل ضرور ہوں گے، آخر اُس جماعت میں بھی علمائے ہیں، ہر کسی کو اللہ کی جناب میں حساب دینے کا خوف ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے، کہ

بریلوی مذہب کی بُنیادیں ہوا پر قائم ہوں، اور دیکھا دیکھی یہ مسئلہ بن گیا ہو۔ اس بات کا آسان جواب تو یہ ہے کہ شریعت ایک ہے، حنفی مذہب کی یہی مشہور اور فتوی کی کتابیں ہیں جن کی عبارتیں آپ نے پڑھ لی ہیں۔ پھر آخر ان کے پاس کیا ثبوت ہے؟ کیا دلائل ہیں؟ یہ بات اتنی دردناک اور شرمناک ہے کہ مُسلمان قوم کے چند در چند مصائب اور مشکلات میں ایک بھاری مصیبت اِس فرقہ کا وجُود ہے جن کے عُلَماء جاہلوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ جہاں بھی کچھ بے خبر لوگوں نے کسی بات کو چلایا، یا کسی پیر نے دُکانداری کے لئے کوئی نئی بات نکالی، ان کے مولوی صاحبان جھُوٹ کو سچ بنانے کے لئے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں، کسی آیت یا حدیث کو توڑ مروڑ اللہ کی ذات اور اللہ کی شریعت پر بہتان باندھنے کے لئے حاضر ہیں۔ کسی کتاب کی کوئی عبارت اُٹھاتے ہیں اور اُس کا جھٹکا کر کے اپنی کتابوں میں لکھ دیتے ہیں۔ پھر بریلویوں میں بدقسمتی سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دستخط کی بجائے انگوٹھا لگاتے ہیں، اور جو لوگ کچھ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں اُن کو اِن لوگوں نے ایسا پکا کر دیا ہے کہ کوئی کلمہ حق کا سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ اور درحقیقت دلوں پر مُہر لگ جانا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا ہے اِس جُرم کی کہ بازار سے دو آنہ کی ہانڈی خریدنے والا تو دیکھ کر خریدتا ہے، لیکن یہ لوگ دین و ایمان کے معاملہ میں چند کہانیوں کے بھرّے میں آ گئے، اور اسی کو اللہ رسُولؐ کا دین سمجھ لیا۔ اب کیا ہے، ان کے مولوی دن دہاڑے سرِ بازار راستہ چلنے والوں کی آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ حنفی فقہ کی بڑی بڑی معتبر کتابیں

کی عبارتیں بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، مسلمان قوم فقر وفاقہ سے دبی ہوئی قوم، اقتصادی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی مصائب کے بوجھ سے لدی ہوئی قوم، قابلِ رحم قوم کو حنفی اور وہابی کے چکر میں ایسا پھنسایا کہ علم وعمل کی تمام قوتیں اپنا اپنا کام چھوڑ کر ادھر متوجہ ہوگئیں اور اب یہ حال ہے کہ علم وعمل کا بازار بالکل سرد پڑا ہے، اور خود نہ یہ حنفی ہیں، نہ شافعی ہیں، نہ مالکی ہیں، نہ حنبلی ہیں، پھر کیا ہیں؟ آج سے چند سال پہلے حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، اب اہلِ سُنّت والجماعت کے لفظ کو بدنام کر رہے ہیں۔ لیکن اہلِ سُنّت کے یہی چار مدرسے ہیں، ہم ان کو دعوت دیتے ہیں کہ ان چاروں مذاہب کی فقہ سے بشریت، علمِ غیب، اور حاضر ناظر کے مسائل کسی تصنیف میں ثابت کریں، اور اگر نہ ہو سکے تو کیوں نہ ان کو غیر مقلد وہابی کہا جائے۔

اس وقت پیشِ نظر مولوی محمد عمر صاحب کی کتاب مقیاسِ حنفیت طبع اوّل، اور مفتی احمد یار خاں صاحب کی کتاب جاء الحق ہے، ان دو کتابوں میں بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا مسئلہ پورے زور وشور اور بریلوی انداز میں لکھا ہے، مولوی محمد عمر صاحب صہ ۲۱۵ پر لکھتے ہیں۔

بخاری شریف صہ ۱/۱۱۶ مسلم شریف صہ ۱/۲۱۷ عن ابن عبّاسٍ اَنَّ رفع الصَّوتِ بالذِّکرِ حِینَ یَنصرفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابنُ عبّاسٍ کُنتُ اَعلَمُ اِذَا انصَرَفُوا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعتُہٗ۔

ترجمہ یہ کیا ہے:-

Marfat.com

"ابنِ عباسؓ سے روایت ہے، بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نمازِ مکتوبہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، اور فرمایا ابنِ عباسؓ نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اُس ذکر کو اپنے کانوں سے سُنتا تھا، اور میں زیادہ جانتا ہوں"۔

اِس کے بعد یہ تشریح بیان کی ہے:-

"اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مِل کر ذکر کرنا بعد از نمازِ فریضہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا مسنون طریقہ ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذکر مراد ہوسکتا ہے؟ تو یہ لازمی امر ہے کہ وُہ درُود شریف ہی ہے"

یہاں تک مولوی صاحب کی عبارت ہے، اِس عبارت پر چند سوال ہیں:-

۱۔ کُنْتُ اَعْلَمُ ماضی استمراری ہے۔ اس کا معنٰی ہے میں جانتا تھا، میں سمجھ لیتا تھا۔ مولوی صاحب نے اَعْلَمُ کو اِسم تفضیل سمجھ کر یہ ترجمہ کر دیا، "میں زیادہ جانتا ہوں"۔ معمولی عربی سمجھنے والا اِس جہالت پر حیران ہوگا۔ بریلویوں کے شیرِ پنجاب کی علمیت دیکھئے کُنْتُ اَعْلَمُ کو ساری عبارت سے توڑ لیا۔ اور جناب مولوی صاحب کُنْتُ اَعْلَمُ کے معنی تو یہی سہی میں زیادہ جانتا ہوں، لیکن اس کو الگ کر کے باقی عبارت کا مطلب تو کچھ بھی نہیں نکلتا، اور شیرِ پنجاب کا علم اگر کسی نے معلوم کرنا ہو تو کسی انگریزی سکول کی چھٹی جماعت کے طالب علم سے جا کر پوچھئے کُنْتُ اَعْلَمُ کا کیا معنٰی ہے؟

مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ فاحش غلطی اگر آپ تسلیم

کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو بریلوی فرقہ کے کسی بڑے عالم کو اس معاملہ میں ثالث کر لیجئے بشرطیکہ فیصلہ اخبارات میں شائع کیا جائے، اندھوں کی نگری میں سورج کو سیاہ کہنا تو آسان ہے لیکن آپ لوگوں کو کتاب لکھنے کی جرأت کیسے ہوئی؟

اور بھائی یہاں زیادہ جاننے کا موقع بھی کونسا ہے؛ جب ذکر کی آواز آتی ہے تو سب لوگ ایک جیسا سنتے سمجھتے ہیں۔

۲۔ تشریح میں فرماتے ہیں:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلند آواز کے ساتھ مل کر ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے، لیجئے مولوی صاحب کو سنت کی تعریف کون بتائے۔

فتاویٰ شامی صـ۹۵ ج۱ میں ہے:۔

"شریعت میں جن باتوں کے کرنے کا حکم ہوا اُن کی چار قسمیں ہیں، فرض واجب، سنت، نفل۔ پس وہ چیز جس کا کرنا اچھا ہے۔ اگر اس کا چھوڑنا منع ہو تو اگر دلیل قطعی سے ثابت ہوا ہے وہ فرض ہے، اگر دلیلِ ظنی سے ثابت ہوا ہے تو واجب ہے۔ اور اگر چھوڑنے سے منع نہیں کیا گیا تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا خلفاء راشدین نے ہمیشہ اُس کام کو کیا ہو تو سنت ہے، اور اگر آپؐ نے یا خلفاء راشدین نے ہمیشہ نہ کیا ہو تو مستحب اور نفل ہے۔"

بحر الرائق میں علامہ ابنِ نجیم نے مختلف اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے:۔

"سنت وہ ہے جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو،

Marfat.com

لیکن بالکل ترک نہ کیا ہو تو سُنّتِ مُؤکّدہ ہوگی، اور اگر کبھی ترک بھی کیا ہو، تو غیر مُؤکّدہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر اس کام کو نہ کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ناپسندیدگی ظاہر فرمائی ہو تو وُہ چیز واجب ہوگی۔ صہ ۱

اَب مولوی مُحمّد عُمر صاحب حنفی مذہب کی کسی کتاب بلکہ حدیث کی کسی روایت سے ثابت کریں کہ نماز کے بعد بلند آواز سے مِل کر ذِکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے مبارک زمانہ میں ہمیشہ ہُوا ہے۔ ورنہ یہ سُنّت اور مسنون کیسا ہے؟ سُنّت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپؐ کا اکثر عمل ثابت کیا جائے۔

۳۔ تیسری بات خالص فریب اور اعلانیہ جھُوٹ یہ بولا ہے:-

"اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذِکر مُراد ہوسکتا ہے؟ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ دُرُود شریف ہی ہے۔"

چلئے نہ کوئی دلیل لکھی ہے نہ ثبوت، نہ آیت، نہ حدیث، نہ کسی حنفی فقہ کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ کیا کریں اندھیرے میں ہاتھ مار رہے ہیں۔ کہتے ہیں کوئی شخص ہاتھی خریدنے گیا تھا، ہاتھی نہ مِلا تو ایک موٹا سا سانپ پکڑ لایا۔ لوگوں نے کہا، یہ کیسا ہاتھی ہے؟ کہنے لگا، بھائی ہاتھی نہیں، تو ہاتھی کی سُونڈ ضرور ہے، بالکل اِسی قسم کا ہاتھی ہمارے مولوی صاحب پکڑ لائے ہیں۔ فرماتے ہیں "نماز کے بعد بلند آواز سے ذِکر کرنے کا بیان جو حدیث میں آیا ہے لازمی امر ہے کہ یہ دُرُود شریف ہی ہے"۔ یہ لازمی امر کس طرح ہوگیا؟ کیا مولوی مُحمّد عُمر صاحب اس لازمی کی کوئی دلیلِ صریح رکھتے ہیں؟ اگر ہے تو اسے شائع کریں۔ دلیل یہ ہونی چاہئے کہ

Marfat.com

حدیث صحیح یا حنفی فقہ کی کسی معتبر کتاب کا حوالہ ہو اس بات پر کہ اس روایت میں جو ذکر کا لفظ آیا ہے اس سے مُراد لازمی طور پر درود شریف ہی ہے۔ اور یہ بات تو ناممکن ہے۔ ہاں جھگڑے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق ہمارے حنفی اہل سنت والجماعت بزرگوں نے کیا لکھا ہے؟ صحیح بخاری شریف میں اس روایت کے بعد اور صحیح مسلم شریف میں اس روایت سے پہلے اسی راوی حضرت عبد اللہ ابن عباس کی دوسری روایت موجود ہے جس کے لفظ یہ ہیں کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّکْبِیْرِ۔ ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہونے کو تکبیر کی آواز سے پہچانتا تھا۔

دونوں حدیثوں کا مفہوم اور راوی ایک ہے۔ اس لئے یا تو ذکر سے مُراد تکبیر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے، یا تکبیر سے مراد عام ذکر ہے۔ اس حدیث کی شرح صحیح مسلم اور مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ کی اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے تھے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.... الخ

یہ روایت اذکار میں بیان ہو چکی ہے۔ چنانچہ مشہور حنفی محدث شیخ بدر الدین العینی رح عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:۔

وَاسْتَدَلَّ بِحَدِیْثِ الْبَابِ .... الخ

ترجمہ:۔ اس حدیث سے بعض سلف نے فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے

اور ذکر کرنے کے مستحب ہونے پر دلیل پکڑی ہے، اور پچھلے لوگوں میں سے ابن حزم ظاہری نے بھی اس کو مستحب کہا ہے (یاد رہے کہ ابن حزم ظاہری فرقہ کے پیشوا ہیں جو اہل حدیث فرقہ سے بھی ایک قدم آگے ہیں) ابن بطال نے کہا ہے کہ تمام وہ لوگ جن کے مذاہب کی پیروی کی گئی ہے (یاد رہے کہ قرون اولیٰ میں امام اعظمؒ، شافعیؒ، مالکؒ، حنبل کے سوا بھی کئی مجتہد تھے) یعنی تمام مذاہب کے پیشوا اور غیر پیشوا اس بات پر متفق ہیں کہ نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ تکبیر اور ذکر کرنا مستحب نہیں ہے۔ فقط، ابن حزمؒ ظاہری مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ اور امام شافعیؒ نے اس حدیث کو تعلیم پر محمول کیا ہے۔ یعنی آپؐ نے صحابہؓ کو سکھانے کے لئے یہ کلمات بلند آواز سے پڑھے تھے، نہ یہ کہ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اور امام شافعیؒ صاحب نے امام اور مقتدی کے لئے یہ پسند کیا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد خفیہ خداوند تعالیٰ کا ذکر کریں۔ لیکن اگر امام نے مقتدیوں کو کوئی ذکر سکھانا ہو تو بلند آواز سے پڑھے (اور مقتدی بھی سبق یاد کرنے کے لئے اونچا پڑھ سکتے ہیں) پھر جب یاد ہو جائے تو امام اور مقتدی دونوں آہستہ پڑھیں۔ طبری نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمان بادشاہ جو نمازوں کے بعد تکبیر کہتے تھے، اور مقتدی بھی تکبیر کہتے تھے وہ کام صحیح ہے۔ اور دوسرے علماء نے کہا ہے کہ فقہاء میں سے کوئی بھی نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے کا قائل نہیں ہے۔ مگر ابن حبیب نے

Marfat.com

واضحہ میں کہا ہے کہ بادشاہانِ اسلام صبح اور عشا کی نماز کے بعد فوجی چھاؤنیوں میں تکبیر کہنا پسند کرتے تھے، ابنِ قاسم نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر اور تکبیر کہنا نئی ایجاد ہے حضرت عبیدہ سے ہے کہ یہ بدعت ہے۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ کہنا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ یعنی ایسا ہوا تھا۔ یہی لفظ اس بات کی دلیل ہیں کہ جب حضرت ابن عباس نے یہ روایت بیان کی ہے اس وقت اس کا رواج نہیں تھا۔ کیونکہ اگر اس وقت بھی ذکرِ جہر کا رواج ہوتا تو یہ بات بے معنی ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کے بعد تکبیر کہنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں ہمیشگی نہیں کی، یعنی یہ فعل ہمیشہ نہیں کیا، اور آپؐ کے اصحابؓ نے یہ سمجھا کہ یہ ضروری چیز نہیں ہے۔ بس انہوں نے اسے اس خوف سے چھوڑ دیا کہ لوگ اس فعل کو نماز کی تکمیل نہ سمجھنے لگیں، اسی لئے فقہاء میں سے کچھ لوگوں نے اسے مکروہ قرار دیا"

(عینی شرح بخاری بحوالہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم شیخ الاسلام پاکستان)

ناظرین! عینی شرح بخاری کی اس عبارت نے کئی راز کھول دئے ہیں:-

۱- بعض سلف یعنی صحابہؓ یا تابعین میں سے بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ نماز کے بعد ذکر جہر کرنا مستحب ہے۔ لیکن ان کا نام بھی نہیں آیا۔ لیکن اہل سنّت والجماعت کی بڑی جماعت جو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں تقسیم ہو چکی ہے اور ان چاروں اماموں کے علاوہ بھی قرونِ اولیٰ میں جتنے مجتہد گزرے ہیں،

Marfat.com

(ان کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ اختلافِ مذاہب میں دیکھی جا سکتی ہے) سب کے سب ابنِ حزمؒ کے علاوہ اس بات پر متفق ہیں کہ نماز کے بعد ذکر جہر مستحب نہیں ہے۔

۲۔ امام شافعیؒ نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دینے کے لیے کبھی کوئی ذکر بلند آواز سے پڑھا ہے اور یہی ان کا فتویٰ ہے کہ تعلیم کے لئے امام اور مقتدی دونوں بلند آواز سے ذکر پڑھ سکتے ہیں۔

۳۔ آپ نعرۂ تکبیر کے بیان میں پڑھ چکے ہیں کہ سرحدی چوکیوں پر خوف کے وقت نعرۂ تکبیر کہنے کی اجازت ہے اور بالخصوص صبح اور عشا کے وقت خوف دور کرنے کے لئے اور دشمن پر اپنا رعب جمانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ بادشاہانِ اسلام کے زمانہ میں فقہاء نے اس ذکر کی اجازت دی تھی شاید بریلویوں کا سوال بھی یہی ہو۔ حضرت امام مالکؒ اس بلند آواز سے ذکر کو بدعت فرماتے ہیں اسی طرح حضرت عبیدہؓ۔

۴۔ فقیہہ ابنِ بطال کی تحقیق خوب ہے کہ اس روایت کے الفاظ ہی اس بات کی کافی شہادت ہیں کہ جب یہ روایت حضرت ابنِ عباسؓ نے بیان کی ہے اس وقت یہ رواج متروک ہو چکا تھا۔

۵۔ اب آپ لوگ غور کریں کہ اس حدیث میں تو تکبیر اور ذکر کا بیان ہے درود شریف سے اس کو کیا تعلق؟ کسی ایک معتبر کتاب میں ہی دکھا دیں کہ یہاں اس حدیث میں ذکر سے مراد درود شریف ہے۔ پھر کتنا افسوس ہے کہ یہ لوگ جن بیچاروں کو گلا پھاڑنے کی تعلیم دیتے ہیں ان کی آنکھوں میں

Marfat.com

مٹی ڈالنے کے لئے دین برباد کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں۔ ص۱، ص۳، ص۴
پر درُود شریف کے فضائل لکھے ہیں، وہی جو آپ نے اس رسالہ میں پڑھ لئے
ہیں، ص۵ پر مشکواۃ کی فضالہ بن عبید والی روایت لکھی ہے جس کے ترجمے میں
کئی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ امام نووی رح نے کتاب الاذکار ص۳۵ پر لکھا ہے کہ اس
حدیث کی اسناد ضعیف ہیں۔ آپ باب اوّل کی ساتویں فصل میں پڑھ چکے ہیں،
کہ اس حدیث میں نماز کے آخری قعدہ میں درُود شریف پڑھنے کا بیان ہے،
چونکہ وہ شخص اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اس لئے تشہد میں جہر مفسد نہیں ہے، غالباً
رات کی نماز ہوگی، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کشف سے
معلوم ہُوا کہ اس شخص نے نماز میں درُود شریف نہیں پڑھا ہے۔ فرض کیجئے، اگر
اس میں نماز کے بعد بطورِ وظیفہ درُود شریف پڑھنے کا ذکر ہو تو ہم بھی اس کے
قائل ہیں، آپ یہ بتائیں کہ اس روایت میں زور زور سے درُود شریف پڑھنے
کا ذکر کہاں ہے؟ آہستہ پڑھ لینا تو سعادت اور نیک بختی ہے۔ لیکن آسمان
کو سر پہ اُٹھانے کی دلیل کیا ہے؟ اس کی فکر کیجئے۔

ص۶ مشکواۃ شریف کی ایک حدیث لکھی ہے عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز
پڑھ رہا تھا اس حالت میں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس حاضر تھے
یعنی موجود تھے، حضرت ابوبکر رض اور حضرت عُمر رض بھی آپؐ کے پاس تھے، پس
جب میں بیٹھا یعنی قعدہ میں، تو میں نے اللہ کی تعریف (التحیات) بیان کی، پھر
درُود شریف پڑھا، آپؐ نے فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اس حدیث کا ترجمہ
مولوی صاحب نے عجیب وغریب کیا ہے فَلَمَّا جَلَسْتُ کا ترجمہ ہے

Marfat.com

پس جب میں بیٹھا، مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے "پس جب بھی میں بیٹھا" افسوس لَمَّا اور کُلَّمَا کا فرق نہیں جانتے، بڑا علم سنبھال رکھا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے کہ یہاں نماز کے اندر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے، لیکن اگر نماز کے بعد کا ذکر ہو تو لاؤڈ سپیکر پہ درود اور سلام پڑھنا کس طرح جائز ہوگیا؟ کیا اس حدیث میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے ایک اور مسئلہ بھی حل ہوتا ہے کہ صحیح نسخوں میں حَاضِرٌ کا لفظ موجود ہے،

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں جہاں موجود نہیں ہے، وہاں مُقدر سمجھا جائے گا۔ قصور کے ایک جید عالم حافظ حکیم خدا بخش صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف، شرح عربی مشکوٰۃ جس کا نام مُقْتَبَسَۃُ الشُّرُوحِ ہے میں لکھتے ہیں؛ حَاضِرٌ کا لفظ صحیح نسخوں میں موجود ہے۔

صحابی رضؓ کا یہ کہنا "میں نماز پڑھ رہا تھا اس حالت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس حاضر تھے، اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ رضؓ ہر وقت آپ صلعم کو حاضر و ناظر نہ سمجھتے تھے، ورنہ حضرت عبداللہ رضؓ یہ لفظ نہ فرماتے۔

مولوی محمد عمر صاحب کو یہاں حَاضِرٌ کا لفظ گلے میں اٹک گیا ہے۔ ترجمہ ایسا بے معنی کیا جس کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا۔ لکھتے ہیں:-

"میں نماز پڑھتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ آپ صلعم کے ساتھ ہو لیے۔"

کیسا بے معنی فقرہ ہے، ناظرین ذرا سوچیں کیا مطلب نکلتا ہے؟ ایک طرف دیکھو تو یہ معنی بنتا ہے کہ آپ صلعم بھی میرے ساتھ نماز پڑھنے لگ گئے۔ ساتھ ہو لیے، کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ آپؐ کہیں سفر کو چل پڑے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی آپؐ کے ساتھ ہو لیے۔ کیونکہ ساتھ ہو لیے سفر کا معنی دیتا ہے۔ آگے آتا ہے:-

"جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا، پھر درود شریف پڑھا"

کوئی پوچھے، ایک نماز میں کتنی دفعہ بیٹھ کر درود شریف پڑھا جاتا ہے؟

واضح ہو کہ حاضر کے معنی ہیں آپؐ موجود تھے، اور یہ لفظ مرقاۃ اشعۃ اللمعات مظاہر حق سب نے لکھا ہے۔ اس کے بعد ایسے دلائل دئے ہیں کہ درود شریف پڑھنا اچھا ہے، یا یہ کہ بعد از نماز فرض پڑھنا چاہیئے۔ لیکن سارے بیان میں ایک ایسی دلیل نہیں دی جس سے ثابت ہو کہ نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کم از کم جائز ہے۔

اب مفتی احمد یار صاحب گجراتی کی باری آتی ہے جنہوں نے جاء الحق کتاب لکھی ہے انہوں نے بریلوی کی آنکھ میں اس سے زیادہ مٹی ڈالی ہے۔ یہ صاحب ہندوستانی ہیں، اردو بھی اچھی ہے، ترجمہ بھی عربی کا اردو میں کر لیتے ہیں۔ انہوں نے درود شریف کی بحث اس کتاب کے صـ ۳۲۹ پر لکھی ہے۔ یہ کافی ہوشیار معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے پہلے ہی سوچ لیا ہے کہ درود شریف اور سلام بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کے دلائل چاروں مذہبوں میں نہیں ہیں اس لئے انہوں نے شروع ہی میں پینترا بدل دیا ہے، انہوں نے درود شریف کی بجائے بلند آواز کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کے دلائل شروع کر دئے ہیں اور اسی ٹال مٹول میں کئی صفحے سیاہ کر دئے ہیں۔ ان کا سب سے پہلا فقرہ یہ ہے۔

"پنجاب وغیرہ میں قاعدہ ہے کہ بعد نماز فجر، وعشا بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں"

جزاک اللہ، مفتی صاحب! خوب کہی - یہ مذہب پنجاب کے سوا کہیں نہیں ہے وغیرہ کا لفظ بھی آپ نے تکلّف کیا ہے - وغیرہ کہاں ہے - بس پنجاب وہ بھی وسطی پنجاب قصور، کھیم کرن، فیروزپور، تینوں شہروں میں یہ قاعدہ جاری ہوا تھا - دین تو مکّی مدنی ہے، مگر یہ قاعدہ پنجابی ہے - اس کے بعد مفتی صاحب نے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے کے لئے دلائل پیش کئے ہیں - یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ ذکر درمیانہ بلند آواز سے جائز ہے - لیکن آپ پڑھ چکے ہیں کہ درود شریف دُعا کی قسم سے ہے ذکر اذکار میں نہیں ہے - اس لئے یہ تمام دلائل بے موقع ہیں - تین صفحے چلنے کے بعد مفتی صاحب کی دیانت بگڑ جاتی ہے اور خراش تراش کا وہی بریلوی ہتھیار لے کر حنفی فقہ کی بے گناہ عبارتوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں - خداوند تعالیٰ کا دین کون مٹا سکتا ہے؟ ص۳۲ کی پہلی سطر پر ایک عبارت، فتاویٰ عالمگیری کی عبارت آدھا دھڑ کاٹ کر لاتے ہیں - ذکرِ جہر کے دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب چہارم میں ہے قاضٍ عندہٗ جمع عظیم یَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّهْلِیْلِ جُمْلَةً لَا بَاسَ بِهٖ"

ترجمہ یہ کیا ہے:-

"کسی قاضی کے پاس بہت بڑی جماعت ہو، اور وہ سب مل کر بلند آواز سے سُبْحَانَ اللهِ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہیں تو اس میں حرج نہیں"

بریلوی بھائیو! خدا کے لئے سوچو! بحث تو چلائی ہے بلند آواز سے مسجد میں بعد نماز درود شریف پڑھنے کی، لیکن ثابت یہ کر رہے ہیں کہ کسی قاضی کی عدالت میں بہت

Marfat.com

سے لوگ جمع ہو کر سُبْحَانَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھیں تو اس میں ہرج نہیں ہے۔ سوال گندم، جواب جو اسے کہتے ہیں۔

بھائی مسلمانو! فتاویٰ عالمگیری کی یہ عبارت جو بریلوی مولوی نے لکھی ہے اس میں بہت بڑا دھوکا اور فریب کیا ہے کہ اپنے مطلب کا ٹکڑا کاٹ کر باقی بات کو چھوڑ دیا ہے اس کے بعد جو عبارت چھوڑ دی ہے وہ یہ ہے:۔ وَالْاِخْفَاءُ اَفْضَلُ وَلَوِاجْتَمَعُوْا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالتَّسْبِیْحِ وَالتَّھْلِیْلِ یُخْفُوْنَ وَالْاِخْفَاءُ اَفْضَلُ عِنْدَ الْفَزَعِ فِی السَّفِیْنَۃِ اَوْ مُلَاعَبَتِھِمْ بِالسُّیُوْفِ وَکَذَا الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(نوٹ) ترجمہ اگلی پچھلی عبارت کا اکٹھا لکھا جاتا ہے تاکہ اچھی طرح بات سمجھ میں آجائے

ترجمہ:۔ "ایک قاضی کے پاس بہت بڑی جماعت لوگوں کی موجود ہے وہ سب مل کر بلند آواز سے سُبْحَانَ اللّٰہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے ہیں تو اس میں زیادہ ہرج نہیں ہے۔ اور آہستہ پڑھنا بہتر ہے اور اگر کہیں لوگ ذکرِ الٰہی اور سُبْحَانَ اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے کے لئے جمع ہوں تو آہستہ پڑھیں، اور آہستہ پڑھنا افضل ہے جب کشتی میں گھبراہٹ ہو، یا میدانِ جنگ میں تلوار چل رہی ہو، اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف آہستہ پڑھنا چاہیے۔"

یہاں تک فتاویٰ عالمگیری کی پوری عبارت ہے۔ اب آپ لوگ انصاف کریں کہ جتنے حصے پر لکیر لگی ہوئی ہے یہ بریلوی مولوی نے اپنی کتاب میں لکھ دی اور باقی چھوڑ دی قاضی کی عدالت اور مسجد کے ادب میں کتنا فرق ہے؟ اگر قاضی کے پاس کچھ لوگ جمع

ہو کر ذکر الٰہی کرنے لگ گئے تو اس کے متعلق حکم یہ ملا ہے لَاَبَاسَ بلکہ زیادہ حرج نہیں ہے۔ واضح رہے کہ فتاویٰ شامی نے جلد اوّل ص۶۱ میں کہا ہے لَاَبَاسَ کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز مستحب کے خلاف ہے اور مستحب یہ نہیں ہے، بلکہ مستحب اس کے سوا کوئی دوسری چیز ہے۔ اسی لئے اس رسالہ میں جابجا یہ ترجمہ کیا ہے زیادہ حرج نہیں ہے لِاَنَّ الْبَاْسَ الشِّدَّۃ۔ اب دیکھئے مفتی صاحب نے یہاں تک عبارت لکھی ہے کہ حرج نہیں ہے، اگلی عبارت یہ تھی آہستہ پڑھنا بہتر ہے وہ چھوڑ دی کہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اگلی عبارت صاف ہے کہ اگر ذکر الٰہی کے لئے اجتماع ہو تو پوشیدہ ذکر کریں، اور آخر میں صاف بتا دیا کہ درود شریف آہستہ پڑھیں۔

آگے چلئے! بریلویوں کے مفتی صاحب اسی صفحہ کی پانچویں سطر میں لکھتے ہیں:

اَمَّا التَّسْبِیْحُ وَالتَّہْلِیْلُ لَاَبَاسَ بِذٰلِکَ وَاِنْ رَفَعَ صَوْتَہٗ

ترجمہ یہ کیا ہے:-

"سُبْحَانَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے میں حرج نہیں اگرچہ بلند آواز سے کہے"۔

فتاویٰ عالمگیری کی پوری عبارت یوں ہے:-

ترجمہ:- حمام میں قرآن پڑھنے کی دو صورتیں ہیں، اگر بلند آواز سے پڑھے تو مکروہ ہے، آہستہ پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ لیکن سُبْحَانَ اللہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اگرچہ بلند آواز سے پڑھے زیادہ حرج نہیں ہے حمام غلاظت اتارنے کی جگہ ہے اس لئے اس کے احکام مساجد اور ذکر کی محفلوں سے

Marfat.com

الگ ہیں۔ مگر یہ حضرت اپنا مطلب نکالنے کے لئے آدھی عبارت لا رہے ہیں۔

تیسری عبارت ص۳۳۲ پر ہے۔ مفتی احمد یار صاحب فرماتے ہیں:-

"کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی کتاب الصلوٰۃ علی النبیؐ میں ہے یستحب

لقاری الحدیث ومن فی معناہ .... الخ"

عربی عبارت تین سطر لکھی ہے، پھر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:-

"حدیث شریف پڑھنے والے وغیرہم کو چاہئے کہ جب حضورؐ کا ذکر ہو تو بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھیں، ہمارے علمائے نے تصریح فرمائی کہ تلبیہ میں حضورؐ پر بلند آواز سے درود پڑھے"

ناظرین! مفتی صاحب نے یہاں بھی ایک خطرناک بددیانتی کی ہے۔ اصلی عبارت کتاب الاذکار ص۱۵۴ پر یوں ہے:-

"یستحب لقاری الحدیث وغیرہ ممن فی معناہ اِذا ذُکِرَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَرْفَعَ صَوْتَہٗ بالصلوٰۃ علیہ والتسلیم ولا یبالغ فی الرفع مبالغۃ فاحشۃ .... وقد نص العلماء من اصحابنا وغیرھم علی انہ یستحب ان یرفع صوتہ بالصلوٰۃ علی رسول اللہ فی التلبیۃ۔"

ترجمہ "حدیث پڑھنے والے یا آپؐ کا ذکر مبارک سننے والے کو چاہئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو بلند آواز سے درود اور سلام پڑھے، لیکن بہت زیادہ بلند آواز نہ نکالے .... ہمارے شافعی مذہب

Marfat.com

کے علماء اور دوسرے علماء نے صراحت سے لکھا ہے کہ لبیک کے وقت آپؐ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے"

بھائی مسلمانو! پوری عبارت یہ ہے۔ مفتی صاحب نے اپنی کتاب میں اس عبارت کا پہلا حصہ بھی لکھ دیا، آخری بھی لکھ دیا، لیکن درمیان سے لیکر والی عبارت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

"زیادہ بلند آواز سے درود اور سلام نہ پڑھے"

اتنی عبارت کھا گئے، یہی عبارت اس مضمون کی جان ہے، اور ان کے ساتھ ہمارا جھگڑا اسی مسئلہ میں ہے کہ زیادہ بلند آواز سے اللہ کا ذکر بھی جائز نہیں ہے، تو درود شریف اور سلام کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ یہاں اگرچہ زیادہ بلند آواز سے منع کیا گیا ہے، لیکن بلند آواز کی تو اجازت دی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے:-

امام نوویؒ شافعی مذہب کے بزرگ ہیں، ذکر جہر کے مسئلہ میں ان کا اور ہمارا اختلاف شروع سے چلا آتا ہے، یہ لوگ آمین اور بسم اللہ بھی بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے جتنے مسائل میں شافعی مذہب سے ہمارا اختلاف ہے، ان مسائل میں اُن کی تحقیق اپنی ہے، ہماری اپنی ہے، ہم خالص حنفی مذہب رکھتے ہیں، حنفیوں کے مشہور فتاوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ درود شریف ہمیشہ آہستہ پڑھنا چاہئے، احرام اور لبیک کے بعد بھی آہستہ پڑھنا چاہئے۔

اب آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ بریلویوں کے پاس بلند آواز سے درود اور سلام پڑھنے

Marfat.com

کی کوئی روایت نہیں ہے۔ اگر ایک روایت بھی ہوتی تو شافعی مذہب کی پناہ کیوں لیتے؟

بریلوی حضرات کے پاس بعد از نماز بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی فقہی دلیل صرف ایک ہے۔ فتاویٰ شامی حاشیہ حموی سے ایک قول نقل کیا ہے

اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ الخ

ترجمہ:۔ "پہلے پچھلے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجدوں میں مل کر ذکر کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ بلند آواز کسی سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے کی تشویش کا باعث نہ ہو"۔

جواب:۔ ۱۔ اس عبارت میں درود شریف کا تو نام بھی نہیں ہے، یہاں تو ذکرِ الٰہی کا بیان ہے۔

۲۔ یہاں نماز کے بعد کا ذکر بھی نہیں ہے، بلکہ سونے والے کا لفظ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ نماز کے وقت کے سوا دوسرے وقتوں میں ذکرِ الٰہی کی بات ہے، فرض نماز کے وقت مسجد میں سونے والے کا لحاظ ہی کیا ہے؟

۳۔ صبح کی نماز کے بعد مسجد میں سورج نکلنے تک لوگ نماز پڑھتے رہتے ہیں، اس لئے ایسے وقت میں تو بلند آواز سے ذکر کرنا بھی منع ہو گیا۔

۴۔ درود شریف بلند آواز کا تو یہاں ذکر ہی نہیں ہے بلکہ ذکرِ الٰہی کے متعلق بھی نماز کے بعد متصل کا یہاں کچھ ذکر نہیں ہے، اور مسئلہ کی تفصیل ابھی ابھی آپ شیخ بدرالدین مشہور حنفی محدث کی عبارت میں پڑھ چکے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کہ بریلوی مذہب کے پاس بلند آواز سے بعد از نماز کھڑے ہو کر، یا بیٹھ کر، یا کسی جلسہ کے بعد بلند آواز سے سلام پڑھنے کی ایک دلیل بھی نہیں ہے

Marfat.com

اس کے بعد اگر ان لوگوں کے پاس کوئی کتابی سہارا ہو تو پیش کریں، اس رسالہ کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔

خداوند تعالیٰ کی جناب میں سچے دل سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو درود اور سلام میں ہر قسم کی بے ادبی اور بے احتیاطی سے بچائے۔ والسلام

ایک ضروری مسئلہ

بیان ہو چکا ہے کہ درود شریف دعا کی قسم سے ہے، قرآن مجید کے علاوہ کسی ذکر یا کسی دعا میں پاکیزہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اسی بنا پر عورت کو ایام ماہواری میں مستحب ہے کہ وضو کر کے کسی پاکیزہ جگہ میں بیٹھ کر پانچ وقت بقدر نماز ذکر یا دعا میں مشغول رہے۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دس دن تک اللہ کی یاد سے محروم رہنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ بحر الرائق ص۱۹۳ ج۱ پر یہ مسئلہ موجود ہے۔ واضح رہے کہ یہ وضو صفائی اور عادت قائم رکھنے کے لئے ہوگا۔ طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ ہدایہ شریف باب الاذان میں ہے کہ تمام اذکار کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ بحر الرائق ص۲۰ ج۱ میں ہے اما الاذکار فالمنقول اباحتھا مطلقاً۔

ترجمہ:۔ ہر قسم کے ذکر، جنبی، حیض اور نفاس والی کے لئے مطلقاً مباح ہیں۔ یعنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے، اس تمام دعائیں اور درود شریف بھی اس میں آگیا۔ فتاویٰ شامی کے متن درمختار میں ہے کما لا تکرہ ادعیۃ تحریماً ترجمہ:۔ جنابت حیض نفاس کی حالت میں قرآن مجید دیکھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ جنابت آنکھ میں نہیں داخل ہوتی، جیسا کہ ہر قسم کی دعائیں پڑھنا مکروہ تحریمی نہیں ہے یعنی تنزیہی ہے۔ علامہ محدث جلیل امام نووی کتاب الاذکار ص۵ پر فرماتے ہیں: "تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنبی اور حیض و نفاس والی کے لئے دل سے اور زبان سے سُبْحَانَ اللہ کہنا، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللہُ اَکْبَر پڑھنا، اور درود شریف پڑھنا، اور دعا مانگنا جائز ہے لیکن قرآن پڑھنا تینوں پر حرام ہے۔ نیز ملاحظہ ہو فتاویٰ شامی ص۲۷

Marfat.com

فہرست مندرجات

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	تعارف داعتذار	۲		السلام علیک کی بجائے السلام علی النبی کیوں پڑھا؟	
۲	درود شریف کی حقیقت	۹	۱۲	التحیات کے الفاظ میں معراج شریف کا تصور	۳۹
۳	باب اوّل:- فصل اوّل درود شریف کے فضائل	۱۱	۱۳	عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی تشریح	۴۰
..	فصل دوم:-	..	۱۴	عبد صالح کون ہے؟	۴۱
۴	درود شریف کی خاصیت اور تاثیر	۱۵	۱۵	التحیات کے پانچ اجزا اور ان کا باہمی ربط	۴۳
..	فصل سوم:-	..	۱۶	شانِ رسالت کے متعلق حضرات علمائے دیوبند کے بعض ارشادات	۴۵
۵	درود شریف کے متعلق عجیب وغریب حکایات	۱۷	۱۷	تعظیمی قیام کے متعلق چند احادیث	۴۷
..	فصل چہارم:-	..	۱۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں بے احتیاطی کی ممانعت	۴۹
۶	درود شریف کے الفاظ	۲۳	۱۹	انسانیت کا سب سے بڑا کمال رسالت ہے	۵۰
۷	سلام کا سنت طریقہ	۳۰	۲۰	رسول اور وکیل میں فرق	۵۱
۸	ایک عامیانہ سوال اور اس کا جواب	۳۴	۲۱	فصل پنجم:- افضل درود شریف	۵۶
۹	نماز پڑھنے والے کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہیں ہوتے بلکہ غائب ہوتے ہیں تو یہ حاضر کا لفظ نمازی سلام میں کیوں بولتا ہے؟	۳۵	۲۲	درود شریف کو روایت پر بند رکھنا ضروری نہیں	۵۸
			۲۳	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درود شریف	۶۰
			۲۴	نور کے معنی	۶۴
۱۰	نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرنا اچھا ہے	۳۶	۲۵	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جسم خاکی کے قائل ہیں	۶۵
۱۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بعض صحابہؓ نے	۳۷			

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۶	امام حسن بصری رح کا درود شریف	۶۶
۲۷	نماز والے درود شریف کا بیان	۶۸
۲۸	اسم اعظم کا بیان	۶۹
۲۹	اسم اعظم کے متعلق شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ارشاد	۷۰
۳۰	شرک کے اسباب	۷۱
۳۱	شرک کے نقصانات	۷۲
۳۲	کلمہ صلّ کی تشریح	۷۵
۳۳	نام پاک محمدؐ کی لفظی معنوی خوبیاں	۷۶
۳۴	حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اسمائے مبارکہ کی مختصر تشریح	۸۲
۳۵	خداوند تعالیٰ کے نور کی حقیقت امام رازی رح کے ارشادات	۸۴
۳۶	تہجد کے بعد پڑھنے کی ایک نورانی دعا	۹۴
۳۷	نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد آپؐ کی روح انور روح طیبہ ہے	۹۸
۳۸	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر کافر ہے۔	۱۰۰
۳۹	بزرگانِ دین کے عقیدہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔	۱۰۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۴۰	نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش	۱۰۱
۴۱	سب سے پہلی مخلوق	۱۰۲
۴۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں کے نبی ہیں۔	۱۰۳
۴۳	سب سے پہلے آپؐ کو نبوت عطا ہوئی	۱۰۵
۴۴	نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت پر ایک واضح شہادت	۱۰۸
۴۵	ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہوئی	۱۱۰
۴۶	نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عام مغالطہ اور اس کی حقیقت	۱۱۲
۴۷	حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ آپؐ اللہ کے نورِ ذاتی سے پیدا ہوئے سخت غلطی ہے۔	۱۱۴
۴۸	لفظِ آل کی تشریح	۱۱۶
۴۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۱۷
۵۰	ملتِ ابراہیمی کے بنیادی اصول	۱۱۸
۵۱	نماز والے درود شریف کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب	۱۲۰
۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ پر عطیاتِ الٰہی کا مختصر بیان	۱۲۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
٥٣	درود شریف کی غرض دعا ہے	١٢٣
٥٤	وسیلہ کیا ہے	١٢٤
٥٥	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا کا فائدہ دعا کرنے والے کو پہنچتا ہے۔	١٢٥
-	فصل ششم:-	..
٥٦	درود شریف قبول ہونے کا بیان	١٢٨
..	فصل ہفتم:-	..
٥٧	درود شریف کا موقع اور مقام	١٣٤
٥٨	درود شریف کہاں کہاں پڑھنا فرض ہے	١٣٤
٥٩	درود شریف کہاں کہاں پڑھنا واجب ہے	١٣٥
٦٠	" " " " سنت ہے	١٣٦
٦١	" " " " مستحب ہے	١٣٦
٦٢	گنبد خضرا کے اشتیاق میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح کے چند اشعار	١٤٣
٦٣	زیارت مدینہ منورہ کے آداب از مولانا رشید احمد گنگوہی رح	١٤٤
٦٤	روضۂ اقدس کے فضائل میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح کے چند ارشادات	١٤٦
٦٥	روضۂ اطہر پر سلام کا طریقہ	١٤٧
٦٦	زیارت قبور کے متعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح اور دیگر بزرگان دین کے ارشادات	١٤٩
٦٧	درود شریف پڑھنے کے دیگر مستحب مواقع	١٥١
..	فصل ہشتم:-	-
٦٨	کہاں کہاں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے	١٥٢
٦٩	دین میں بدعات جاری کرنے والوں کو پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	١٥٥
٧٠	بریلوی مذہب کے بنیادی اصول	١٥٦
-	فصل نہم:-	-
٧١	درود شریف کے فوائد	١٥٨
٧٢	مریدنی کو پیر سے پردہ کرنے کا حکم حضرت امام مجدد الف ثانی رح کا فتوے	١٦٢
٧٣	مرید کے گھر کا کھانا پیر کے لئے حرام ہے۔ حضرت پیران پیر رح کا ارشاد	١٦٣
٧٤	درود شریف کامل پیر کا کام دیتا ہے	١٦٣
٧٥	درود شریف کی برکت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ہمیں نصیب ہو جاتا ہے	١٦٥

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
..	فصل دہم :-	..
۷۶	درود شریف کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پتہ چلتا ہے؟ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور مُلّا علی قاری رح کا فیصلہ	۱۶۷
۷۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ اور اس کا جواب	۱۷۳
۷۸	حاضر ناظر کا عقیدہ اور اس کا جواب	۱۷۴
۷۹	اولیاء اللہ کے متعلق عالم الغیب اور حاضر ناظر کا عقیدہ، اور اُس کا جواب	۱۷۴
۸۰	اسمائے الٰہی کے ساتھ تعلق اور چیز ہے، اور اتصاف اور چیز ہے	۱۷۶
۸۱	خداوند تعالیٰ کے جو نام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، یا عام مخلوق کو دئے گئے ہیں، ان میں صرف اشتراکِ لفظی ہے۔	۱۸۳
۸۲	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا خود درود شریف سُنتے ہیں؟ اس کے متعلق ایک سوال، اور اس کا جواب	۱۸۵
۸۳	بریلویوں کا ایک سوال اور اس کا جواب	۱۸۷
۸۴	حضرت امام غزالی رح کا فیصلہ، کہ دُور سے پڑھنے والے کا درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں سُنتے، بلکہ آپ ؐ کو پہنچایا جاتا ہے۔	۱۹۳
..	باب دوم :-	..
۸۵	درود شریف اور سلام کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھنے کا بیان	۱۹۴
..	فصل اوّل :-	..
۸۶	نماز کے بعد ذکر اذکار کا مسنون طریقہ	۱۹۶
..	فصل دوم :-	..
۸۷	ذکر اور دُعا میں فرق، اور ان کے آداب	۲۰۱
۸۸	ذکرِ جہر کی تحقیق	۲۰۴
۸۹	ذکرِ جہر کے متعلق امام مجدد رح کا فتویٰ	۲۱۲
۹۰	نعرۂ تکبیر کا بیان	۲۱۶
۹۱	اگر ایک جگہ چند آدمی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوں، تو انہیں آہستہ پڑھنا چاہیے۔	۲۱۹
۹۲	ذکرِ جہر کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	۲۲۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۹۳	دعا کے آداب	۲۲۶	۹۸	مولوی محمد عمر صاحب کی کتاب مقیاس حنفیت کے ڈھول کا پول	۲۵۰
۹۴	درود شریف ذکر کی قسم سے ہے یا دعا کی قسم سے؟	۲۳۲			
۹۵	درود شریف آہستہ پڑھنے کے دلائل	۲۳۷	۹۹	نماز کے بعد ذکر جہر کے غیر مستحب ہونے پر علامہ عینی حنفی رح شارح بخاری کا فتوٰی	۲۵۴
۹۶	ایک سوال اور اس کا جواب				
..	فصل سوم :-	۔	۱۰۰	مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی کی کتاب جاء الحق کے بیان درود شریف میں چند خیانتیں	۲۷۰
۹۷	بلند آواز سے درود شریف پڑھنے والوں کے دلائل، اور اُن کا جواب	۲۴۸			

چراغِ سنّت

پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے، دوسرا ایڈیشن ضروری اضافوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ ضخامت ۲۲۴ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت فی جلد ؎

رسالہ اصدق الخبر فی اذانِ القبر

یعنی بریلوی حضرات کی نئی ایجاد، دفن کے بعد اذان کہنے کے متعلق پوری تحقیق، اور تردید۔ ضخامت ۱۶ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت فی ۲ر

کتاب منگوانے کا پتہ، مولوی فضل محمد ناظم شعبہ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور۔ ویسٹ پنجاب
(لاہور میں طبع ہوئی)

Marfat.com